

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# قرآن کی پکار

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے  
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

## انتساب

میری والدہ محترمہ مریم رحمہ اللہ علیہا کے نام  
اللہ پاک ان کے درجات بلند کرے اور ان پر رحمت  
فرمائے جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر شفقت فرمائی۔ آمین

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه  
 ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له  
 ومن يضلل الله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد  
 ان محمد اعبده ورسوله اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى  
 محمد صلى الله عليه وسلم وشر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل  
 بدعة ضلالة فى النار.

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں (اس لئے) ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں،  
 (اور اپنے ہر کام میں) اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم اس رب العالمین سے اپنے گناہوں کی  
 بخشش چاہتے ہیں، اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفس  
 کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، اور اپنے نفس کی برائیوں سے بھی اس کی پناہ میں  
 آتے ہیں۔ (یقین مانو) کہ جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جسے وہ گمراہ  
 کر دے اس کے لئے کوئی رہبر نہیں ہو سکتا اور ہم (تہہ دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا  
 کوئی معبود نہیں اور وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور (اسی طرح دل کی گہرائیوں سے) ہم  
 اس بات کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے (خاص) بندے اور اس کے  
 آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حمد و صلوة کے بعد (یقیناً) تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور تمام  
 راستوں سے بہتر راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور تمام کاموں میں سے بدترین کام وہ ہیں،  
 جو اللہ کے دین میں اپنی طرف سے نکالے جائیں (یاد رکھو) دین میں جو نیا کام نکالا جائے وہ  
 بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ جامع (Comprehensive) خطبہ جو پیارے پیغمبر صلی اللہ  
 علیہ وسلم ہر وعظ کے شروع میں پڑھا کرتے تھے یہ خطبہ مسلم، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ میں ہے۔

## باب آغاز

میری پیدائش سے پہلے میری دادی نے منت مانی تھی کہ اللہ میرے بیٹے کو بیٹا عطا فرمائے تو میں اسے پاکپتن (بابا فرید) کے دربار پہ لے کر جاؤں گی اور پھر ہم پاکپتن گئے، یہ میرے بچپن کی بات ہے۔ اس کے بعد میں نے اپنے ننھیال میں پڑھائی کا سلسلہ شروع کیا کیونکہ میرے ددھیال میں کوئی اسکول نہ تھا۔ وقت کا پہیہ اپنی رفتار سے گھومتا رہا اور میں نے اپنی زندگی کے تیرہ سال مکمل کر لئے اور میں نے ڈل کا امتحان پاس کر لیا۔

ان دنوں میرے ماموں مرزا فقیر محمد حفظہ اللہ تعالیٰ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں زیر تعلیم تھے۔ یونیورسٹی میں سلفیہ رائزنگ انجینئرنگ نامی تنظیم بہت فعال تھی اور وہ توحیدی لٹریچر اسٹوڈنٹس میں تقسیم کرتی تھی۔ میرے ماموں حفظہ اللہ تعالیٰ وہ کتابیں گھر لے آیا کرتے تھے وہ کتابیں الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ، حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ تعالیٰ، حافظ عبد اللہ بہاولپوری رحمہ اللہ، اور علامہ احسان الہی ظہیر رحمہ اللہ کی تھیں۔ میں بھی انہیں پڑھتا اور سوچتا کہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے یا تو وہ غلط ہے یا دنیا کی اکثریت نہ صرف غلط بلکہ گمراہی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ لیکن ایک بات مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی کہ ان کتابوں میں یا تو اللہ کے قرآن کی بات تھی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تھی جو کبھی بھی غلط نہیں ہو سکتی باقی کسی بھی شخص کی بات خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے فطرتاً مسلمان پیدا کیا ہے یقیناً وہ فطرت (خالص اسلام) سے متاثر ہوگا بشرطیکہ اللہ نے ہدایت والوں سے اس کا نام نہ کاٹ دیا ہو۔ بہر حال ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد میں کچا پکا اہلحدیث بن گیا تھا لیکن ابھی بہت کچھ باقی تھا اور پھر اللہ کا کرنا کہ میری شادی اس لڑکی سے ہوگئی جو اہلحدیث کو شادی سے پہلے گالیوں سے نواز کرتی تھی۔ اگر میری سات پشتوں میں کوئی اہل توحید نہ تھا تو میرے سسرال والے بھی لفظ توحید سے بیگانہ تھے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انہوں نے گھر میں جنتری رکھی ہوئی تھی کہ کس دن چراغ جلانا ہے اور کس دن ختم دلانا ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو ڈاکٹر کی بجائے وہ دربار پہ جاتا اور وہ لوگ پہلے دن اپنی بھینس کا دودھ گھر میں استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ پانی میں بہا دیتے کہ اس سے بھینس کے دودھ میں برکت ہوگی کیونکہ دودھ اور پانی کا مالک خضر خواجہ ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) شادی کے وقت مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ میری کچی پکی اہلحدیثی بھی شاید جاتی رہے گی مگر دل تو میرے مولا کریم کے ہاتھ میں ہیں کہ جس طرف چاہے موڑ دے۔ اور پھر وہی ہوا۔

کہ پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

شادی کی دوسری رات نماز فجر کے وقت میری بیگم مجھے کہنے لگی کہ مجھے اہلحدیث والی نماز بتلائیں کیسے پڑھتے ہیں؟ میں سمجھا مذاق کر رہی ہے مگر وہاں دل کی دنیا پلٹ چکی تھی۔ مجھے کہنے لگی کہ جس کا دامن تھا ماں ہے مسلک اور طریقہ بھی اسی کا چلے گا اور اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب وہ رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھ رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے شاید آزمائش کے لئے ہمیں شادی کے بعد چار سال تک اولاد کی نعمت سے محروم رکھا اور اس دوران ہمیں کچھ رشتہ داروں کی طرف سے مشورہ ملا کہ اگر تم عبداللہ شاہ غازی کے دربار پر دیگ چڑھاؤ تو تمھاری مراد پوری ہو سکتی ہے۔ مگر ہم نے اللہ کی دی ہوئی استقامت سے کہا کہ بے اولاد مر جانا منظور ہے لیکن دربار پر جانا منظور نہیں اور الحمد للہ میری بیوی نے میرا بھرپور ساتھ دیا۔

جب بندہ صرف اللہ کے دربار سے امیدیں وابستہ رکھتا ہے تو اللہ پاک اس کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا اللہ پاک نے ہمیں شادی کے چار سال بعد بیٹی کی نعمت سے نوازا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری دادی کو بھی توحید کی نعمت عطا کر دی اور اب محلے کی عورتیں انہیں وہابین (اللہ والی) کے قابلِ فخر طعنہ سے نوازتی ہیں۔

میں نے پانچ سال پہلے داڑھی رکھ لی تھی لیکن سنت کے مطابق نہ تھی ایک دن میں داڑھی

کی تراش خراش کے بعد گھر پہنچا تو میری بیگم کہنے لگی اس کو بھی کٹو ادو، اللہ پر اتنا احسان چڑھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور کہنے لگی اگر میں زندہ رہی تو میرا بیٹا ایک دن بھی شیو نہیں کرے گا میں نے ازراہ مذاق کہا کہ اگر اس نے شروع سے داڑھی رکھ لی تو کوئی اسے اپنی بیٹی نہیں دے گا کہنے لگی جو داڑھی سے "پدک" جائے مجھے ایسی بہو کی ضرورت ہی نہیں ہے مگر میرا بیٹا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (بلکہ حقیقی بات ہے کہ فرض) ضرور اپنائے گا ان شاء اللہ۔

سچی بات ہے میرا سر اللہ کے حضور جھک گیا اور سچ فرمایا تھا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ایک دولت خانہ ہے اور اس کی بہترین دولت نیک بیوی ہے، اور اب بھی جب وہ اپنے ماں باپ کے گھر جاتی ہے تو گیارہویں اور ختم والے برتنوں کو ہاتھ نہیں لگاتی بے شک اس کے ماں باپ راضی ہوں یا ناراض، وہ کہتی ہے یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف ہے لہذا جائز نہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو اپنے دین پہ ڈٹ جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں، میں محترم بھائی عبدالمجید کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے اس کتاب پر نظر ثانی کے لیے وقت نکالا۔ اس موقع پر محترم بھائی ابراہیم کا بھی انتہائی مشکور ہوں جن کی کوششوں سے اس کتاب کی طباعت کے مراحل بحسن خوبی انجام پائے۔ اس کتاب میں کوئی بھی خوبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی فضل و کرم ہے جبکہ کوئی بھی غلطی بندہ آشتم کی کوتاہی کا نتیجہ ہے۔

عبداللہ اثری

## ابتدائے کائنات

اللہ اسباب کا محتاج نہیں ہے:

اللہ پاک نے ارض و سماوات کو لفظ کن سے بنایا اور جب چاہے گا لفظ کن سے ان کو ختم کر دے گا۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اللہ کسی وزیر، مشیر یا سیکٹری کا محتاج ہے بلکہ اس کی شان اس سے بہت بلند ہے۔

انما قولنا لشيء اذا اردناه ان نقول له كن فيكون ﴿النحل: ۴۰﴾

ہم جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو صرف ہمارا یہ کہہ دینا ہوتا ہے ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔

آسمان اور زمین کی پیدائش:

اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ یہ چھ دن اتوار سے لے کر جمعہ تک ہیں، جمعہ کے دن ہی آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی ہفتے والے دن کوئی تخلیق نہیں ہوئی اس لئے اسے یوم السبت کہا جاتا ہے، کیونکہ سبت کے معنی قطع (کاٹنے) کے ہیں یعنی اس دن تخلیق کا کام قطع ہو گیا۔ کنگ جیمز کی مستند بائبل میں یہ الفاظ موجود ہیں (And He rested on Seventh day آسمان اور زمین کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

ان ربکم اللہ الذی خلق السموات و الارض فی ستة ایام ثم استوی

علی العرش ﴿یونس: ۳﴾

بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا۔

الذی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستة ایام ثم استوی علی

العرش الرحمن فسئل به خبیرا. ﴿الفرقان: ۵۹﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو چھ دن میں پیدا کر دیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا، وہ رحمن ہے، آپ اس کے بارے میں کسی خبردار سے پوچھ لیں۔

ولقد خلقنا السموات والارض وما بينهما في ستة ايام وما مسنا من لغوب. ﴿ق: ۳۸﴾

یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کو (صرف) چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہمیں تکان نے چھوا تک نہیں۔

و هو الذى خلق السموات والارض في ستة ايام و كان عرشه على الماء ليلوكم ايكم احسن عملا ولئن قلت انكم مبعوثون من بعد الموت ليقولن الذين كفرا ان هذا الا سحر مبين ﴿هود: ۷﴾

اللہ ہی وہ ہے جس نے چھ دن میں آسمان وزمین کو پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل والا کون ہے، اگر آپ ان سے کہیں کہ تم لوگ مرنے کے بعد اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے تو کافر لوگ پلٹ کر جواب دیں گے کہ یہ تو نرا صاف صاف جادو ہے۔

ثم استوى الى السماء وهى دخان فقال لها وللارض ائتيا طوعا او كرها قالتا اتينا طاعين ﴿حم السجده: ۱۱﴾

پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں (سا) تھا پس اسے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے۔ دونوں نے عرض کیا ہم بخوشی حاضر ہیں۔

سائنسی وضاحت:

موجودہ سائنسی تحقیق بتاتی ہے کہ ابتدائے کائنات گرم گرم گیسوں اور گرد و غبار کے بہت بڑے گولے (Nebula) سے ہوئی اور اس وقت ساری کائنات صرف یہی ایک گولہ تھا۔ تاہم اس سے پہلے نباتات میں پانی موجود رہا اور اللہ کا عرش پانی پہ تھا۔ موجودہ زمانے میں تمام سائنس دانوں کا اس نظریہ (Big Bang Theory) پر اتفاق ہے کیونکہ اب سائنس اتنی

ترقی کر چکی ہے کہ کئی نئے ستارے اس (Nebula) سے وجود میں آتے ہوئے مشاہدہ کئے جا سکتے ہیں، اس کے علاوہ مختلف کہکشاؤں (Galaxies) اور ستاروں کی رفتار اور ان کے رخ کے تعین سے بھی یہ حقیقت ثابت ہو چکی ہے کہ سب ایک مرکز سے پکھر رہے ہیں۔

(تیسیر القرآن: صفحہ ۹۶۵)

نوٹ: سائنسی حوالہ جات کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن سائنس کا محتاج ہے، بلکہ قرآن کی حقانیت بتانا مقصود ہے کہ قرآن نے اس دور میں جب کوئی ذراع نہیں تھے۔ یہ حقائق افشاں کئے جن کی سائنس چودہ سو سال بعد تائید کر رہی ہے۔ ایسی چیزیں ایک مسلمان کے دل میں ایمان کو مزید تقویت دیتی ہیں اور کافر کے لیے مزید حجت پیدا کرتی ہیں۔

قرآن کی تعلیمات وحی الہی پر مشتمل ہیں جن کے غلط ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جبکہ سائنس کی تحقیق غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی، یہ ایک جاری عمل کا نام ہے۔

ایک سعی نام تمام:

سائنس بجائے خود مادی حقیقتوں کی تلاش، ایک سعی نام تمام اور ایک سفر مسلسل ہے۔ سائنس کے سامنے جب کسی مسئلے پر کافی مواد جمع ہو جاتا ہے اور کسی حقیقت کی جھلک محسوس ہونے لگتی ہے تو قیاس یا مفروضہ (Hypothesis) نمودار ہوتا ہے پھر جب بہت سے سائنس دان اس کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے مزید ثبوت مل جاتے ہیں تو اسے نظریہ (Theory) کا مقام دیا جاتا ہے پھر جب ایک لمبے عرصے تک اس نظریے کے پے در پے ثبوت دنیا بھر میں بہم پہنچتے رہتے ہیں اور سب سائنس دان اس پر متفق ہو جاتے ہیں تو اس نظریے کو قانون (Law) کا رتبہ دے دیا جاتا ہے اصولی طور پر قانون بننے کے بعد اس نظریے میں تبدیلی یا ترمیم نہیں ہونی چاہیے لیکن کیا کیا جائے کہ انسانی علم ہے ہی اتنا ناقص کہ قانون بنانے کے بعد بھی ترمیمات ہونے کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں ایک زمانے میں قانون (Gravitational Law) کو ترمیم سے بالا تر سمجھا جاتا تھا لیکن آئن سٹائن نے آکر اس کو ناقص قرار دے کر اس

میں ترمیم کر ڈالی سر جیمز جین کے نزدیک بیسویں صدی کی سب سے بڑی دریافت آئن سٹائن کی یہی تھیوری ہے لطف یہ ہے کہ قانون کو ایک تھیوری نے توڑ ڈالا حالانکہ تھیوری قانون سے کم درجہ پر ہوتی ہے واضح رہے کہ نظریہ اضافت کو ابھی تک قانون کا مقام نہیں دیا جاسکا اس طرح سائنس تلاش حقیقت کے راستے پر آہستہ آہستہ بھٹک بھٹک کر ریگ رہی ہے (مجلہ الدعوة محرم ۱۴۲۴ھ قرآن اور عصری تحقیق)

اسلام غور و فکر کی دعوت دیتا ہے:

اس کے بعد مشرکین عرب نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ جس خدا کی عبادت کا ہمیں کہتے ہیں اس کا کچھ حال تو بیان کیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں نظم اور تدبیر کے متعلق سات اہم امور کا تذکرہ کیا گیا ہے اور غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے

ان فی خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار والفلک التي تجرى فی البحر بما ینفع الناس وما أنزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتها و بث فیها من کل دابة و تصریف الريح و السحاب المسخر بین السماء والارض لایت لقوم یعقلون ﴿البقرة: ۱۶۴﴾

آسمان اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لئے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اتار کر، مردہ زمین کو زندہ کر دینا، اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلانا، ہواؤں کے رخ بدلنا، اور بادل، جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقل مندوں کے لیے قدرت الہی کی نشانیاں ہیں۔

مزید غور اور فکر کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ آسمان کو دیکھو کہ اتنی بڑی چھت بغیر ستونوں کے کھڑی ہے کیا اب بھی تمہیں اللہ کے بارے میں شک ہے؟

خلق السموات بغیر عمد تر ونھا والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم و بث فیها من کل دابة و انزلنا من السماء ماء فانبتنا فیها من کل زوج کریم ﴿لقمان: ۱۰﴾

اسی نے آسمانوں کو بغیر ستون پیدا کیا ہے تم انہیں دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین میں

پہاڑوں کو ڈال دیا تاکہ وہ تمہیں جنبش نہ دے سکے اور ہر طرح کے جاندار زمین میں پھیلا دیئے۔ اور ہم نے آسمان سے پانی برسا کر زمین میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اگا دیئے۔

ان فی خلق السموات والأرض واختلاف الليل والنهار لآیت لاولی الالباب. ﴿آل عمران: ۱۹۰﴾

آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

الذی خلق الموت و الحیوة لیبلوکم ایکم احسن عملا وهو العزیز الغفور الذی خلق سبع سموات طباقا ما تری فی خلق الرحمن من تفوت فارجع البصر هل تری من فطور. ﴿الملک: ۲، ۳﴾

جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے، اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے۔ جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ (تو اے دیکھنے والے) اللہ رحمن کی پیدائش میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا، دوبارہ (نظریں ڈال کر) دیکھ لے کیا کوئی شکاف بھی نظر آ رہا ہے۔

پہاڑوں کی تخلیق کا مقصد:

والجبال أوتادا. ﴿نبا: ۷﴾

اور پہاڑوں کو میخیں (نہیں بنایا؟)

سائنسی وضاحت:

کوئی جسم جو اپنے مرکز کے گرد گھومتا ہو تو اس کے توازن میں ہلکی سی بھی کمی آ جائے تو مرکز گریز قوت (Net Centrifugal Force) موثر کردار ادا کرتی ہے اور جسم ہچکولے لے کھانا شروع کر دیتا ہے

امریکہ کی سائنس اکیڈمی کے صدر اپنی کتاب (Earth) میں لکھتے ہیں کہ پہاڑوں کی جڑیں بہت گہری ہوتی ہیں سائنس کی یہ ایجاد انیسویں صدی سے پہلے ممکن نہ تھی۔

## تخلیق آدم:

اللہ پاک کی بے شمار تخلیقات میں سے شاہکار تخلیق انسان ہے جس کو اللہ پاک نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور اس کی تخلیق مٹی سے کی پھر اسے عقل و شعور عطا فرمایا جو اسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہے

ولقد خلقنا الإنسان من صلصال من حمأ مسنون. ﴿الحجر: ۲۶﴾  
یقیناً ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھاتی مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔

یہ آدم علیہ السلام کے متعلق ہے یعنی انہیں حمأ مسنون (گوندھی ہوئی سڑی، بدبودار) مٹی سے بنایا اور جب وہ سوکھ کر کھن کھن کرنے لگا (یعنی صلصال) ہو گیا تو اس میں روح پھونکی گئی۔  
(تفسیر احسن البیان)

ولقد خلقنا الإنسان من سللة من طين ثم جعلناه نطفة في قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم أنشأناه خلقا آخر فتبرك الله أحسن الخالقين. ﴿المؤمنون: ۱۲﴾

یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا۔ پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا بنا دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا، پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا۔ برکتوں والا وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

## سائنسی وضاحت:

علقہ اس میں تین مفہوم پائے جاتے ہیں

۱۔ خون چوسنے والا کیڑا

۲۔ لٹکی ہوئی چیز

۳۔ خون کا لوتھڑا

علقہ کے مرحلے میں جنین کی عمر لگ بھگ پندرہ دن ہوتی ہے مائیکروسکوپ میں دیکھنے سے جنین اس مرحلہ میں ہو بہو خون چوسنے والے کیڑے سے مشابہ ہوتا ہے دوسری جانب جیسے خون چوسنے والا کیڑا دوسروں کے خون پر پلتا ہے اسی طرح جنین ماں کے خون سے خوراک حاصل کرتا ہے علقہ کا دوسرا مفہوم لٹکی ہوئی چیز ہے اس مرحلہ میں جنین بعینہ رحم مادر کی دیوار پر اوپر سے نیچے لٹکا ہوا ہوتا ہے علقہ کا تیسرا مفہوم خون کا لوتھڑا ہے اس مرحلہ میں بھی خون کا لوتھڑا معلوم ہوتا ہے اس مرحلہ میں جنین میں نسبتاً خون کی زیادہ مقدار پائی جاتی ہے۔ دوسری جانب اس مرحلہ میں خون کا دوران نہیں ہوتا لہذا خون کے لوتھڑے سے بہت زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے سائنس دانوں نے متعلقہ حقائق ۱۶۷۷ء میں دریافت کئے جبکہ قرآن نے یہ مراحل چودہ سو سال پہلے ہی بتادیئے اس زمانے میں نہ مائیکروسکوپ کا وجود تھا اور نہ ہی سائنسی تحقیق کے ادارے موجود تھے ﴿بحوالہ تیسیر القرآن: صفحہ ۶۹۵﴾

یہ بھی اللہ کی قدرت ہے کہ لوتھڑے کا ہڈی اور ہڈی کا گوشت سے بظاہر کوئی جوڑ نہیں ہے لیکن اللہ کے حکم سے لوتھڑا ہڈی اور ہڈی گوشت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ تم میں سے ہر ایک کو ماں کے پیٹ میں چالیس یوم اکٹھا کیا (بنایا) جاتا ہے پھر وہ اسی طرح چالیس یوم میں علقہ (Blood Clot) بن جاتا ہے پھر وہ اسی طرح چالیس یوم میں گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے۔ سائنس کا سابقہ نظریہ اور اس میں ترمیم:

علم الجنین (Embryology) سائنس کی وہ شاخ ہے جس میں رحم مادر کے اندر جنین کے نشوونما پانے کی منزلوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس بارے میں سائنس کی پہلی تحقیق یہ تھی کہ بچے کی ہڈیاں اور عضلات ایک ساتھ ہی نشوونما پاتے ہیں اور اسے قرآنی آیت سے متضاد سمجھا جاتا تھا لیکن اب اعلیٰ درجے کی خوردبین کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہو گئی جو ایک سائنٹیفک پہلی کیشن میں بعنوان ارتقائے انسان لکھی گئی کہ ساتویں ہفتے کے دوران ڈھانچے سارے جسم کے اندر پھیل جاتا ہے اور ہڈیاں اپنی معروف ہیئت اختیار کر لیتی ہیں ساتویں ہفتے

کے اختتام اور آٹھویں ہفتے کے دوران عضلات ہڈیوں کے گرد اپنی پوزیشن لے لیتے ہیں انسانی بدن کے نشوونما پانے کے مراحل جس ترتیب سے قرآن میں بیان کئے گئے ہیں جدید علم الجنین کی دریافتوں کے عین مطابق ہے (قرآن رہنمائے سائنس)

الذی احسن کل شیء خلقه و بذا خلق الانسان من طین. ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهین ﴿السجدة: ۸. ۷﴾

جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی اور انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی۔ پھر اس کی نسل ایک بے وقت پانی کے نچوڑ سے چلائی۔

خلق من ماء دافق. یخرج من بین الصلب والترائب ﴿سورة طارق: ۷. ۶﴾

وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیڑھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔

سائنسی وضاحت:

مرد کے وہ غدود جن سے مادہ منویہ پیدا ہوتا ہے (Testicles) ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان واقع ہوتے ہیں پھر پیدائش سے پہلے یا اس کے کچھ دیر بعد فوطوں میں اتر جاتے ہیں کیونکہ وہاں درجہ حرارت چند ڈگری کم ہوتا ہے اور وہی درجہ حرارت ان کے عمل کے لیے درکار ہوتا ہے مگر ان کا کنٹرول مرکز وہیں یعنی ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔

اس کے بعد انسانی اعضاء کی بناوٹ کے بارے میں فرمایا

ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهین ثم سوہ و نفخ فیہ من روحه و جعل لکم السمع و الأبصار و الافئدة قليلا ما تشكرون. ﴿السجدة: ۸. ۹﴾

پھر اس کی نسل ایک بے وقعت پانی کے نچوڑ سے چلائی۔ جسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں اپنی روح پھونکی، اسی نے تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے (اس پر بھی) تم بہت ہی تھوڑا احسان ہی مانتے ہو۔

شاہکار تخلیق کی ہلکی سی جھلک:

اس کائنات میں اللہ پاک کی شاہکار تخلیق انسان جو اپنی جسامت کے لحاظ سے بہت بڑا تو

نہیں مگر اس کی ساخت پر غور کریں تو اس جیسی مشینری آج تک کوئی نہیں بنا سکا اور نہ بنا سکے گا۔ مرد کے مادہ تولید کے ایک مکعب سینٹی میٹر میں ڈھائی کروڑ حیوانات منویہ ہوتے ہیں اور ایک دفعہ کے اخراج میں کئی مکعب سینٹی میٹر مادہ خارج ہوتا ہے جس میں ماہرین کے اندازے کے مطابق پچاس کروڑ حیوانات منویہ موجود ہوتے ہیں ان نصف ارب جرثوموں میں سے ہر ایک اپنے اندر ایک انسان بن جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

جسم انسانی چھوٹے چھوٹے خلیات سے مل کر بنتا ہے ایک اوسط قدرت و قامت کے انسانی جسم میں ان خلیات کی تعداد ایک کروڑ ارب کے قریب بتائی جاتی ہے کروڑوں خلیے (Cell) روزانہ ختم ہوتے رہتے ہیں اور دوسرے خلیے اسی وقت ان کی جگہ لے لیتے ہیں اندازہ ہے کہ ہر سیکنڈ میں خون کے دس لاکھ سرخ خلیات ختم ہو جاتے ہیں اسی تعداد میں نئے خلیے جنم لیتے ہیں۔

خود خلیوں کے اندر پورا نظام حیات ہے جسے سائنس نے پچھلے ۳۵ سالوں میں ڈھونڈ نکالا ہے اور جس کے نتیجے میں (Genetics) یعنی جینات کی ایک پوری نئی سائنس ابھر کر سامنے آ گئی ہے۔

دادا، پردادا، نانا، پرانا اور ماں باپ کے یہی جین (Gene) بچے میں منتقل ہوتے ہیں تو وہ کالا یا گورا ہوتا ہے اس کی آنکھیں نیلی یا بھوری یا سیاہ ہوتی ہیں۔

انسانی دماغ میں ۲۵ ارب سے زیادہ نیوٹرون ہوتے ہیں جو اپنا کام ہر وقت کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ نیند کے دوران بھی ان کا کام اسی طرح جاری رہتا ہے ساری دنیا کا ٹیلی فون نظام بھی اس کے برابر کام نہیں کر سکتا اور آگے بڑھے دل کو دیکھیں جو خود تو چھوٹا سا ہوتا ہے یعنی اندازاً نصف پونڈ کے برابر لیکن اس میں دو پمپ ہوتے ہیں ایک پھپھڑوں کو خون کی ترسیل کے لیے تاکہ وہاں سے آکسیجن جذب کر سکے دوسرا صاف شدہ خون کو سارے بدن میں دوڑانے کے لیے ایک آدمی کی اوسط زندگی میں دل ۳ لاکھ ٹن خون پمپ کرتا ہے اگر آدمی ستر سال زندہ رہے

تو دل چار کھرب دفعہ دھڑکتا ہے اس کے پھپھڑے ۵۰ کروڑ مرتبہ پھولتے اور سکڑتے ہیں۔ انسانی آنکھ میں ایک کھرب سے زیادہ روشنی قبول کرنے والے ریشے ہوتے ہیں انسان میں خون کی شریانوں کو اگر ناپا جائے تو ان کی لمبائی ۶۰ ہزار سے ایک لاکھ میل لمبی ریلوے لائن کے برابر نکلے گی۔

انسانی جسم ۳۰ کروڑ کیمیائی اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے اس کی مثال یوں ہے کہ اگر آپ ان اعداد و شمار پر مشتمل اجزاء کو لفظوں میں لکھنا چاہیں تو اس سے دس ہزار ضخیم کتابوں کی ایک لائبریری بن جائے گی تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ (مطالعہ فطرت اور ایمان)

اے انسان یہ تیرے جسم کی تفصیلات کی ہلکی سی جھلک ہے تو سوچ کہ ان کے بنانے والا کتنی عظمتوں اور نعمتوں کا مالک ہوگا؟

تمام جانداروں کی پانی سے پیدائش:

والله خلق كل دابة من ماء فمنهم من يمشى على بطنه ومنهم من يمشى على رجلين ومنهم من يمشى على اربع يخلق الله ما يشاء ان الله على كل شىء قدير ﴿النور: ۴۵﴾

تمام کے تمام چلنے پھرنے والے جانداروں کو اللہ پاک ہی نے پانی سے پیدا کیا ہے ان میں سے بعض پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض دو پاؤں پر چلتے ہیں۔ بعض چار پاؤں پر چلتے ہیں، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سائنسی وضاحت

تمام زندہ مخلوق میں پانی کی مقدار کم از کم 60% تک پائی گئی ہے DNA یعنی Deoxyribonucleic acid عموماً کروموسومز میں پایا جاتا ہے یہ دھاگے سے مشابہ شکل رکھتا ہے یہ (DNA) جنین کے تعمیراتی بلاک ہیں اسی سے وراثت کا تعین ہوتا ہے مرکزہ (Nucleus) میں یہ (DNA) ایک سانچہ کی مانند عمل کرتا ہے جس سے انہی خواص کے حامل

دیگر حیاتیاتی مرکبات تشکیل پاتے ہیں جدید حیاتیاتی علم نے ثابت کر دیا ہے کہ (ATP) جو کہ فاسفورس امینو ایسڈ اور شوگر کا مرکب ہوتا ہے

یہ  $H^+$  صرف پانی ہی سے حاصل ہوتا ہے یہ معلومات جیمس ڈی واٹس کی ۱۹۵۰ء میں (DNA) سے متعلق تحقیقات سے حاصل ہوئیں (تیسیر القرآن)

سنریہم آیتنا فی الافاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شیء شہید ﴿حم السجدہ: ۵۳﴾  
عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے گا کہ حق یہی ہے، کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے واقف و آگاہ ہونا کافی نہیں۔

### مرحلہ وار تخلیق:

خلقکم من نفس واحدة ثم جعل منها زوجها وانزل لکم من الانعام ثمنیة ازواج یخلقکم فی بطون امہتکم خلقت من بعد خلق فی ظلمت ثلث ذلکم اللہ ربکم لہ الملک لا الہ الا هو فانی تصرفون ﴿الزمر: ۶﴾

اسی نے تم سب کو ایک شخص سے پیدا کیا ہے، پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے (آٹھ ز مادہ) اتارے وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے تین تین اندھیروں میں، یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کے لئے بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں بہک رہے ہو۔

یعنی آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد حضرت حوا علیہا السلام ان کی پسلی سے پیدا ہوئی یہ بھی اللہ پاک کی قدرت کا کمال ہے کیونکہ اور کسی عورت کی تخلیق اس طرح نہیں ہوئی تین اندھیروں سے مراد ماں کا پیٹ، رحم اور اس کے بعد اندر کی جھلی تین اندھیروں میں۔

### سائنسی وضاحت:

بچہ دانی میں زندگی کے تین مراحل ہوتے ہیں قبل از جنین ابتدائی ڈھائی ہفتے تشکیل جنین

آٹھویں ہفتے کے اختتام تک اور آٹھویں ہفتے کے بعد جنین کی نشوونما تا وضع حمل (Basic

Human Embryology, Williams p.3RD Edition 1984, p.64)

مجھے صرف لڑکا چاہیئے ورنہ.....

وانه خلق الزوجين الذكرو الانثى. من نطفة اذا تمنى ﴿سورة النجم: ۴۵﴾

﴿۴۶﴾

اور یہ کہ اسی نے جوڑا یعنی نر اور مادہ پیدا کیا ہے۔ نطفہ سے جبکہ وہ ٹپکا یا جاتا ہے۔

سائنسی وضاحت:

علم تکوینیات (Genetics) اور مالیکولر حیاتیات (Molecular Biology) کے ترقی پا جانے کے بعد قرآن مجید کی بتائی ہوئی حقیقت کی سائنسی طور پر تصدیق ہو چکی ہے اور یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ بچے کی جنس کا تعلق مرد کے نطفہ کے خلیوں کی بنا پر ہوتا ہے اس عمل میں عورت کا کوئی دخل نہیں جنس کے تعین میں اہم کردار لونے (کروسومز) ادا کرتے ہیں ۴۶ کروموسومز میں سے ۲ لونے جنسی لونے ہوتے ہیں باقی آٹھوسوم یعنی غیر جنسی ہوتے ہیں مرد کے دو جنسی لونے (XY) اور عورت کے جنسی لونے کو (XX) کہا جاتا ہے انہیں (X) یا (Y) ان کی شکلوں کے ان حروف سے مشابہ ہونے کی بنا پر کہتے ہیں (Y) لونے میں مذکر جین ہوتے ہیں اور (X) لونے میں مونث جین ہوتے ہیں

انسانی بچے کی تخلیق کا آغاز ان لونے کے مذکر اور مونث جینز کے انضمام (Cross Combination) سے ہوتا ہے جو مرد اور عورت میں جوڑا جوڑا موجود ہوتے ہیں عورت کے جنسی خلیہ (Sex Cell) کے دونوں اجزا جو بیضہ ریزی (Ovulation) کے دوران دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں (X) لونے ہوتے ہیں دوسری جانب مرد کا جنسی خلیہ دو مختلف اقسام کے تخموں (Sperms) کو پیدا کرتا ہے ان میں سے ایک کے اندر (X) لونے اور دوسرے کے اندر (Y) لونے ہوتے ہیں اگر عورت کا (X) لونہ اس تخم سے جا ملے جس کے

اندر (X) لونیہ ہی موجود ہو تو اس کے ہاں پیدا ہونے والا بچہ لڑکی ہوگی اور اگر اس تخم سے مل جائے جس میں (Y) لونیہ ہو تو یہ پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوتا ہے۔ (قرآن رہنمائے سائنس) ۲۰ ویں صدی کے علم تکوینیات کی اس دریافت سے پہلے کسی کو ان حقائق سے آگاہی حاصل نہ تھی بلکہ یہ عقیدہ تھا کہ بچے کی جنس کا تعلق عورت کی جسمانی اہلیت سے ہے جب بچیاں ہی پیدا ہوتی تو عورت کو منحوس سمجھا جاتا اور وارث کی تلاش میں سوکن لانے کو مرد دھمکی کے طور پر استعمال کرتا قرآن نے ان توہمات کا خاتمہ کر دیا۔

نوٹ: مرد میں (X) اور (Y) کروموز کی تعداد اللہ کی مشیت پر منحصر ہے یعنی اولاد صرف اور صرف اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے لیکن میڈیکل جو (Process) ہوتا ہے اس میں بچے کی جنس سے عورت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

یہ سب تخلیقات اللہ کی ہیں اگر تمہیں شک ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی اور ذات ہے جس نے آسمان اور زمین کے درمیان کچھ پیدا کیا ہے تو دکھاؤ وہ ذات کونسی ہے۔

هذا خلق الله فارونى ماذا خلق الذين من دونه بل الظلمون فى ضلل مبين ﴿لقمان: ۱۱﴾

یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ (کچھ نہیں)، بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

انسان کی تخلیق کا مقصد:

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ﴿الذاریات: ۵۶﴾

میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

غلط استدلال:

لو لاک لما خلقت الا فلاک

”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو جہانوں ہی کو پیدا نہ کرتا۔“

یہ روایت موضوع ہے جیسا کہ امام صنعانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الاحادیث الموضوعۃ

ص ۵۲ اور علامہ عجلونی نے کشف الخفاء میں اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ میں ذکر کیا ہے مزید تفصیل کے لیے (احکام و مسائل: ص ۵۹)

ایک طرف اللہ کا واضح فرمان اور دوسری طرف موضوع (من گھڑت) روایت۔ اس میں سے کونسی بات تسلیم کی جائے گی؟

سائنسی ٹاک ٹوئیاں (نظریہ ارتقاء):

انیسویں صدی عیسوی میں چارلس ڈارون (۱۸۰۸-۱۸۸۲ء) نے اصل الانواع (Origin of Spicies) لکھ کر اس نظریہ کو باضابطہ طور پر پیش کیا پھر اس نظریہ ارتقاء کو تسلیم کرنے والوں میں بھی کافی اختلاف ہوئے ڈارون نے بندر اور انسان کو ایک ہی نوع قرار دیا کیونکہ حس اور ادراک کے پہلو سے ان دونوں میں کافی مشابہت پائی جاتی ہے گویا ڈارون کے نظریہ کے مطابق انسان بندر کا چچیرا بھائی ہے، لیکن کچھ انتہا پسندوں نے انسان کو بندر ہی کی اولاد قرار دے دیا ہے کچھ ان سے بھی آگے بڑھے تو کہا کہ تمام سفید انسان چمپینزی (Chimpenzy) سے پیدا ہوئے ہیں سیاہ فام انسان کا باپ گوریل ہے اور لمبے ہاتھوں اور سرخ بالوں والے انسان تنکان بندر کی اولاد ہیں ﴿آئینہ پرویزیت: صفحہ ۲۱﴾

ڈارون تھیوری بچگانہ حرکت ہے (دیگر سائنس دانوں کی رائے):

ایک اطالوی سائنسدان روزا کہتا ہے کہ گزشتہ ساٹھ سال کے تجربات نظریہ ڈارون کو باطل قرار دے چکے ہیں۔

فرخو کہتا ہے کہ انسان اور بندر میں بہت فرق ہے اور یہ کہنا بالکل لغو ہے کہ انسان بندر کی اولاد ہے۔

میٹرٹ کہتا ہے کہ ڈارون کے مذہب کی تائید ناممکن ہے اور اس کی رائے بچوں کی باتوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

آغا سیز کہتا ہے کہ ڈارون کا مذہب سائنسی لحاظ سے بالکل غلط اور بے اصل ہے اور اس قسم

کی باتوں کا علم سائنس سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔

مادہ پرست دہریوں کا نظریہ:

نظریہ ازلیت کائنات (Infinite Universe Model) جو یہ کہتا ہے کہ کائنات ازل سے موجود ہے۔

اور نظریہ ازلیت کائنات کی بساط بھی الٹ گئی:

کائنات کے ازلی و ابدی ہونے کا عقیدہ مادے کے لافانی (Indestructible) ہونے کے تصور پر استوار تھا مگر ایٹمی توانائی کے دریافت ہو جانے کے بعد اس تخیل کی بساط بھی الٹ گئی ہے خود سائنس نے ثابت کر دکھایا ہے کہ قوت مادے میں تبدیل ہو جاتی ہے  $(E=mc^2)$  اور مادہ پھر قوت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

حرکیات حرارت کے دوسرے قانون (Second Law of Thermodynamics) نے بھی واضح کر دیا کہ جس طرح اس کائنات کا ایک نقطہ آغاز مسلمہ ہے اسی طرح اس کا ایک روز خاتمہ بھی یقینی ہے۔ (قرآن رہنمائے سائنس)

مادہ پرست دہریوں کا فلسفہ چرخہ کا تنے والی بڑھیا کے جوتے کی نوک پر:

ایک مولوی صاحب نے ایک بڑھیا کو چرخہ کا تنے دیکھ کر فرمایا بڑی بی چرخہ ہی کا تا ہے یا اللہ کی کوئی پہچان بھی کی بڑھیا نے جواب دیا سب کچھ اس چرخے سے سیکھ لیا مولوی صاحب نے پوچھا بتاؤ اللہ موجود ہے یا نہیں بڑھیا نے جواب دیا ہر گھڑی ہر رات دن ہر وقت موجود ہے اس کی دلیل بھی میرا چرخہ ہے کیونکہ جب میں اس کو چلاتی رہتی ہوں چلتا رہتا ہے جب چھوڑ دیتی ہوں تو یہ ٹھہر جاتا ہے جب اس چھوٹے سے چرخے کو چلانے والے کی ہر وقت ضرورت ہے تو زمین و آسمان اور چاند سورج جیسے اتنے بڑے چرخوں کو کس طرح چلانے والے کی ضرورت نہیں ہوگی؟

قرآن کی فتح اور سائنس کی ہزیمت:

سائنس عرصہ دراز کی ٹامک ٹونیوں کے بعد بالا آ خر قرآن کی صداقت ماننے پر مجبور ہو گئی اور اب جو (Latest) تحقیق (Big Bang) تھیوری کے نام سے پیش کی گئی ہے قرآن کی صداقت پیش کر رہی ہے۔

قرآن میں دی ہوئی یہ اطلاع دورِ حاضر کی دریافتوں کے عین مطابق ہے آج کی فلکی طبیعیات (Astrophysics) اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ پوری کائنات اپنی پوری مادی وسعتوں سمیت ایک عظیم دھماکے کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئی تھی اس واقعے کو بگ بینگ (Big Bang) یا انفجارِ عظیم کہا جاتا ہے بگ بینگ سے ثابت ہوتا ہے کہ کائنات ایک نقطے سے وجود میں آئی۔ جدید سائنسی حلقے اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ کائنات کا آغاز اس کے وجود کی واحد معقول اور قابلِ ثبوت وضاحت بگ بینگ ہی ہے کیونکہ اس سے پہلے مادے (Matter) کا وجود ہی نہ تھا حالتِ عدم (Condition of Non.Existence) تھی جس میں نہ مادہ تھا نہ توانائی تھی اور نہ ہی وقت موجود تھا۔ اسے مابعد الطبیعیاتی طور پر یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ مادے، توانائی اور وقت کو ایک ساتھ تخلیق کیا گیا۔ ماڈرن فزکس نے اس حقیقت کو صرف حال ہی میں دریافت کیا ہے لیکن قرآن نے اس کا چودہ سو سال پہلے اعلان کر دیا تھا۔

امریکہ کے ادارہ خلائی تحقیق (Nasa) نے ۱۹۹۲ میں جو خلائی سیارہ (Cobe) چھوڑا تھا اس میں لگے ہوئے حساس آلات نے بگ بینگ کے بقیہ آثار کا مشاہدہ کیا جو اس عظیم دھماکے کا واضح ثبوت ہیں یہ کائنات کے عدم سے وجود میں آنے کی سائنسی وضاحت ہے ﴿قرآن رہنمائے سائنس: صفحہ ۱۰۹﴾

سائنس مذہب کے بغیر لولی لنگڑی ہے:

جو حال منکرین حدیث کا حدیث کو چھوڑ کر ہوا وہی سائنس کا مذہب سے ہٹ کر ہوا۔ لیکن آج پھر یورپ کی لیبارٹریوں میں (Lab Equipments) کے ساتھ قرآن کی تفسیر اور

صحاح ستہ کا سیٹ لازمی ہوتا جا رہا ہے۔

مذہب مطالعہ سائنس کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اپنے تحقیقی کام کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے مذہب کے افشاں کردہ حقائق سے بھی مدد لے سکتے ہیں اس سے ٹھوس نتائج برآمد ہونے کے ساتھ منزل بھی قریب آجائے گی اس کا سبب یہ ہے کہ مذہب وہ واحد ذریعہ ہے جو زندگی اور کائنات کے ظہور میں آنے سے متعلق سوالات کا صحیح اور متعین جواب فراہم کرتا ہے اگر تحقیق صحیح بنیادوں پر استوار ہو تو وہ آفرینش کائنات اور نظام زندگی کے بارے میں مختصر ترین وقت میں کم سے کم قوت کو بروئے کار لانے سے بھی بڑے بڑے حقائق تک پہنچا دے گی۔

البرٹ آئن سٹائن کا مقولہ ہے: سائنس مذہب کے بغیر لولی لنگڑی ہے۔

(قرآن رہنمائے سائنس)

## اثبات وجود الہ العالمین:

کسی بدو سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی کی کیا دلیل ہے تو اس نے کہا:

ياسبحان الله ان البعير ليدل على البعير. وان اثر الاقدام لدل على المسير. فسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج. وبحار ذات امواج الايدل ذلك على وجود اللطيف الخبير؟

یعنی بیگنی سے اونٹ معلوم ہو سکے اور پاؤں کے نشان زمین پر دیکھ کر معلوم ہو جائے کہ کوئی آدمی گیا ہے تو کیا یہ برجوں والا آسمان، یہ راستوں والی زمین، یہ موجیں مارنے والے سمندر اللہ تعالیٰ باریک بین اور باخبر کے وجود پر دلیل نہیں بن سکتے؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی یہی سوال ہوتا ہے تو آپ جواب دیتے ہیں چھوڑو میں کسی اور سوچ میں ہوں لوگوں نے مجھ سے کہا ہے ایک بہت بڑی کشتی جس میں طرح طرح کی تجارتی چیزیں ہیں، نہ کوئی اس کا نگہبان ہے، نہ چلانے والا ہے باوجود اس کے وہ برابر آ جا رہی ہے اور بڑی بڑی موجوں کو خود بخود چیرتی پھاڑتی گذر جاتی ہے، ٹھہرنے کی جگہ پر ٹھہر جاتی ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چلنے کی جگہ چلتی رہتی ہے نہ اس کا کوئی ملاح ہے اور نہ منتظم۔

سوال کرنے والے دہریوں نے کہا، آپ کس سوچ میں پڑ گئے کوئی عقل مند ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ اتنی بڑی کشتی اتنے بڑے نظام کے ساتھ تلاطم والے سمندر میں آئے جائے اور کوئی اس کو چلانے والا نہ ہو آپ نے فرمایا افسوس تمہاری عقلوں پر ایک کشتی تو بغیر چلانے والے کے نہ چل سکے لیکن یہ ساری دنیا، آسمان وزمین کی سب چیزیں ٹھیک اپنے کام پر لگی ہوئی ہیں اور ان کا حاکم اور مالک کوئی نہ ہو؟ یہ جواب سن کر وہ لوگ ہکا بکارہ گئے اور حق معلوم کر کے مسلمان ہو گئے (تفسیر ابن کثیر)

سائنس کی تائید:

البرٹ آئن اسٹائن رقمطراز ہے:

Everyone who is seriously involved in the pursuit of science becomes convinced that a spirit is manifest in the laws of the universe a spirit vastly superior to that of man, and one in the face of which we with our modest powers must feel humble.

سنجیدگی و انہماک سے سائنسی تفتیش میں مشغول فرد کو بالا آ خر ماننا ہی پڑتا ہے کہ قوانین فطرت کے پس پردہ ایک طاقت کار فرما ہے انسانی طاقت سے کہیں عظیم موجودہ صورتحال جس سے ہم اپنے حقیر اختیارات کے ساتھ دوچار ہیں ہم کو لازماً اپنی عاجزی و بے بسی کا اعتراف کرنا چاہیے۔ (اسلام اور سائنس: ۱۰-۹)

خالق اور موجد میں فرق:

الا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير (الملک: ۱۴)

کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو۔

انسانی تخلیق اس لحاظ سے کامل نہیں ہوتی ہے کہ وہ تخلیق (Creation) نہیں بلکہ

(Proessing & Assembling) ہوتی ہے مثال کے طور پر اگر کسی نے کمپیوٹر بنایا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تو اس کی باڈی کسی نے بنائی ہے اس کی ڈسک کسی اور نے بنائی ہے اور (Mother Board) کسی اور ادارے نے بنایا ہے پھر ان میں سے کسی نے بھی کوئی بنیادی خام مال (Raw Material) خود نہیں بنایا اللہ تعالیٰ تو عدم سے ہر چیز کو وجود میں لاتا ہے اس کے علم کی وسعت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

عام طور پر مسلمانوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ سائنس اور اسلام میں تضاد ہے سائنس کا مطالعہ گناہ ہے حالانکہ تضاد (Clash) نہیں ہے۔ لیکن یہ مطالعہ اقبال کے ان اشعار کی روشنی میں ہونا چاہیے۔

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں پھولو  
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو  
پر ایک سخن بندہ عاجز کا رہے یاد  
اللہ کو اور اپنی حقیقت نہ بھولو

دنیا بھر کے سائنس دانوں اور انجینئروں کا مبلغ علم صرف اتنا ہی ہے کہ وہ مختلف خام مال (Raw Material) سے ضروریات زندگی بنا لیتے ہیں یا مادہ کی شکل ہی تبدیل کر لیتے ہیں وہ بھی اللہ کی مشیت اور مرضی سے اس کے علاوہ ایک ذرہ یا ایٹم بھی کوئی انسان پیدا نہیں کر سکا (تیسیر القرآن: صفحہ ۶۹۲)

اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے  
مذہب کبھی سائنس کو سجدہ نہ کرے گا  
انسان اڑے بھی تو خدا ہو نہیں سکتا

احسان فراموش:

اولم یر الانسان انا خلقنہ من نطفة فادا هو خصیم مبین. وضرب لنا  
مثلاو نسی خلقه قال من یحی العظام وہی رمیم. (یس: ۷۸، ۷۷)  
کیا انسان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا ہے؟ پھر کیا یک وہ صریح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جھگڑا لو بن بیٹھا۔ اور اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور اپنی (اصل) پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے؟

سائنسی وضاحت:

عورتوں کے بیضہ کا سائز ملی میٹر کا دسواں حصہ ہوتا ہے جبکہ اس کا وزن ایک گرام کا لاکھواں حصہ (A Millionth part of Gram) مرد کے حیوان منی (Sperm Cell) کا سائز ایک ملی میٹر کا سو لہواں حصہ ہوتا ہے اس شدید کمزوری سے آغاز اور اللہ سے بغاوت انسان کو زیب دیتی ہے؟

شان نزول:

یہ آیت ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی وہ اسے ہاتھ سے چورا کر رہا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہا تھا کہ اللہ اس طرح مٹی ہونے کے بعد اٹھائے گا؟ عقل کا دشمن یہ بھول گیا کہ جو تجھے پہلی دفعہ پیدا کر سکتا ہے اس کے لیے دوسری دفعہ پیدا کرنا تو اس سے بھی آسان ہے۔

اللہ ہی خالق اور رازق ہے:

ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين. (الذاریات: ۵۸)

اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں ہے تو انائی والا اور زور آور ہے۔

مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا ایمان ہے کہ پتھر کے اندر جو کیڑا موجود ہے اس کا رازق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس چیز کو مزید جلا بخشنے کے لیے دو مثالیں پیش خدمت ہیں  
حیاتیات پر تحقیق کرنے والے ایک گروپ نے ایک فوٹو پیش کیا جس میں ایک کیڑے کو برف میں پھنسا ہوا دکھایا گیا ہے جبکہ اس کیڑے کے منہ میں سبز پتے کا ٹکڑا ہے۔

دوسری مثال:

آتش فشاں کے لاوے سے بننے والی ایک غار میں ایک لمبی مخلوق کا سراغ ملا لاوے کا

درجہ حرارت ۳۰۰۰-۲۰۰۰ ڈگری سنٹی گریڈ تک ہوتا ہے لہذا پہلے سے کسی مخلوق کے موجود ہونے کا امکان نہیں بلکہ یہ نئی مخلوق تھی جب لیبارٹری میں تحقیق کی گئی تو انکشاف ہوا کہ اس کا نہ تو نظام ہضم تھا اور نہ ہی نظام تنفس مزید تحقیق سے انکشاف ہوا کہ اس کی جلد پر موجود (Bacteria) اسے خوراک مہیا کرتے تھے انہیں کے ذریعے اسے آکسیجن ملتی تھی۔ اللہ اکبر

منصوبہ بندی والے بے چارے ایسے ہی پریشان ہیں کہ ہم اسی رفتار سے بڑھتے رہے تو کھائیں گے کہاں سے؟ وہ ذرا اس بات پر غور کریں کہ اللہ پاک جس رفتار سے آبادی بڑھاتا ہے اس سے زیادہ رفتار سے وسائل میں اضافہ کرتا ہے۔ آج سے بیس سال پہلے اگر ایک ایکڑ سے دس من گندم پیدا ہوتی تھی تو آج وہی زمین تیس من گندم پیدا کر رہی ہے۔

بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے کہ اس کا رزق لکھ دیا جاتا ہے ہمارے حکمرانوں کو اس چیز کی فکر نہیں ہونی چاہیے کہ ہم کھائیں گے کہاں سے انہیں فکر اس چیز کی چاہیے کہ ہمارے ملک کا قانون قرآن اور حدیث پر مبنی کیوں نہیں ہے؟

یہ چیز اللہ پہ توکل سے حاصل ہوتی ہے آپ دیکھیں کہ کوئی کوا (M.B.B.S.) ہوتا ہے؟ یا کسی چڑیا نے (C.S.S.) کیا ہوا ہے؟ دونوں صبح خالی پیٹ اپنے گھونسلے سے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔

### انبیاء کی بعثت کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے بعد اس کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے نبی اور رسول بھیجے اور ان پاک بازنفوسِ قدسیہ کا ایک ہی مقصد (One Point Agenda) تھا کہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو یہ باور کروانا کہ لوگو تمہارا الہ ایک ہے اس کے سوا تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے تم ایک اللہ کی عبادت کرو، وہ اکیلا تمہارا حاجت روا، مشکل کشا، داتا، گنج بخش اور غریب نواز ہے، کوئی فرشی داتا اور مشکل کشا نہیں۔ اللہ پاک کا فرمان ہے

ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان عبدوا الله واجتنبوا الطاغوت ﴿النحل: ۳۶﴾

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام

معبودوں (طاغوت) سے بچو۔

وما ارسلناك من قبلك من رسول الا نوحى اليه انه لا اله الا انا  
فاعبدون (الانبیاء: ۲۵)

تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا  
کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔

The word Taghut covers a wide range of meanings : It means anything i.e. , all the false deities worshipped other than the Real God (Allah) .It may be Satan, devils, idols, stone,sun, stars, angles human beings, who were falsely worshipped and taken as Taghut . Likewise saints, graves, rulers,leaders, are falsely worshipped , and wrongly followed. ( The Noble Quran )

طاغوت کے معنی میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے اس میں ہر وہ چیز (شیطان، جنات، بت، پتھر، سورج، ستارے، فرشتے اور انسان اسی طرح اولیاء، قبریں اور حکمران) شامل ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جائے (عبادت سے مراد سجدہ ہی نہیں بلکہ عبادت کی جتنی بھی اقسام ہیں ان میں کوئی بھی ان کے ساتھ روارکھی جائے تو یہ ان کی عبادت ہی ہے)

ایک ہی مقصد (One Point Agenda):

لقد ارسلنا نوحا الى قومه فقال يقوم اعبدوا الله ما لكم من اله غيره انى  
اخاف عليكم عذاب يوم عظيم (الاعراف: ۵۹)

ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم!  
تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں، مجھ کو تمہارے لیے ایک  
بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

والى عاد اخاهم هوذا قال يقوم اعبدوا الله ما لكم من اله غيره افلا  
تنتقون (الاعراف: ۶۵)

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا اے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، سو کیا تم نہیں ڈرتے۔  
والی مدین اخاہم شعيبا قال يقوم اعبدوا الله مالکم من اله غيرہ  
(الاعراف: ۸۵)

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا  
اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔  
والی ثمود اخاہم صالحاً قال يقوم اعبدوا الله ما لکم من اله غيرہ  
(الاعراف: ۷۳)

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا اے  
میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

قل يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا الذى له ملك السموت  
والارض لا اله الا هو يحيى ويميت فامنوا بالله ورسوله النبى الا مى الذى  
يومن بالله وكلمته واتبعوه لعلکم تهتدون (الاعراف: ۱۵۸)

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی  
بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا  
ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس  
کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی اتباع کرو تا کہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔

قل انما امرت ان اعبدا الله ولا اشرك به اليه ادعوا اليه ماب. ﴿الرعد  
: ۳۶﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کر دیجئے کہ مجھے تو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی  
عبادت کروں اور اس کے ساتھ شرک نہ کروں، میں اسی کی طرف بلا رہا ہوں اور اسی کی جانب  
میرا لوٹنا ہے۔

قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو روکنے کی ہر کوشش ناکام ہوتے دیکھا تو  
(Give & Take) کچھ لو کچھ دو کی پالیسی اختیار کی انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
بادشاہی چاہتے ہو تو ہم تیار ہیں لڑکی چاہتا ہے جس سے کہے گا شادی کر دیں گے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہا میرا صرف ایک ہی مشن ہے کہ تم معبودان باطلہ کو چھوڑ دو اور صرف ایک الہ کی پرستش کرو اور میں یہ دعوت اس وقت تک دیتا رہوں گا جب تک میرے جسم میں خون کا آخری قطرہ ہے اور اس سے باز نہیں آؤں گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مذاہب کی پیش گوئیاں:

سارے انبیاء آئے اور اپنی ذمہ داری اور ڈیوٹی پوری کر کے اللہ کے پاس چلے گئے اور تمام انبیاء کی دعوت کسی مخصوص علاقے، بستی یا ملک کے لئے تھی مگر ابھی فخر آدم، قائد اعظم، افضل البشر اور محسن انسانیت کی آمد باقی تھی کہ اس ذاتِ بابرکت کے بارے میں سابقہ مذاہب میں واضح پیش گوئیاں موجود تھیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کسی خاص قبیلے اور گروہ کے لئے نہیں تھی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے لئے نبی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجے گئے نبوت کا عالی شان منصب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکت پر اختتام پذیر ہو گیا اور سابقہ شریعتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے منسوخ ہو گئیں اگرچہ ان کتب میں بے شمار تحریفات ہو چکی ہیں مگر پھر بھی آخری پیغمبر کے بارے میں ایسے اشارے موجود ہیں جو صرف آمنہ کے لال پر حرف بہ حرف پورے اترتے ہیں۔

عہد نامہ قدیم (old testament) جسے تورات بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا باب نمبر ۱۸

جس کا نام (Deuteronomy) ہے۔ اس کی آیت بھی ۱۸ ہے۔ جو اس طرح ہے:

(I (God) will raise them up a prophet from among their brethen, like unto thee ( Moses), and will put my word in his mouth; and he shall speak unto them all that I shall command him)

”میں انہی کے بھائیوں کے درمیان سے ایک پیغمبر معبوث کروں گا جو تمہاری (موسیٰ علیہ

السلام) کی مثل ہوگا۔ اور اپنے الفاظ (وحی) اس کے منہ میں رکھوں گا اور وہ انہیں ساری باتیں

بتلائے گا جس کا میں اسے حکم دوں گا۔“

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ ان دونوں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم، عیسیٰ علیہ السلام) میں سے جو

موسیٰ علیہ السلام کے مثل ہوگا وہ اس پیش گوئی کا مصداق ہوگا۔

۱۔ موسیٰ علیہ السلام کے باپ تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی باپ تھے اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں سے مختلف بغیر کے باپ کے پیدا ہوئے۔

۲۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کو نبوت چالیس سال کی عمر میں ملی اور عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی نبی تھے۔

۳۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرائیں اور عیسیٰ علیہ السلام لکڑ ہارے کا کام کرتے تھے۔

۴۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کی قبر مدینہ اور فلسطین میں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی قبر موجود نہیں ہے۔

۵۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے نام کا پہلا حرف: م: ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا نام: ع: سے شروع ہوتا ہے۔

اس سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ یہ خوش خبری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اسی طرح عہد نامہ جدید (New testament) انجیل میں ہے باب نمبر ۸ آیت نمبر ۱۶ عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے:

”میں جاؤں گا تو وہ آئے گا۔ جب وہ آئے تو اس کی اتباع کرنا ہوگی۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ تم میں رہے گا۔ (یعنی اس کی نبوت اور سنت قیامت تک رہے گی)“

(بحوالہ مجلہ الدعوة جنوری ۲۰۰۰)

(The Hundred Greatest Leaders of the World) دنیا کے سو بڑے لیڈر کا مصنف آج بھی شہادت دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ازل سے لے کر آج تک سب سے بڑے لیڈر ہیں۔

بے مثال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور لا جواب معجزہ:

پہلے انبیاء پر جو کتابیں نازل ہوئیں وہ بھی منجانب اللہ تھیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یا تو

ان میں تحریقات کر دی گئیں یا جس زبان میں وہ اترتی تھیں وہ دنیا سے ناپید ہو گئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کیونکہ قیامت تک کے لئے ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی کتاب کے ایک ایک حرف کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ پاک نے لیا ہے۔

اور اس (قرآن) کے کتاب اللہ ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں اور وحی الہی سے بولتے ہیں مزید یہ دنیا کی معروف زبان عربی میں نازل ہوا اور جس دور میں یہ نازل ہوا اور جن لوگوں کے سامنے نازل ہوا وہ نہ صرف عرب بلکہ انہیں اپنی فصاحت اور بلاغت پہ اس قدر ناز تھا کہ غیر عرب کو عجیبی (گوٹنگا) کہا کرتے تھے ان کو اللہ نے کھلا چیلنج دیا کہ اگر تمہیں اس کے کلام اللہ ہونے میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ تمہارے پاس بھی وہی حروف تہجی ہیں۔

وان كنتم فى ريب مما نزلنا على عبدنا فا تو بسورة من مثله و ادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صدقين (البقرہ: ۲۳)

ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو تم اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ۔ تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔ یہی چیلنج چار اور مقامات پر بھی ہے (یونس: ۱۳) (ہود: ۳۴) (بنی اسرائیل: ۸۸) (الطور: ۳۴) لیکن یہ چیلنج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود قائم ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا۔ اس چیلنج کو قبول کرنے کی توفیق تو کسی کو نہیں ہوئی لیکن موجودہ دور کا ابو جہل (جارج بش) کہتا ہے یہ دہشت گرد (مجاہدین) تیار کرنے والی (Terrorist Maker) کتاب ہے پیناگون کے "چوڑوں" کو تو سمجھ آ گئی کہ قرآن کیا چیز ہے لیکن قرآن ہماری طاقتوں سے باہر نہیں آیا۔

طاقتوں میں سجایا جاتا ہوں آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں

دھو دھو کر پلایا جاتا ہوں تعویذ بنایا جاتا ہوں

ہم نے اسے صرف قسمیں کھانے کے لیے اور دردزہ کے تعویذ لکھنے کے لیے سمجھا اور اتنا

اونچار کھا کہ ہاتھ بھی نہ پہنچ سکے اور اگر سالانہ صفائی کے دوران گر پڑے تو مولوی صاحب کے گھر ڈھائی کلو گندم پہنچا دو، اللہ اللہ خیر سلا یا پھر کوئی مصیبت آن پڑی ہے کہ کسی کی جان نہیں نکل رہی تو اس کے سر ہانے سورۃ یسن پڑھو تا کہ جلد اس سے جان چھوٹ جائے۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ہر نبی کو ایسے معجزے دیئے گئے کہ جنہیں دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لائے اور میرا معجزہ اللہ کی وحی قرآن پاک ہے۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ میرے پیروکار بہ نسبت اور نبیوں کے بہت زیادہ ہوں گے۔ (کیونکہ یہ معجزہ قیامت تک باقی رہے گا اور لوگ اس کی حقانیت دیکھ کر ایمان لاتے رہیں گے)

دوسری طرف صرف بائبل کی تحریفات کا یہ حال ہے کہ اس کی ایک آیت دوسری سے متصادم ہے جو اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ یہ اصلی حالت میں نہیں ہے۔ اگر اصلی حالت میں بھی ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد اس کی تعلیمات منسوخ ہو چکی ہوتیں۔ چنانچہ کولیرز انسا، سکلو پیڈیا کا مقالہ نگار لکھتا ہے۔

The first three Gospels resemble one another in both language and content. The Gospel of John is different, in many respects, from the first three Gospels

پہلی تین اناجیل زبان (طرز بیان) اور مشمولات، دونوں کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مشابہ ہیں (مگر) یوحنا کی انجیل بہت اعتبار سے تینوں اناجیل سے مختلف ہے (Collier's Encyclopaedia, vol.9,p.200)

(بحوالہ عیسائیت تجزیہ و مطالعہ: صفحہ ۳۱۱)

ایک اور مسیحی فاضل لکھتا ہے:

The fourth Gospel is so different from the Synoptics in Structure, contents and theological outlook, it cannot be treated with them

چوتھی انجیل بناوٹ، مشمولات اور کلامی والہیاتی نظریات میں اناجیل متوافقت سے اتنی

مختلف ہے، کہ اس پران کے ساتھ اکٹھی گفتگو نہیں کی جاسکتی۔

(R.H.Fuller; A Critical Introduction to the New Testament, p.168 )

معروف فاضل ہارنیک نے بھی لکھا ہے:

The author of the fourth Gospel acted with sovereign freedom, transposed event and put them in a strange light. He drew up the discussions himself, and illustrated great thoughts with imaginary situations.

چوتھی انجیل کے مصنف نے مکمل آزادی اور بغیر کسی پابندی کے، واقعات کی ترتیب کو بدلا ہے اور ان پر عجیب انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ وہ (مسیح سے منسوب) بحثوں کو خود ہی بناتا اور (اپنے) "عظیم" خیالات کی وضاحت کے لئے فرضی واقعات کا سہارا لیتا ہے۔

(Adolf Harnack : What is Christianity, p20.)

(بحوالہ عیسائیت تجزیہ و مطالعہ: صفحہ ۳۱۴)

ان سارے حوالہ جات کا مقصد یہ ہے کہ عیسائی خود ساختہ صلیب اور جھوٹی بائبل کے لئے کس قدر مخلص ہے اس کو موجودہ حالات کے تناظر میں بخوبی سمجھا جاسکتا ہے، لیکن مسلمان قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعلیمات کیساتھ اس قدر بے بس ہے آخر کیوں؟

قرآن کی صداقت:

فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون فی بضع سنین لله الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المؤمنون (الروم: ۴، ۲)

رومی مغلوب ہو گئے ہیں۔ نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے چند سال میں ہی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اس روز مسلمان شادمان ہوں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ایک فارس (ایران) دوسری روم کی۔ ایران کی حکومت آتش پرست اور روم کی حکومت عیسائی (اہل کتاب) تھی۔ مکہ کے

مشرکین کی ہمدردیاں فارس کے ساتھ تھیں جبکہ مسلمانوں کی ہمدردیاں روم کے عیسائیوں کے ساتھ تھیں ان دونوں طاقتوں میں سرد جنگ تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چند سال بعد ایرانی رومیوں پر غالب آگئے جس پر مشرکوں نے جشن منایا اور مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی اس آیت میں یہ پیش گوئی ہے کہ رومی جلد ہی غالب آجائیں گے بظاہر یہ ناممکن نظر آ رہا تھا کیونکہ ۶۱۵ء میں ایران نے روم کو ایسی شکست دی لگتا تھا کہ روم دنیا سے مٹ جائے گا۔ ان حالات میں مشرکین مکہ نے طعنے دینے شروع کر دیے جس طرح رومی مٹ چلے ہم بھی آپکو نیست و نابود کر دیں گے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ابوجہل سے شرط لگائی کہ رومی پانچ سال میں غالب آجائیں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بضع کالفظ تین سے دس سال کے لیے استعمال ہوتا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس مدت میں اضافہ کر لیا اور رومی نو سال بعد دوبارہ غالب آگئے رومیوں کی یہ فتح صداقت قرآن کی بہت بڑی دلیل ہے۔

انگریز مورخ گبن کے مطابق اس پیش گوئی کے بعد سات آٹھ برس تک بھی ایسے حالات نہ تھے کہ روم کے غلبہ کے آثار ہوں۔ رومیوں کی فتح کی مسلمانوں کو اس وقت اطلاع ملی جب وہ مشرکین کی بدر میں ٹھکانی کر چکے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سواونٹ مل گئے یہ جوئے کی حرمت سے پہلے کا واقعہ تھا۔

مستشرقین کے اس الزام کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے مضامین انجیل اور تورات سے لیے ہیں اس واقعہ سے چولیں نہیں بل جاتی؟

افلا یتدبرون القرآن ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافًا  
كثيرًا (النساء: ۸۲)

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

قرآن لاثانی کتاب ہے:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرة: ۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔

ولقد جننہم بکتاب فصلنہ علی علم ہدی و رحمة لقوم یؤمنون.  
(الاعراف: ۵۲)

اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جس کو ہم نے اپنے علم کامل سے بہت واضح کر کے بیان کر دیا ہے، وہ ذریعہ ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان لائے ہیں۔

تاثیر قرآن یورپ کی نظر میں:

یسیان فرانسسی لکھتا ہے قرآن ایسا زندہ اور پر زور ایمانی جوش پیدا کرتا ہے کہ پھر کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

سرولیم سیور لکھتا ہے کہ قرآن نے فطرت کائنات کی دلیلوں سے اللہ کو سب سے اعلیٰ ہستی ثابت کر کے انسان کو اسکی اطاعت پر جھکا دیا۔

مسٹر عما توکل ڈی انش لکھتا ہے قرآن کی روشنی اس وقت پورے یورپ میں نمودار ہوئی جب تارکی محیط ہو رہی تھی اور اس سے یونان کے مردہ علم و عقل کو زندگی مل گئی۔

قرآن آسان ہے:

ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر (القمر: ۱۷)

اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے پس کیا کوئی نصیحت کرنے والا ہے؟

اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ قرآن آسان ہے لیکن آج کے مولوی صاحب کو اس سے اختلاف ہے وہ کہتا ہے قرآن کوئی آسان تھوڑی ہے اس کے سمجھنے کے لیے کم از کم چودہ طبق روشن ہونے ضروری ہیں اور بیس علوم میں ماہر ہونا ضروری ہے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں چار انسان ہی ایسے آئے جنہوں نے قرآن کو سمجھا اور اب امت مسلمہ بانجھ ہو گئی کہ قرآن کو سمجھنے والا کوئی پیدا

نہیں ہو سکتا، کیونکہ مولوی صاحب کو خطرہ ہے کہ اگر عام آدمی نے بھی قرآن اٹھالیا تو اس کی دال کہاں گلے گی؟

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

قرآنی آیات معلوم ہو جانے کے بعد نہ ماننے والوں کی سزا:

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً او کذب بایتہ انہ لا یفلح الظلمون

(الانعام: ۲۱)

اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اللہ کی

آیات کو جھوٹا بتلائے ایسے بے انصافوں کو کامیابی نہ ہوگی۔

ومن اظلم ممن ذکر بایت ربہ فاعرض عنها. (الکہف: ۵۷)

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟ جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے وہ پھر

بھی منہ موڑے رہے۔

قرآن کو لیٹرین کی راہ کس نے دکھائی؟

گوانٹانا مو بے میں امریکی فوجیوں نے قرآن کی بے حرمتی کی قرآن کے اوراق کو گندے

گٹر میں بہایا گیا اور لیٹرین میں رکھا گیا قرآن کے اوراق سے استنجا کیا گیا۔ (نعوذ باللہ من

ذکر)

فرنگیوں نے اپنی پست ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کی کتاب کی بے حرمتی کی جس کا

ایک مسلمان کو اتنا دکھ کہ اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا، لیکن افسوس کہ اپنوں نے بھی

قرآن سے کوئی اچھا سلوک نہیں کیا ہے۔

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ

خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغاں نے مجھے

والذی رعی فلا یرقادمہ فارادان یکتب بدمہ علی جبہتہ شیئا من

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

القران قال ابو بکر الاسکاف يجوز قيل لو كتب بالبول قال لو كان فيه شفاء لا باس به (فتاویٰ قاضی خان باب الحظر والاباحه)

اگر کسی کی تکسیر بند نہ ہوتی ہو تو اس نے اپنے ماتھے پر خون کے ساتھ قرآن میں سے کچھ لکھنا چاہا تو ابو بکر اسکاف نے کہا یہ جائز ہے کہا گیا اگر وہ پیشاب کے ساتھ لکھے تو اس نے کہا اگر اس میں شفا ہو تو کوئی حرج نہیں (بحوالہ آپکے مسائل اور انکاح جلد ۲)

رجل وضع رجله على المصحف ان كان على وجه الاستخفاف يكفروا لا فلا آدمی نے اپنا پاؤں قرآن مجید کے اوپر رکھا اگر بے ادبی کی نیت سے ہو تو کافر و نہ نہیں (فتاویٰ عالمگیری: صفحہ ۳۲۲)

ان الهداية كالقرآن قد نسخت. ما صنفا قبلها في الشرع من كتب. بے شک ہدایہ قرآن کی طرح ہے اس نے تمام سابقہ مذہبی تصنیفات کو منسوخ کر ڈالا ہے (مقدمہ ہدایہ)

کہتا ہے بزرگوں نے لکھی اعلیٰ کتابیں

لا ریب اک قرآن ہے تجھے یاد نہیں ہے

تعلم بعض القرآن ووجد فراغا فالأفضل الاشغال بالفقه (رد المختار شامی)

کسی نے کچھ قرآن پڑھ لیا۔ اب اگر اسے فرصت ملے تو اس کے لیے فقہ کے ساتھ مشغول ہونا افضل ہے۔

تعلم الفقه افضل من تعلم باقى القرآن (در مختار مصری: ص ۲۹)

کچھ قرآن پڑھ لینے کے بعد فقہ سیکھنا باقی قرآن سیکھنے سے افضل ہے۔

النظر فى كتب اصحابنا من غير سماع افضل من قيام الليل (در مختار مصری: ص ۲۹)

فقہ حنفی کی کتابوں کا صرف دیکھ لینا ہی رات بھر کے قیام سے افضل ہے۔

ہماری رائے میں ہمارے مقلد بھائی بھی یقیناً قرآن سے محبت رکھتے ہیں۔ لیکن ہمارے

بھائی بھی سوچیں کہ ان کے اندر اتنا حوصلہ ہے کہ وہ کہہ سکیں کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بات

قرآن اور حدیث کے خلاف ہوئی تو ہم امام صاحب کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی بات مانیں گے؟ اور جو حوالہ جات اوپر درج ہیں، ہم ان سے اظہارِ برات کرتے ہیں۔  
بلھے شاہ نے کہا کہ:

وید قرآن پڑھ پڑھ تھکے  
سجدے کردیاں گھس گئے متھے  
پڑھ پڑھ نفل نماز گزاریں  
اچیاں بانگاں چانگاں ماریں

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خانقاہی دنیا اکبر کے دین الہی کا تسلسل ہے بلھے شاہ نے بہت بڑی جسارت کی قرآن اور وید کو ایک ہی پلٹے میں رکھ دیا اس سے بڑھ کر قرآن کی اور کیا توہین ہوگی؟

## اسلام کیا ہے؟

اسلام دین فطرت ہے:

اسلام دین فطرت ہے اور ہر پیدا ہونے والا بچہ اسلام پر پیدا ہوتا لیکن اس کے والدین اور ماحول اسکی فطرت کو بدل دیتے ہیں

فاقم وجھک للدين حنيفا فطرت الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون (الروم: ۳۰)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم یک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے کو بدلنا نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

ان ابا هريرة رضى الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم (ما من مولود الا يولد على الفطرة، فابواه يهودانه او ينصرانه او يمجسانه، كما تنتج البهيمة بهيمة جمعاء، هل تحسون فيها من جدعاء؟) (صحيح بخارى: كتاب الجنائز)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جانور صحیح سالم بچہ جنتا ہے۔ کیا تم نے کان کٹا ہوا بچہ بھی دیکھا ہے؟

اسلام عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا لفظی ترجمہ تسلیم کرنا اور مان لینا ہے اسی سے اسلام لانے والے کو مسلم کہا جاتا ہے اور عربی میں بنیادی طور پر اس اونٹ کے لئے استعمال ہے جس کی ناک میں نیکیل پڑی ہوتی ہے اور اس کا سرا کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہو۔ یعنی مسلمان اپنی مرضی کا مالک نہیں ہوتا اس کی مہار اللہ اور اس کے رسول کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

اسلام کے نام پر حاصل کیے ہوئے ملک میں فقہ حنفی کا مطالبہ کیوں؟ جو ملک ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا اس کی اساس کلمہ طیبہ کو بنایا محمد علی جناح رحمہ اللہ نے جب حافظ عبد اللہ بہاؤ لپوری رحمہ اللہ کو سندھ میں جی۔ ایم۔ سید کی طرف بھیجا تو محترم حافظ صاحب کہا کرتے تھے کہ ہم قرآن لے کر نکلتے اور لوگوں کو بتایا کرتے کہ لوگو ہم اس قرآن کے لیے پاکستان بنانا چاہتے ہیں۔ بد قسمتی سے وہ ملک ۵۷ سال گذر جانے کے باوجود بھی کتاب و سنت سے محروم ہے۔ ابھی وہ لوگ موجود ہیں جو قیام پاکستان کے وقت موجود تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو سکھوں کی کرپانوں پر رقص کرتے دیکھا وہ لوگ جن کے ماتھے کا محراب دیکھ کر چودہویں کا چاند بھی شرمایا کرتا تھا ان کے سامنے ان کی بیٹیوں کو بے آبرو کیا گیا وہ عفت و عصمت والی بیٹیاں کہ جن کے ننگے سر کو کبھی سورج کی کرنوں نے بھی نہ دیکھا تھا اجتماعی زیادتی کا شکار ہوئیں آگ اور خون کا دریا عبور کر کے ہم نے یہ ملک حاصل کیا۔

اس قدر قربانیوں کے باوجود جو سب کی سب اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام اور کلمہ طیبہ کے نام پر دی گئیں پاکستان میں بات صرف شریعت بلوں سے آگے نہ بڑھ سکی (اللہ کا قانون مسلمان ملک میں بھی بلوں کا محتاج) (انا للہ وانا الیہ راجعون) کمیٹیاں بنائی گئیں بڑے زور و شور سے بیان جاری ہوئے کہ خون کی ندیاں بہا دیں گے جو انیاں لٹا دیں گے اسلام لائیں گے اسلام عالمگیر مذہب ہے اور جب عمل درآمد کی باری آتی ہے فتاویٰ عالمگیری آگے کر دیتے ہیں دلیل یہ ہے کہ پاکستان میں چونکہ حنفیوں کی اکثریت ہے لہذا اس ملک کا سپریم لاء فقہ حنفی ہونا چاہیے

پاکستان میں سٹیٹ لاء کے طور پر صرف فقہ حنفی کو جاری کرنا ہوگا حکومت ملک میں فقہ حنفی کو نافذ کر کے اقلیتوں کے لیے پرسنل لاء کا اہتمام کرے (جناب مولانا عبدالستار خان نیازی رپورٹ امام اعظم کانفرنس لاہور بحوالہ روزنامہ جنگ لاہور ۸۴-۳-۲۲)

کتنی نامعقول دلیل ہے کہ جس ملک میں حنفی اکثریت میں ہیں وہاں فقہ حنفی اور مالکی اکثریت والے ملکوں کے لئے فقہ مالکی، شافعی اور حنبلی جس جگہ اکثریت میں ہوں وہاں شافعی اور حنبلی فقہ۔ اسلام، کتاب اللہ اور فرمان رسول کس کے لئے؟

"الا له الخلق والامر" ورلڈ بھی اللہ کی آرڈر بھی اللہ کا۔

کیا ایک مسلمان بھائی کا جواب یہ نہیں ہونا چاہیے؟

## توحید

توحید کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی اس کی اساس لا الہ الا اللہ ہے کہ پہلے معبودان باطلہ کی نفی پھر ایک اللہ کا اقرار۔ کوئی بھی عقل مند شخص اس بات کا روادار نہیں ہو سکتا کہ نماز تو پڑھے مگر ورزش سے آگے نہ بڑھے حج تو کرے مگر وہ ایک مقدس سفر ہی رہے روزہ تو رکھے مگر بھوک مرنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو۔

ویسے تو اچھے کام عیسائی اور دوسری قوموں کے لوگ بھی کرتے ہیں لیکن انہیں کچھ حاصل نہیں کیونکہ ایک اللہ کا اقرار اور باقی سب کا انکار ان کی زندگی میں نہیں ہے لہذا ان کے اچھے کام بھی دنیا کی حد تک ہی ہوتے ہیں جیسا کہ مسند احمد میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاص بن وائل نے جاہلیت میں سو اونٹ قربان کرنے کی نذر مانی تھی ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ ذبح کر دیئے عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا باپ توحید پرست ہوتا اور تم اس کی طرف سے روزے رکھتے یا صدقہ کرتے تو اسے ثواب مل جاتا اسے احمد نے روایت کیا۔ (توحید کے مسائل)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک حدیث میں ایک بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی دوسری بات میں نے کہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غیر اللہ کو اللہ کا شریک بناتا ہوا مر گیا وہ دوزخ میں داخل ہوگا میں نے کہا جو اس حال میں مرا کہ اس نے کسی کو اس کا شریک نہیں بنایا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ﴿بخاری: کتاب التفسیر﴾

### اللہ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ پر حق؟

جو اللہ کو ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں میں ایک مانے جو کہ اللہ کا حق ہے، تو پھر بندوں کا حق ہے کہ اللہ پاک انہیں معاف کر دے سزا نہ دے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اونٹ کے پلان کی کچھلی لکڑی کے سوا کوئی چیز نہ تھی آپ نے فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا جی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دل و جان سے حاضر ہوں تھوڑی دیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور مخاطب کر کے کہا اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا جی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دل و جان سے حاضر ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے پتہ ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ سیدنا معاذ فرماتے ہیں میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے عرض کیا جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے پتہ ہے کہ اگر بندے یہ کام کر لیں تو بندوں کا حق اللہ کے ذمہ کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ذمے بندوں کا یہ حق ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے۔ (رواہ مسلم: کتاب الایمان)

لیکن افسوس صد افسوس کہ مسلمانوں کے ملک میں بھی اگر کوئی کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں تو پیشانیوں شکن آلود ہو جاتی ہیں، تکفیری فتوؤں کی مشین گنوں کا رخ اہل توحید کی طرف ہو جاتا ہے۔ گستاخ رسول اور گستاخ اولیاء کے القابات سے نوازا جاتا ہے جس کی لفظی تصویر کشی اکبر الہ آبادی نے خوب کی ہے۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی جا جا کے تھانے میں

کہ اکبر لیتا ہے خدا کا نام اس زمانے میں

توحید کی اقسام:

Tauhid ( Islamic Monotheism ) has three aspects:

1. Oneness of the Lordship of Allah; Tauhid-ar-Rabubiya: To

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

believe that there is only one Lord for all the universe, its Creator, Organiser, Planner, Sustainer, and the Giver of Security, etc., and that is Allah. ( The Noble Quran )

توحید کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں۔

توحید ربوبیت: اس پوری کائنات کا خالق، مالک، رازق، مدبر، دستگیری کرنے والا اور محافظ صرف اللہ واحد ہے اس کو توحید ربوبیت کہتے ہیں۔ اس کے قائل مکہ کے مشرک بھی تھے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے ان شاء اللہ

2. Oneness of the worship of Allah ; Tauhid-al-Uluhiya: To believe that none has the right to be worshipped ( e.g. praying, invoking, asking for help, ( from the unseen), swearing, slaughtering sacrifices, giving charity , fasting , pilgrimage, etc ) but Allah. ( The Noble Quran )

توحید الوہیت: ہر قسم کی عبادت (نماز، دعا، التجا و پکار، مافوق الاسباب مدد، کسی مخصوص ہستی سے خوف اور طمع رکھنا، حلف، ذبیحہ، قربانی، نذر و نیاز، صدقہ خیرات، روزہ، حج اور طواف) صرف اللہ کے لیے ہے۔

3. Oneness of the Names and the Qualities of Allah:

Tauhid-al-Asma was-Sifat: To believe that:

i) We must not name or quality Allah except with that He or His Messenger (PBUH) has named or qualified Him; ( The Noble Quran )

توحید صفات: اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن نے یا صاحب قرآن نے بیان کی ہیں ان کو بغیر کسی تاویل کے مان لینا اور وہ صفات اس انداز میں اور کسی کے اندر نہ جاننا (جیسے علم غیب یا دور اور نزدیک سے فریاد کا سننا اور کائنات میں ہر قسم کے تصرف کا اختیار اللہ پاک کو ہے) جب یہ تینوں قسم کی توحید اکٹھی ہو جائے گی تو مکمل ہو کر لا الہ الا اللہ کی شکل اختیار کر لے گی ان میں سے ایک بھی قسم کا انکار لا الہ الا اللہ کے نامکمل ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔ محض زبان سے اقرار کافی نہیں اس کے لیے آپ کا عمل بھی اس کی گواہی دے۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل  
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

لا الہ الا اللہ کی مکمل شکل یہ ہے کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ (None has the right to be worshipped but Allah) لا الہ الا اللہ پڑھنے سے یوں سمجھ لیں آپ کا کھاتہ (Account) کھل گیا اب اگر آپ نے تقاضے بھی نبھائے (یعنی شرک نہ کیا اللہ کو ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں میں ایک ماننا) تو آپ کی ہر چھوٹی بڑی نیکی آپ کے کھاتے میں جمع ہوتی رہے گی اور اگر وہاں پر آپ کا کھاتہ ہی نہ ہو جیسے کسی بینک میں آپ کا (Account) ہو تو آپ دس روپیے بھی لے کر جاؤ تو بینک والا آپ کے کھاتے میں جمع کر لے گا اور اگر آپ کا بینک میں کھاتہ ہی نہیں تو آپ ایک لاکھ بھی لے کر جائیں تو وہ جمع نہیں کرے گا حالانکہ آپ اسے کچھ دے ہی رہے ہیں لیکن وہ لینے سے انکار کر دے گا کہ آپ کا تو کھاتہ ہی نہیں میں کہاں جمع کروں؟ یہی مثال لا الہ الا اللہ سے کھاتہ کھلنے کی ہے، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جو کوئی مرا، اس حال میں کہ وہ (لا الہ الا اللہ) کو جانتا ہو وہ جنت میں داخل ہو گیا (صحیح مسلم: کتاب الایمان)

غیر اللہ سے کچھ نہ ہو سکنے کا یقین اور اللہ سے سب کچھ ہو سکنے کا یقین اور اپنی تمام حاجات ایک اللہ سے مانگنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی سب حاجتیں اپنے رب ہی سے مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اسی سے مانگے اور اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اپنے رب ہی سے مانگے۔ (مشکوٰۃ)

احادیث میں آتا ہے کہ اگر کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا چابک بھی گر جاتا تو وہ سواری سے خود اتر کر اٹھاتا کہ کہیں یہ بھی سوال میں شامل نہ ہو جائے۔

بیاں میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے  
 تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے  
 جسکا اظہار خرم علی بلہوری کی خوبصورت نظم میں ہوتا ہے  
 خدا فرما چکا قرآن کے اندر  
 میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر  
 نہیں طاقت سوا میرے کسی میں  
 کہ کام آوے تمہارے بے کسی میں  
 جو خود محتاج ہووے دوسرے کا  
 بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا  
 اللہ سے اور برزگوں سے بھی کہنا  
 یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا  
 خبر قرآن میں ہے محقق  
 نہ بخشنے گا اللہ مشرک کو مطلق  
 اگر قرآن کو سچ جانتے ہو  
 تو پھر تم منتیں کیوں مانتے ہو  
 تمہیں یہ طور بد کس نے سکھایا  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں ہے یہ بتایا  
 ہے شیطان دشمن اولاد آدم  
 سکھاتا ہے وہی راہ جہنم  
 کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا  
 کسی کو وہ ہے قبروں پہ جھکاتا

غرض اللہ سے دونوں کو روکا  
 بھلا کر راہ، جا خندق میں جھونکا  
 بہت غفلت میں سوئے اب تو جاگو  
 اللہ کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو  
 وہ مالک ہے سب آگے اس کے لاچار  
 نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار  
 وہ کیا جو نہیں ہوتا اللہ سے  
 جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

توحید پر کوئی کمپر و مائز نہیں:

بخاری شریف کتاب الجہاد میں ہے کہ احد کے مقام پر جب مسلمانوں کو وقتی شکست کا  
 سامنا کرنا پڑا اور احد کے دامن میں ایک غار نما خفیہ جگہ پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اپنے بعض صحابہ کے ساتھ پناہ لی۔

تو ابوسفیان نے پکار کر کہا:

”کیا لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو  
 جواب دینے سے منع کر دیا چنانچہ ابوسفیان نے تین مرتبہ یہ جملہ دہرایا اور کوئی جواب نہ پا کر بڑا  
 خوش ہوا اور پھر کہنے لگا ”کیا لوگوں میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔“ یہ جملہ بھی اس نے تین مرتبہ  
 بولا مگر کوئی جواب نہ ملا اس کے بعد بولا: ”کیا لوگوں میں عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔“ یہ جملہ بھی اس  
 نے تین دفعہ دہرایا مگر کوئی جواب نہ ملا چنانچہ وہ اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوا جہاں تک ان لوگوں کا  
 تعلق ہے یہ تو قتل کر دیئے گئے ہیں چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے فوراً بولے:  
 ”تو نے جھوٹ کہا اللہ کی قسم اے اللہ کے دشمن ہم سب زندہ ہیں۔“ اس پر ابوسفیان نے نعرہ لگایا  
 جبل زندہ باد۔

اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے اس پر صحابہ نے پوچھا کیا جواب دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بالا و برتر اور پر جلال ہے۔ جنگی حکمت عملی کا تقاضا تھا جواب نہ دیا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ پر تھے کہ دشمن کو اس کی خبر کرنا اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنے والی بات تھی لیکن اللہ کی توحید کا تقاضا یہ ہے کہ جیسے ہی غیر اللہ کا نام بلند ہو تو مومن کا ہاتھ حرکت میں آجائے اگر اس کی طاقت نہیں تو زبان تو ضرور حرکت میں آنی چاہیے بے شک حالات جیسے بھی ہوں۔ جیسے ہی غیر اللہ کا نام بلند ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے؟ دوسری بات اس سے یہ ثابت ہوئی کہ کافر بھی یہ سمجھتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طاقت اور قوت کا محور و مرکز ہیں۔

لیکن احمد رضا خاں صاحب بصد ہے کہ اللہ کا عرش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں تلے ہے معاذ اللہ۔

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
کہ ہے عرش حق زیرِ پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(مجموعہ نعت: ۲۰)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

مکلی کی زمین کے بارے میں حکمران سندھ جام نظام کے دور ۸۶۶-۹۱۴ء میں مخدوم احمد اور حضرت مخدوم محمد نے فرمایا یہ وہ جگہ ہے جس کو عرش پر بھی فوقیت حاصل ہے۔ (بحوالہ مذہبی اور سیاسی باوے: صفحہ ۶۸)

ذرا سوچو تو سہی کہ تم نے کیا قدر کی اللہ کی اور کیا مقام دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کی توحید کی خاطر اپنی جان کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں اور تم اللہ کا عرش محمد کے پاؤں تلے بتاتے ہو۔ حقیقت میں تم نے اللہ کو الہ مانا ہی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نہیں، اگر پیروی کی ہوتی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مرنے پر تیار ہو جاتے لیکن اللہ کی توحید پر کپور و مائز نہ کرتے۔ اب ذرا دل تھام کے صاحب قرآن کا یہ فرمان بھی سن لیجئے۔

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے دوست رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں اور تجھے جلاد یا جائے فرض نماز کو عداً نہ چھوڑنا، اس لیے کہ جو اس کو جان بوجھ کر چھوڑ دے گا اس سے (اللہ) کا ذمہ ختم ہو جائے گا شراب نہ پینا اس لئے کہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ ﴿رواہ ابن ماجہ﴾  
 ابواب الفتن ﴿  
 حقیقی بادشاہ:

اے میرے بندو تم مجھے نہ ہی کوئی نقصان اور نہ ہی کوئی نفع پہنچا سکتے ہو اے میرے بندو اگر اگلے پچھلے تمام انسان اور جن مل کر ایک انتہائی پرہیزگار انسان کی طرح ہو جائیں تو میری بادشاہی میں کچھ بھی اضافہ نہ ہوگا۔ اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے پچھلے تمام انسان و جن بدکار ترین انسان کی طرح ہو جائیں تو میری سلطنت میں کچھ بھی کمی نہ ہوگی اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان و جن مل کر ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں پھر مجھ سے مانگیں پھر میں ہر شخص کو اس کے سوال کے مطابق عطا کر دوں تو میری سلطنت سے اتنا بھی کم نہ ہو جتنا کہ سمندر میں سوئی ڈبو کر نکلنے سے پانی کم ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

جبکہ دنیا کے بادشاہوں کا حال یہ ہے کہ ایک حکایت مشہور ہے کہ کسی بادشاہ سے اس کے درباری نے پوچھ لیا کہ بادشاہ سلامت اگر آپ کسی جنگل میں ہوں اور آپ کو بہت زیادہ پیاس لگی ہو کہیں پانی کا نام و نشان تک نہ ہوں آپ مر رہے ہوں۔ ایسے میں آپ کو پانی کا ایک گلاس مل جائے تو آپ کتنی قیمت پر اس کو حاصل کر لیں گے؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ میں اپنی آدھی بادشاہت دیکر پانی کا گلاس حاصل کر لوں گا۔

در باری نے کہا کہ فرض کریں کہ وہ پانی کا گلاس آپ پی لیتے ہیں اور اندر جا کر اٹک جاتا ہے اور آپ کا پیشاب بند ہو جاتا ہے اور آپ مرنے کے قریب ہیں اس صورتحال سے نکلنے کے لیے آپ کیا قربانی دے سکتے ہیں بادشاہ نے جواب دیا کہ میں اپنی آدھی بادشاہت اس صورتحال سے نکلنے کے لیے قربان کر سکتا ہوں در باری نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت آپ کی بادشاہت کی کل قیمت ایک گلاس پانی ہے واقعتاً انسان کی حقیقت یہی ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک عالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ اللہ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اٹھالے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں۔ (بخاری)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پہاڑوں اور درختوں کو انگلی پر رکھ کر اور ان کو ہلا ہلا کر اللہ فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں میں ہی اللہ معبود برحق ہوں۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست مبارک میں لے گا پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں کہاں ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو سرکش اور متکبر سمجھا؟

ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے:

تسبح له السموات السبع والارض ومن فيهن وان من شيء الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم انه كان حليما غفورا ﴿٢٢﴾ بنی اسرائیل

ساتوں آسمان اور زمینیں اور جو بھی ان میں ہے اس کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

کھانے کے برتنوں سے تسبیح کی آواز (بخاری)

چونٹیاں اللہ کی تسبیح کرتی ہیں (بخاری)

انا سخرنا الجبال معه یسبحن بالعشی والاشراق (ص: ۱۸)

ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام کو اور صبح کو تسبیح خوانی کریں۔

وان منها لما یهبط من خشية الله (البقرة: ۷۴)

اور اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔

الم تر ان الله یسبح له من فی السموت والارض و الطیر صفت کل قد

علم صلاته و تسبیحه و الله علیهم بما یفعلون. ﴿النور: ۲۱﴾

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین کی کل مخلوق اور پر پھیلائے اڑنے والے کل

پرند اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں۔ ہر ایک کی نماز اور تسبیح اسے معلوم ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ

اس سے بخوبی واقف ہے۔

یہ شرف صرف اشرف المخلوق انسان کو حاصل ہے کہ وہ اللہ کی تسبیح سے غافل ہے۔

## اللہ بے نیاز ہے

قرآن کی پکار:

ومن جاهد فانما يجاهد لنفسه ان الله لغني عن العالمين (العنكبوت: ٦)  
اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔

اگر کوئی برا عمل کرے گا تو اپنے لیے برا کرے گا تو اس کی سزا بھگتے گا تم سب انتہائی متقی بن جاؤ یا انتہائی گنہگار اللہ کی بادشاہت پر اس کا کوئی اثر نہیں سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔

يا ايها الناس انتم الفقراء الى الله واله الله هو الغني الحميد. (فاطر: ١٥)  
اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔  
ولقد اوحى اليك والى الذين من قبلك لئن اشركت ليعبطن عملك ولتكونن من الخسرين. (الزمر: ٦٥)

یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔  
الله الصمد (اخلاص: ٢)  
اللہ بے نیاز ہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت لائے ہیں اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے بنایا بایں معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا، بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا

کیا پھر وہ قدرت الیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھی، نہ فرشتے نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن نہ انسان پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔ اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا بہ اولیت حقیقتاً ثابت ہوا اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے ۱۴ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ (نشر الطیب: ص ۵-۶)

اگر عیسائی یہ کہے کہ (Allah is Light and Eisa is a piece of Light)

اللہ ایک نور ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اس نور کا ایک حصہ ہیں تو ہم کہیں کہ کافر ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ ہمارا مقصد کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا نہیں اور نہ ہی ہم اس کو مسلمان بھائیوں کے لیے جائز سمجھتے ہیں، لیکن سوچو تو سہی اگر مسلمان بھی یہی کہے: اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے بنایا یا بس معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا: تو پھر عیسائی کافر اور مشرک کیوں؟

بریلوی بھائیوں کا موقف:

جناب احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں حضرت موسیٰ سہاگ مشہور بزرگ گزرے ہیں میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ زنا نہ وضع قطع رکھتے تھے۔ ایک بار شدید قحط پڑا۔ قاضی اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لیے گئے۔ آپ انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں۔ جب لوگوں کی التجا و زاری حد سے گذری، تو ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمایا ”مینہ بھیجے یا اپنا سہاگ واپس لیجئے“ سہاگ بیوی کا یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح اٹھیں اور جل تھل ہو گیا۔ (ملفوظات احمد رضا: ص ۹۴ ج ۲)

مزید وضاحت:

حضرت موسیٰ سہاگ ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے۔ ادھر سے قاضی

شہر جامع مسجد کو جاتے تھے۔ انہیں دیکھ کر کہا یہ وضع مردوں کو حرام ہے۔ مردانہ لباس پہنیے اور نماز کو چلیئے اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا۔ چوڑیاں، زیور اور زنا نہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لیے۔ خطبہ سنا۔ جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خاندن جی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کئے دیتے ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں۔ (ملفوظات احمد رضا ص ۹۴ ج ۲)

سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) ان الزمات سے جو یہ لوگ لگاتے ہیں۔ بریلوی بھائیوں نے اللہ کی بیوی بنا ڈالی معاذ اللہ اور دیوبندی بھائیوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور، نور الہی کے مادہ سے تھا۔ غرض دونوں نے اللہ کی صفت اللہ الصمد پر کھاڑا چلا دیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا عیسائیوں سے مناظرہ ہو گیا تو مولانا نے عیسائی مناظر سے کہا اگر عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں تو اللہ کی بیوی کا نام بتاؤ؟ عیسائی مناظر لا جواب ہو گیا شکر ہے اس نے احمد رضا صاحب کی ملفوظات نہیں پڑھی تھی ورنہ وہ فوراً جواب دے دیتا کہ: حضرت موسیٰ سہاگ۔

## ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے

قرآن کی پکار:

الحمد لله رب العلمين (الفاتحة: ۲)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

ولو ان ما فى الارض من شجرة اقلام والبحر يمدده من بعده سبعة ابحر

ما نفدت كلمت الله ان الله عزيز حكيم (لقمان: ۲۷)

روئے زمین کے (تمام) درختوں کے اگر قلمیں ہو جائیں اور تمام سمندروں کی سیاہی ہو

اور ان کے بعد سات سمندر اور ہوں تا ہم اللہ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے بے شک اللہ غالب

اور با حکمت ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ

السلام نے کہا اے میرے رب مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جس کے ساتھ میں تیرا ذکر کروں اور

تجھ سے دعا کروں اللہ تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ تو لا الہ الا اللہ پڑھا کر موسیٰ علیہ السلام نے کہا

میرے پروردگار یہ تو سب ہی تیرے بندے پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام

اگر میرے سوا ساتوں آسمانوں اور ان کے اندر بسنے والی تمام چیزیں اسی طرح ساتوں زمین

ایک پلڑے میں ہوں اور دوسرے پلڑے میں صرف لا الہ الا اللہ ہو ان ساتوں آسمانوں اور

ساتوں زمینوں سے یہ لا الہ الا اللہ والا پلڑا بھاری ہوگا (رواہ الحاکم فی المستدرک)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی کا ایک مرید لکھتا ہے:

کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول

اللہ کی جگہ حضور (اشرف علی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

غلطی ہوئی کلمہ پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی بجائے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور یہی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور سے چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر نا طاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے۔ بائیں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا۔ تو دوسرے دن بیداری میں رقت رہی۔ خوب رویا اور اب بھی بہت سی وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

تو اشرف علی تھا نوی صاحب بجائے اپنے مرید کو یہ کہنے کے کہ یہ خیال اپنے دل سے جھٹک دو اور اللہ سے توبہ کرو اسے یہ تسلی بخش جواب دیتے ہیں۔

اس واقعے میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(رسالہ الامداد: ص ۳۵)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ایک شخص خواجہ معین الدین چشتی کے پاس آیا اور عرض کیا مجھے اپنا مرید بنائیں فرمایا پڑھ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں چشتی اللہ کا رسول ہے (نوائد فریدیہ: ص ۸۳ ڈیرہ غازی خان)

پیر محکم دین کے پاس ایک شخص مرید ہونے کے لیے آیا بعد بیعت اس سے کہا پڑھ: لا الہ الا اللہ محکم دین رسول اللہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محکم دین اللہ کا رسول ہے (تذکرہ غوثیہ: ص ۱۱۰ گنج شکر اکیڈمی)

## زمین اور آسمان کا قائم رہنا اس بات کی گواہی کہ اللہ ایک ہے قرآن کی پکار:

ما اتخذ الله من ولد وما كان معه من الة اذا لذهب كل الة بما خلق ولعلا بعضهم على بعض سبحن الله عما يصفون ﴿المؤمنون: ۹۱﴾

نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے پھرتا

اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا۔ جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں ان سے اللہ پاک (اور بے نیاز) ہے۔  
الذی له ملک السموت والارض ولم يتخذوا لدولم یکن له شریک  
فی الملک وخلق کل شیء فقد ره تقدیرا. واتخذوا من دونه الة لا یخلقون  
شیئا وهم یخلقون ولا یملکون لا نفسهم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا  
حیوة ولا نشورا ﴿الفرقان: ۲.۳﴾

اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، نہ اس کی سلطنت  
میں کوئی اس کا ساجھی ہے اور ہر چیز کو اللہ نے پیدا کر کے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔ ان  
لوگوں نے اللہ کے سوا جنہیں اپنے معبود ٹھہرا رکھے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود پیدا  
کیے جاتے ہیں، یہ تو اپنی جان نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت و حیات کے اور نہ  
دوبارہ جی اٹھنے کے وہ مالک ہیں۔

اگر اللہ کی کوئی اولاد ہوتی تو کب کی وہ علیحدہ ہو کر اپنے حصے کی سلطنت علیحدہ کر لیتی یا اس  
کے مقابل کوئی اور معبود ہوتا اور اس کھینچا تانی میں یہ زمین اور آسمان کب کے تباہ ہو چکے ہوتے  
زمین اور آسمان کا قائم رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ پاک ہے ان الزمات سے جو یہ لوگ  
لگاتے ہیں۔

عام کاروباری اصول ہے شراکت اس وقت کی جاتی ہے جب آپ کے پاس سرمایہ اور  
ٹیکنالوجی کی کمی ہو جبکہ اللہ تو ساری دنیا کا اکیلا خالق اور پالناہار ہے اسے شراکت کی کیا

ضرورت ہے؟ ظالموں نے ایسے ہمہ صفت اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو معبود بنا لیا جو خود پیدا کیے گئے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ الہ ہو جو اپنے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتا؟ اور اگر بالفرض اس کی مخلوق ہو وہ تو بھوکے مر جائے گی کہ الہ صاحب خود کسی سے مانگتے ہیں وہ کسی اور کو کیا دیں گے؟ پھر تم کیوں صرف اللہ کو ایک الہ نہیں مانتے آخر اس میں کیا چیز مانع ہے؟

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں

اولیاء اللہ عالم کے دعالم ہیں یعنی ستون (شائم امدادیہ: حصہ دوم ص ۵۵)

یعنی جس طرح ستونوں کے بغیر عمارت قائم نہیں رہ سکتی اسی طرح اولیاء کے بغیر یہ جہاں قائم نہیں رہ سکتا تعجب اس بات پر ہے کہ اب بھی ہم اہل توحید ہیں؟

بریلوی بھائیوں کا موقف:

دیدار علی بریلوی لکھتا ہے:

غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے اس کے بغیر زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ (رسول الکلام ص ۱۲۹ طبع لاہور)

ایک جگہ احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

اولیاء کی وساطت سے خلق کا نظام قائم ہے۔ (الامن والعلی: ص ۳۴)

ایک دوسرے صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

حق اور غوث ایک کہوں تو روا نہیں

کس طرح دو کہوں کہ یہ دونوں جدا نہیں

(بحوالہ فاتحہ کا صحیح طریقہ: ص ۵۶)

جی کہیے اب بھی سمجھ آئی کہ نہیں؟ اللہ تعالیٰ کس قدر محتاج ہے؟ (معاذ اللہ) اللہ نہ ہو اوپر

اعظم جمالی ہو گیا کہ اس کی حکومت دوسروں کے آسرے پہ کھڑی ہے۔

## اللہ کے سوا کوئی کارساز مشکل کشا حاجت روا نہیں

قرآن کی پکار:

له دعوة الحق والذین یدعون من دونه لا یستجیبون لهم بشیء الا کبسط کفیه الی الماء لیبغ فاه وما هو ببالغہ وما دعاء الکفرین الا فی ضلل۔  
﴿الرعد: ۱۴﴾

اسی کو پکارنا حق ہے۔ جو لوگ اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان (کی پکار) کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں، ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔

اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنا پانی کو اپنی طرف بلانے کے مترادف ہے حالانکہ پانی جامد چیز ہے آپ اسے کتنا ہی اپنی طرف بلائیں لیکن بے فائدہ ہے کیونکہ وہ آپ کے منہ تک پہنچنے والا نہیں اسی طرح غیر اللہ کی پکار بھی بے فائدہ کیونکہ وہ آپ کی پکار نہیں سنتے۔

ام اتخذوا من دونہ اولیاء فاللہ هو الولیٰ وهو یحیی الموتیٰ وهو علیٰ کل شیء قذیر ﴿الشوریٰ: ۹﴾

کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز بنا لیے ہیں (حقیقی طور پر تو) اللہ ہی کارساز ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

وما انتم بمعجزین فی الارض وما لکم من دون اللہ ولی ولا نصیر  
﴿الشوریٰ: ۳۱﴾

اور تم ہمیں زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہو، تمہارے لیے سوائے اللہ کے نہ کوئی کارساز ہے نہ مددگار۔

رب المشرق و المغرب لا اله الا هو فاتخذہ وکیلا ﴿المزمل: ۹﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مشرق اور مغرب کا پروردگار جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو اسی کو اپنا کارساز بنا لے۔  
اللہ اکیلا ہی کارساز ہے تم اس کی پہنچ سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے ہر جگہ اس کی  
بادشاہت ہے لہذا اسی کو کارساز کیوں نہیں بنا لیتے؟  
دیوبندی بھائیوں کا موقف:

حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیر نور محمد کے بارے میں کہتے ہیں:

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا  
تم سوا اوروں سے ہرگز نہیں ہے التجاء  
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا  
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا بر ملا  
اے شہہ نور محمد وقت ہے امداد کا

انکشاف کے دیوبندی مصنف اصلاحاتِ صوفیہ نامی کتاب کے حوالے سے لکھتے ہیں۔  
یہی لوگ مسند ارشاد کے وارث ہوتے ہیں ان سے مخلوق کی حاجت روائی ہوتی ہے۔

(انکشاف: ص ۲۵۰)

حاجی صاحب دنیا تک ہی محدود نہیں رہے بلکہ محشر کے دن بھی بر ملا کہیں گے نور محمد  
صاحب میری امداد کیجئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنین قیامت کے دن پریشان ہو کر جمع ہوں گے اور  
آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے ہم آج آپ کو اللہ کے حضور اپنا  
سفارشی بناتے ہیں آدم علیہ السلام کہیں گے میں اس کے لائق نہیں ہوں وہ اپنی لغزش کو یاد کریں  
گے اور کہیں گے کہ تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ سب نوح علیہ السلام کی خدمت میں  
حاضر ہوں گے وہ کہیں گے میں اس قابل نہیں ہوں وہ کہیں گے کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس  
جاؤ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن وہ بھی کہیں گے میں اس قابل نہیں ہوں موسیٰ علیہ

السلام کے پاس جاؤ ان سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا اور تورات دی تھی لوگ ان کے پاس جائیں گے لیکن وہ بھی کہیں گے مجھ میں اس کی جرات نہیں کہیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے اس کے رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں لیکن عیسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ مجھ میں اس کی ہمت نہیں تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں اور اللہ نے ان کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ چنانچہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور رب سے اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت مل جائے گی اور پھر میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا اور جب تک اللہ چاہے میں سجدے میں رہوں گا پھر مجھ سے کہا جائے اپنا سراٹھاؤ اور جو چاہو مانگو، تمہیں دیا جائے گا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے لیکن ان کے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی (بخاری) دوسری جگہ اس کی وضاحت ہے مشرک کی شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں کریں گے۔

یہ تھیں حشر کی ہولناکیاں کہ انبیاء کہہ رہے ہیں ہم میں اس کی جرات نہیں، لیکن کمال ہے حاجی صاحب کے حوصلے پر کہ وہ انبیاء سے بھی بڑھ گیا۔  
بریلوی بھائیوں کا موقف:

احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

حضور ہی ہر مصیبت میں کام آتے ہیں حضور علیہ السلام ہی بہتر عطا کرنے والے ہیں عاجزی و تذلل کے ساتھ حضور کو نداء کرے حضور ہی ہر بلا سے پناہ ہیں۔ (الامن والعلی ص ۱۰)  
صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی عطا کرنے والے ہیں:  
علی جو چاہیں تو مقصد کو سراہ کر گدا کو چاہیں تو اک پل میں بادشاہ کریں  
(بحوالہ فاتحہ کا صحیح طریقہ: ص ۵۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نہیں کچھ اور بھی ہیں اللہ کا ہاتھ بٹانے والے۔

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لیے خاص فرمایا ہے کہ لوگ گھبرائے ہوئے ان کے پاس اپنی حاجتیں لاتے ہیں۔ (الامن والعلی: ص ۲۹)  
ذرا مزید وسعت دیتے ہوئے "اور" میں کون کون شامل ہیں۔

ایوب صابری صاحب احمد رضا خان صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

خلق کے حاجت روا احمد رضا  
ہے میرا مشکل کشا احمد رضا  
کون دیتا ہے مجھ کو کس نے دیا  
جو دیا تم نے دیا احمد رضا  
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا  
ہاں مدد فرما شاہ احمد رضا  
حشر میں جب ہو قیامت کی تپش  
اپنے دامن میں چھپا احمد رضا  
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے  
جام کوثر کا پلا احمد رضا  
قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے  
ہو میرا مشکل کشا احمد رضا  
تو ہے داتا اور میں منگتا تیرا  
میں تیرا ہوں اور تو میرا احمد رضا

(نور محمد اعظمی: ص ۴۷-۴۸)

جو کروٹ بدلنا نہیں جانتے ہیں  
انہیں آپ مشکل کشا کہتے ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے کہا جو اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں، نبی پاک نے فوراً ٹوکا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے ایسے کہو جو اکیلا اللہ چاہے جبکہ خان صاحب کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہر بلا سے پناہ ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے بدر کا میدان سجا ہوا ہے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اللہ کے دربار میں اٹھے ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اے اللہ یہ مٹھی بھر اسلام کے فدائی ہیں انہیں نصرت عطا فرما اگر یہ آج کٹ گئے تو قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو تلواروں کے سائے تلے بھی اللہ سے دعا کر رہے ہیں اور خان صاحب فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہر مصیبت میں کام آنے والے اور بہتر عطا کرنے والے ہیں کیا عشق رسول کا یہی تقاضا ہے؟

دوسری بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی، جو شخص خود مظلوم شہید ہو جائے، اس کا بیٹا کر بلا میں مظلوم شہید کر دیا جائے۔ اپنے بیٹے کی تو کوئی مدد نہ کر سکیں جو جنت کے نوجوانوں کا سردار ہی نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ اور صحابی رسول بھی ہے، وہ دوسروں کو ایک پل میں گدا سے بادشاہ کر دیں۔ کیا ایسی بات اہل علم کو زیب دیتی ہے؟

جب اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی رضی اللہ عنہ کسی اور کی مدد تو ایک طرف اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے تو پھر کسی اور کے بارے میں یہ کہنا ہی فضول ہے اور اس پر تبصرہ فضول تر ہے۔

## نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے

قرآن کی پکار:

الم تعلم ان الله له ملك السموت والارض وما لكم من دون الله من  
ولى ولا نصير (البقرة: ۱۰۷)

کیا تجھے علم نہیں کہ زمین و آسمان کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی  
اور مددگار نہیں۔

وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو وان يمسسك بخير فهو  
على كل شيء قدير (الانعام: ۱۷)

اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی  
نہیں۔ اور اگر تجھ کو اللہ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

والذين تدعون من دونه لا يستطيعون نصركم ولا انفسهم ينصرون  
﴿الاعراف: ۱۹۷﴾

اور تم جن لوگوں کی اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ  
اپنی مدد کر سکتے ہیں۔

ولا تدع من دون الله مالا ينفعك ولا يضرک فان فعلت فانک اذاً من  
الظلمين. (يونس: ۱۰۶)

اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے۔ اور نہ کوئی ضرر  
پہنچا سکے پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں اگر وہ تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہے یا نقصان تو ساری دنیا  
بھی مل جائے اس کو روک نہیں سکتے پھر تم کیوں دوسروں کو پکار کر اپنا شمار ظالموں میں کرتے ہو  
یہ خطاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن اصل مخاطب امت محمدیہ ہیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تو انسانوں کو شرک کی الائنٹوں سے پاک کرنے آئے تھے یہ کس طرح ممکن ہے آپ بھی اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کریں؟

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

دیوبندیوں کے مشہور عالم احسن گیلانی صاحب لکھتے ہیں:

پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں (حاشیہ سوانح قاسمی: ۱-۳۳۲)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ایک بریلوی عالم یوں فرماتے ہیں

اولیاء کا تصرف و اختیار مرنے کے بعد اور زیادہ ہو جاتا ہے (فتاویٰ نعیمیہ: ص ۲۳۹)  
یہ بھی عجب بات ہے اگر مرنے کے بعد تصرف بڑھ جاتا ہے تو ان کو دفن کیوں کرتے ہو؟ زندگی میں وہ جو کام نہ کر سکے اب تصرف زیادہ ہو جانے کے بعد ان سے وہ کام کیوں نہیں لیے جاتے؟

## خالق کے سوا سب کو موت ہے

قرآن کی پکار:

واعبد ربك حتى ياتيك اليقين (الحجر: ۹۹)

اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔  
كل من عليها فان. ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام (الرحمن:

۲۷. ۲۶)

زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔ صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور

عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔

انك ميت وانهم ميتون (الزمر: ۳۰)

یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں

عن عائشه رضی اللہ عنہا عنہا قالت : مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
وانه لبین حاقنتی وذاقنتی فلا اکره شدة الموت لا جد ابدا بعد النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم ﴿رواه البخاری: کتاب المغازی﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے اور ٹھوڑی کے

درمیان فوت ہوئے۔ میں آپ کے بعد کسی کی موت کی سختی کو کبھی بھی ناپسند نہیں جانوں گی

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نعرہ حق:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب

کمرے سے نکلے اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب لوگوں سے باتیں کر رہے تھے آپ

نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ جا جناب عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے

انکار کیا لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو وہیں

چھوڑ دیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا (وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جان لے) کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے وہ کبھی فوت نہیں ہوگا (رواہ البخاری: کتاب المغازی)

اس کے بعد آپ نے قرآن کی آیت پڑھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم لٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہمیں ایسے محسوس ہوا کہ قرآن کی یہ آیت آج اتری ہے۔

یہاں ایک اہم نکتہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ کیوں کہا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت نہیں کرتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو فوت ہو جائے اس کی عبادت نہیں ہو سکتی اور جو لائق عبادت ہے وہ کبھی فوت نہیں ہوتا جو صرف اللہ پاک ہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

زکریا صاحب لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنازہ کی تیاری کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا اور میں نے جا کر عرض کیا۔ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابو بکر یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں تو میں نے دیکھا ایک دم حجرہ کے کواڑ کھل گئے ایک آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو (فضائل صدقات)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

انبیاء اپنی قبور میں کھاتے پیتے ہیں۔

(ملفوظات: ۳-۶۷۲)

بعد از مرگ سمع و بصر کی قوت پہلے سے زیادہ ہو جاتی ہے۔

اولیاء اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہیں ان کے علم و ادراک و سمع و بصر پہلے کی نسبت بہت قوی ہیں۔ (بہار شریعت از امجد علی: ص ۵۸، بریلویت: ۱۱۲)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا۔ جو شخص میرے پاس سے گزرے گا پانی پیئے گا اور جو پی لے گا اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔ پھر میرے پاس کئی گروہ آئیں گے، جنہیں میں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے۔ اچانک میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا۔

دوسری روایت میں ہے پھر میں کہوں گا یہ تو میرے ہیں تب جواب دیا جائے گا: آپکو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کیں؟ لہذا پھر میں بھی کہہ دوں گا کہ ایسے لوگوں کے لئے دوری ہو، دوری ہو کہ جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کیں۔

## اکیسے اللہ کا ذکر

### قرآن کی پکار:

و اذا ذكر الله وحده اشمزت قلوب الذين لا يؤمنون بالاخرة واذا ذكر الذين من دونه اذا هم يستبشرون ﴿الزمر: ٣٥﴾  
 جب اکیسے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا (اور کا) ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں۔

ثم قيل لهم اين ما كنتم تشركون ﴿المومن: ٤٣﴾  
 پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ جنہیں تم شریک کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟  
 و ضل عنهم ما كانوا يَدعون من قبل و ظنوا ما لهم من محيص ﴿حم السجده: ٢٨﴾  
 اور یہ جن (جن) کی پرستش اس سے پہلے کرتے تھے وہ ان کی نگاہ سے گم ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب ان کے لیے کوئی بچاؤ نہیں۔  
 ذلک بان الله هو الحق وان ما يدعون من دونه الباطل و ان الله هو العلیٰ الکبیر۔ ﴿لقمان: ٣٠﴾

یہ سب (انتظامات) اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور اس کے سوا جن جن کو لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں اور یقیناً اللہ بہت بلندیوں والا اور بڑی شان والا ہے۔  
 و اذا تتلى عليهم ایتنا بینت تعرف فی وجوه الذین کفر و المنکر یکادون یسطون بالذین یتلون علیهم ایتنا قل افا نبئکم بشر من ذلکم النار وعدھا الله الذین کفروا و بنس المصیر (لحج: ٤٢)

جب ان کے سامنے ہمارے کلام کی کھلی ہوئی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو آپ کافروں کے چہروں پر ناخوشی کے صاف آثار پہچان لیتے ہیں۔ وہ تو قریب ہوتے ہیں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری آیتیں سنانے والوں پر حملہ کر بیٹھیں، کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ بدتر خبر دوں۔ وہ آگ ہے، جس کا وعدہ اللہ نے کافروں سے کر رکھا ہے، اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

قرآن کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ اس کو جب بھی پڑھو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج کے حالات کی تصویر کشی ہے۔ بالکل ایسے ہی یہ کیفیت آج بھی دیکھی جاسکتی ہے جب صرف اللہ کا ذکر کروا لڑنے مرنے پہ تیار ہو جاتے ہیں اگر کہو وہ بھی اللہ کے بندے ہیں ان کے بھی کچھ اختیارات ہیں بڑے خوش ہوتے ہیں۔

## بیٹے اور بیٹیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں؟

قرآن کی پکار:

لله ملك السموت والارض يخلق ما يشاء يهب لمن يشاء الذكور ﴿الشورى: ٢٩﴾

آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی اپنی پیدائش کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں

میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں، جن کا نام غلام مرتضیٰ ہے۔ ان سے کہا گیا تھا کہ اس لڑکی، یعنی میری والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی، تو فرمایا عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے۔ اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا۔ اس (رمز) کو کوئی نہیں سمجھا۔ میری والدہ، جن کی نسبت سنا ہے کہ صاحب ذوق تھیں، سمجھ گئیں اور کہنے لگیں کہ باپ فاروقی ہے اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں۔ اب جو اولاد ہو ماں کے خاندان کے نام پر رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو وہ مجذوب خوش ہوئے اور فرمایا یہ لڑکی بڑی ذہین ہے، یہی مطلب ہے۔ نانی صاحبہ نے عرض کیا پھر آپ ہی نام رکھ دیجئے فرمایا دو لڑکے ہوں گے ایک کا نام اشرف علی خان رکھنا اور دوسرے کا نام اکبر علی خان عرض کیا گیا کہ کیا پٹھان ہیں؟ فرمایا ہاں ایک کا نام اشرف علی اور ایک کا نام اکبر علی رکھنا۔ ایک ہمارا ہوگا وہ حافظ اور مولوی ہوگا اور ایک دنیا دار ہوگا پھر ہم دونوں بھائی پیدا ہوئے (بحوالہ سیرت غوث الثقلین: ص ۲۰۰، شریعت و طریقت: ص ۲۵۰)

تھانوی صاحب نے یہ واضح نہیں کیا کہ عمر اور علی کی کھینچا تانی سے کیا مراد ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے داماد بھی تھے اور علی رضی اللہ عنہ کے دونوں اسوں (ایک نواسہ اور ایک

نواسی) کے باپ بھی تھے وہاں تو یہ مسئلہ نہیں کھڑا ہوتا جبکہ عمر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے نام بھی علی رضی اللہ عنہ کے نام پر نہیں تھے مجذوب صاحب نے یہ مسئلہ پتہ نہیں کیوں کھڑا کر دیا؟ مجذوب صاحب کافی پہنچے ہوئے تھے نہ صرف کھینچا تانی والا مسئلہ حل کر دیا بلکہ اس بات کی بشارت بھی دی کہ دو بیٹے ہوں گویا علم غیب بھی تھا، پھر یہ بھی بتا دیا کہ ایک عالم دین دوسرا دنیا دار ہوگا البتہ یہ پتہ نہ چل سکا کہ پٹھان نہیں ہوں گے۔ دوسری بات تھانوی صاحب جیسا صاحب علم بندہ بھی ایسی بات کہے تو پھر رجسٹرڈ مسلمانوں تو بالکل ہی بری ہیں۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ضیاء اللہ قادری سیرت غوث الثقلین کے ص ۱۹۸ پر لکھتے ہیں:

منتخب جواہر القلائد میں ہے کہ ایک دن ایک عورت غوث پاک کے پاس آئی اور عرض کی دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا فرمائے۔ آپ نے لوح محفوظ کا مشاہدہ فرمایا، وہاں اس عورت کی اولاد نہیں لکھی ہوئی تھی، تاہم آپ نے اللہ سے دو بیٹوں کی التجا کی، تو ندا آئی کہ لوح محفوظ میں تو ایک بھی بیٹا نہیں لکھا ہوا اور آپ دو بیٹوں کا سوال کرتے ہیں؟ آپ نے تین بیٹوں کے لیے عرض کیا، تو یہی جواب ملا۔ آپ نے چار بیٹوں کا سوال کیا؟ پھر وہی جواب ملا۔ پھر پانچ کا سوال کیا، تو وہی جواب ملا۔ پھر چھ کا سوال کیا، تو وہی جواب ملا۔ آپ نے سات بیٹوں کا سوال کیا، تو ندا آئی: اے غوث اتنا ہی کافی ہے: اور یہ بشارت بھی ملی کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو سات لڑکے عطا فرمائے گا۔

کیا بات ہے لوح محفوظ میں ایک بھی نہیں غوث پاک نے اللہ سے سات منوائے یعنی لوح محفوظ بھی غیر محفوظ ہے اور سات پر بھی اللہ نے شکست تسلیم کر لی ورنہ غوث پاک تو تعداد بڑھاتے جا رہے تھے، اللہ سے گفتگو کا انداز ایسا کہ اللہ پاک سے بچپن کا یار نہ ہے۔ کرامت گھڑنے والے نے غوث پاک کو ذکر علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام سے بھی بڑھا دیا یا شاید اس نے ان واقعات کو پڑھنے سے پہلے کرامت گھڑی ہو۔

شاہ ابوالمعالی فرماتے ہیں ایک شخص نے بارگاہِ غوثیہ میں آ کر لڑکے کے لیے التجا کی۔ آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور وہ روزانہ آپ کی مجلس میں آنے لگا۔ اتفاق سے اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوگئی، تو اس نے عرض کیا ہم نے تو لڑکے کے لیے کہا تھا اور یہ تو لڑکی ہے آپ نے فرمایا اسے لپیٹ کر گھر لے جاؤ اور پردہ غیب سے قدرت کا کرشمہ دیکھو۔ چنانچہ جب اس نے گھر آ کر کپڑا ہٹایا تو لڑکی کی بجائے لڑکا پایا۔ (تحفہ قادریہ: صفحہ ۴۵)

یہ کرامت بھی کافی دلچسپ ہے کہ اس سے میڈیکل کی فیلڈ میں بہت بڑی (Achievement) ہوسکتی ہے کیونکہ تبدیلی جنس کے آپریشن بہت مہنگے ہیں۔

بائی ایئر (By Air):

اپریل 1998ء ماہنامہ قومی ڈائجسٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے جناب طاہر القادری صاحب اپنے والد کے استاد صاحب کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں۔

ایک دن ایک جوڑا، میاں بیوی حکیم صاحب کے مطب پر آئے شوہر نے نبض دکھائی اور حکیم صاحب نے دو تجویز فرمائی اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ میرا نو سال کا بیٹا بھی میرے ساتھ آیا ہے اس کی بھی نبض دیکھ لیجئے اسے بھی تکلیف رہتی ہے حکیم صاحب چونکے، آپ کا تو بیٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ ان صاحب نے کہا میرا ہی بیٹا ہے حکیم صاحب نے چیخ کر دیا اگر آپ کا بیٹا ہوا تو ساری زندگی کے لیے حکمت چھوڑ دوں گا۔ اس شخص نے قسم کھا کر کہا کہ ان کا بیٹا ہے۔ حکیم صاحب نے کہا کہ ایسا تو نہیں کہ اس عورت کی پہلے کہیں شادی ہوئی ہو پہلے شوہر سے بیٹا ہو انہوں نے کہا نہیں جی یہ ہماری پہلی ہی شادی ہے۔ اب عجیب صورت حال پیدا ہوگئی یوں عورت کی عصمت پر حرف آنے کا اندیشہ ہوا آخر شوہر بول اٹھا آپ کی نبض کی تشخیص درست ہے آپ بھی سچے اور ہم بھی سچے ہیں۔

میری شادی کو بارہ سال سے بھی زائد کا عرصہ گزر چکا تھا لیکن اولاد سے محروم تھے بڑے علاج کروائے ہم حیدرآباد میں رہتے تھے وہاں ایک مجذوب آ کر بیٹھتا میری اہلیہ ہر روز اس کو

کھانا کھلاتی ایک دن میری بیگم نے کہا ہماری شادی کو بارہ سال ہو گئے ہیں ابھی تک اولاد سے محروم ہیں ڈاکٹر کہتے ہیں یہ ممکن نہیں آپ اللہ کے نیک بندے ہیں اللہ کے حضور دعا کریں یہ سن کر بزرگ مراقبہ میں چلے گئے تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا کہا ہماری پہنچ سے باہر ہے آپ بابا فرید کے مزار پر چلے جائیں چالیس راتیں شب بیداری میں گزاریں بابا جی آپ کا کام کر دیں گے چالیسویں رات بابا جی میری اہلیہ کے خواب میں آئے اور کہا بیٹا اٹھو تمہیں مبارک ہو اور ہاتھ پر گلاب کا پھول رکھ دیا اس طرح شادی کے تیرہویں سال بچہ پیدا ہوا اس لیے آپ نے نبض دیکھ کر جو فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے طبی اصول اور جسمانی نقطہ نگاہ سے واقعتاً اس بیٹے کی پیدائش ہوئی ہی نہیں یہ بیٹا تو ہمارا ہی ہے مگر ہوا بابا جی کے توسط سے ہے۔

امداد صرف اللہ سے مانگو مشکل کشا صرف اور صرف اللہ ہی ہے  
قرآن کی پکار:

ایک نعبد وایاک نستعین ﴿الفاتحہ: ۴﴾

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔  
اس آیت میں اللہ نے مفعول کو فعل پر مقدم کیا ہے جس کا مقصد اس کی تخصیص ہے کہ نہ  
عبادت اس کے سوا کسی اور کی، نہ مدد کسی اور کی اس موقع پر ہمارے بھائی ایک مغالطہ دیتے ہیں  
کہ ہم ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور اس سے مدد کے طلبگار ہوتے ہیں کیا یہ شرک نہیں؟

مدد کی دو اقسام ہیں مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب  
ڈاکٹر کی مدد ماتحت الاسباب ہے جو نہ صرف جائز بلکہ دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لیے  
ضروری ہے اس کو کوئی بھی شرک نہیں کہتا ایسی مدد کے تو انبیاء بھی طلب گار رہے ہیں۔

من انصاری الی اللہ (الصف: ۱۴)

عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ کے دین کے لیے کون میرا مددگار ہے۔

وتعاونو علی البر و اتقوی (المائدہ: ۲)

نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اس کو اس سے کیا نسبت؟ شرک تو یہ ہے کہ ہزاروں میل دور اور سینکڑوں سال پہلے وفات  
پانے والوں کو پکارا جائے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

مولانا اشرف علی تھانوی مولوی نظام الدین صاحب کراچی سے وہ مولوی عبداللہ براقی  
سے روایت کرتے ہیں نہایت معتبر شخص ولایتی بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک دوست جو کہ بقیۃ  
السلف حجۃ الخلف قدوة السالکین زبدۃ العارفین شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا حاجی امداد اللہ

صاحبِ چشتی صابری تھانوی ثم المکی سلمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت تھے حج خانہ کعبہ کو تشریف لے جاتے تھے۔ بمبئی سے آگبوٹ میں سوار ہوئے آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جائے یا دوبارہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ کون سا وقت امداد کا ہوگا اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر کا رساز مطلق ہے اسی وقت ان کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ ادھر تو یہ قصہ پیش آیا۔ ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے خادم سے بولے ذرا میری کمر تو دباؤ نہایت درد کرتی ہے خادم نے کمر دباتے دباتے پراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے۔ پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیوں کر چھلی فرمایا کچھ نہیں پھر پوچھا آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے۔ فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا اس میں تمہارا دینی اور سلسلے کا بھائی تھا اس کی گریہ زاری نے مجھے بے چین کر دیا۔ آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر کواٹھایا۔ جب آگے چلا اور بندگانِ خدا کو نجات ملی اسی سے چھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔ (کرامات امدادیہ: ص ۳۶)

مکے کا مشرک جب پھنس جاتا تھا تو اللہ کو پکارتا تھا (جس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی) لیکن یہاں موت کو سامنے دیکھ کر پیر کی دھائی دی جا رہی ہے۔ فیصلہ آپ خود کر لیں کہ دونوں میں سے کون زیادہ توحید والا ہوا؟ کہ ہم تو پہلے ہی کھٹکتے ہیں دل یزداں میں کانٹے کی طرح۔ یہ تو ہوگئی مدد جو صرف اللہ کے ساتھ مخصوص ہے اب ذرا ایک جھلک عبادت کی کہ یہ بھی خاص اللہ کے لیے ہے۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

اس میں لکھا ہے پھر عراق شریف (بغداد معلیٰ) کی جانب گیا رہ قدم چلیں ہر قدم پر یہ کہیں

اے جن و انس کے فریادرس اور اے (ماں اور باپ) دونوں طرف سے بزرگ میری فریاد کو پہنچنے اور میری مدد کیجئے میری حاجت پوری ہونے میں اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔ (فیضان سنت: ۹۷۷)

یعنی اب نماز بھی غیر اللہ کے لیے کیا اب بھی شرک میں کوئی گنجائش باقی ہے؟ البتہ اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی کہ نماز پڑھتے وقت منہ قبلہ کی طرف ہوگا یا بغداد شریف کی طرف؟

خالقا ہی دنیا:

بلھے شاہ کہتا ہے:

راتیں جاگیں کریں عبادت  
راتیں جاگن کتے تیتھوں اتے  
بھونکن تو بند مول نہ ہوندے  
جاروڑی تے سقے تیتھوں اتے

رات کی عبادت کی بڑی فضیلت ہے کہ اللہ پاک رات کے تیسرے پہر آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدگی سے تہجد پڑھتے تھے اور آپ کی تہجد کے کیا کہنے کئی کئی سپارے تہجد میں ختم کر دیتے تھے پھر اس کا معنی کیا ہوا؟

راتیں جاگیں کریں عبادت  
راتیں جاگن کتے تیتھوں اتے

لیکن یہ معرفت کی بات ہے اور اس پر لب کشائی کی تو فتویٰ بھی گستاخ رسول کافٹ کریں گے۔ بلھے شاہ ۱۷۵۸ء میں مراد کوئی اس کا جنازہ پڑھنے کے لیے تیار نہ تھا تین دن تک نشانِ عبرت بنا رہا اور اس کا مزار بھی ایک رقاصہ نے ۱۹۲۶ء میں بنایا۔ اس پر زیادہ تبصرہ مناسب نہیں کہ ان پہ بھی الزام ہے کہ انہوں نے برصغیر پاک و ہند میں اسلام پھیلا یا۔

مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود:

ایسی باتیں سن کر علامہ احسان الہی ظہیر رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب  
گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا

بچپن میں جب ہم پڑھتے تھے تو درسی ماڈل ٹیسٹ پیپر کے پیچھے لکھا ہوتا تھا: چور بھی کہے  
چور چور۔ چوروں سے خبردار رہئے: اس وقت اس کی سمجھ نہ آتی تھی کہ اس کے لکھنے کا مقصد کیا  
ہے لیکن اب سمجھ آئی کہ اس کا مطلب کیا تھا۔

فرض کریں دو نمازی ہیں ایک الہجدیث ہے اور دوسرا الہجدیث نہیں ہے الہجدیث امام  
کے پیچھے فاتحہ بھی پڑھتا ہے اور درمیانے تشہد میں درود بھی پڑھتا ہے مگر دلیل کے ساتھ کیونکہ یہ  
دونوں باتیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں دوسرا بھائی نہ صرف یہ کہ پڑھتا نہیں  
بلکہ اس سے منع کرتا ہے کیونکہ اس پر امام صاحب کی مہر نہیں ہے تو الہجدیث صرف ایک دن میں  
۴ مرتبہ درود اور ۹ مرتبہ فاتحہ (صرف جہری نمازوں) میں زیادہ پڑھتا ہے۔ ہم اپنے بھائیوں  
سے بصد احترام عرض کرتے ہیں کہ ہمیں بے شک گالیاں دیں لیں لیکن یہ تو غور کریں کہ اس کا  
مصدق کون ہے؟ کہ کہیں مومن خان مومن کے الفاظ میں:

یہ عذر امتحان جذب دل، کیسا نکل آیا

میں الزام ان کو دیتا تھا، قصور اپنا نکل آیا

باقی جہاں تک گالیوں کا تعلق ہے یہ اہل توحید کے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ امت محمدیہ

میں یہ سلسلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا اور آج تک کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔

احمد رضا صاحب کا ارشاد ہے:

تجھ سے جنت اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول ﷺ کی

(احمد رضا حدائق بخشش)

## فاتحہ کے ضمنی مسائل:

سورۃ فاتحہ کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے اس کو قرآن کا خلاصہ بھی کہا جاتا ہے حدیث میں آتا ہے لاصلوٰۃ لمن یقر بفاتحۃ الکتاب (بخاری) اس حدیث میں لاجنس کی نفی کرتا ہے کہ نماز (جہری ہو، سری ہو، امام کے پیچھے ہو، اکیلے ہو) ہوتی ہی نہیں ہمارے بھائی کہتے ہیں کہ ہو جاتی ہے لیکن لاکمال کی نفی کرتا ہے یعنی کامل نہیں ہوتی۔

اسی طرح دو اور جگہ بھی لا آیا ہے:

لا نبی بعدی قادیانی کہتے ہیں اس لا سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی اکمل نبی نہیں آ سکتا اگر ہم حنفی بھائیوں کے لا کو کمال کی نفی تسلیم کر لیں تو مرزائیوں کے اس سوال کا کیا جواب ہے میرے بعد کوئی نبی نہیں میں لا بھی کمال کی نفی ہے مرزے جیسے غیر کامل نبی ہو سکتے ہیں۔ تو پھر ختم نبوت کے دعوے کیسے؟

اور اسی طرح لا الہ الا اللہ میں لا پھر کمال کی نفی ہوا کہ غیر کامل معبود اور الہ ہو سکتا ہے؟ براہو اس تقلید کا جس نے مسلمانوں سے امام کی بات کو بچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو پس پشت ڈلوادیا۔

## دیوبندی بھائیوں کا موقف:

قاسم نانائوی صاحب نے جب حاجی (امداد اللہ) صاحب سے یہ شکایت کی کہ جہاں تسبیح لے کر بیٹھا۔ ایک مصیبت ہوتی ہے اس قدر گرانی کہ جیسے سوسومن کے پتھر کسی نے رکھ دیئے ہوں۔ زبان و قلب بخ بستہ ہو جاتے ہیں۔

اس پر حاجی صاحب نے یہ جواب دیا یہ نبوت کا آکپکے قلب پر فیضان ہوتا ہے۔ اور یہ ثقل ہے جو وحی کے وقت محسوس ہوتا ہے۔ تم سے اللہ تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے (سوانح قاسمی: ج ۱ ص ۲۵۸)

## بریلوی بھائیوں کا موقف:

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

در دوسرا اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ہوتے تھے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں الحمد للہ مجھے حرارت اور دوسرا رہتا ہے۔ (ملفوظات: ج ۱ ص ۶۲)

ہماری ان گذارشات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہمارے بھائی ختم نبوت کے منکر ہیں بلکہ بتلانا یہ مقصود ہے کہ انسان کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس سے غلطی ہو سکتی ہے اگر کسی سے غلطی نہیں ہوتی تو وہ انبیاء ہیں۔

جیسا کہ پہلے گذر چکا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر عمر رضی اللہ عنہ کو غلطی لگ گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ جو یہ کہے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اس کا فیصلہ عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کرے گی لیکن جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی آیت پڑھی سارا معاملہ صاف ہو گیا آپ کی تلوار واپس میان میں چلی گئی اس واقعہ میں دو تین باتیں بہت اہم ہیں۔

۱۔ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے جو اس کے الٹ کہے گا عمر رضی اللہ عنہ اس کی گردن اڑا دے گا بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی وجہ سے تھا۔

۲۔ مومن کی محبت جذبات کی روشنی میں نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں ہوتی ہے ورنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا موقف تو عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ سخت ہوتا۔

۳۔ مومن کی شان یہ ہے کہ اگر کہیں غلطی لگ جائے اور اس کے بعد رب کا قرآن یا مدینے والے کا فرمان سامنے آجائے تو وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم نہیں رہتا بلکہ اپنی گردن اللہ اور اس کے رسول کے سامنے جھکا دیتا ہے لفظ مسلم کے معنی بھی یہی ہیں۔

محض لفظ اہل حدیث اور وہابی کو اپنی چڑ بنا کر آخرت برباد کر لینا کہاں کی عقل مندی ہے؟ جیسے کسی اہل توحید نے سمجھایا کہ شرک سے بچو تو کہا۔

شرک کہا کریں کہنے والے کام نہیں مجھ کو ان سے  
جب پڑی مشکل میں نے پکارا بابا شرف الدین پیر

(بحوالہ فاتحہ کا صحیح طریقہ: ص ۵۶)

کیا یہ جواب کسی مومن کے شایان شان ہے؟

دوسری بات فاتحہ مردوں کے لیے نہیں بلکہ زندوں کے لیے ہے مردوں پر پڑھنے سے وہی بات ہوئی کہ زندہ کو کوئی روٹی نہیں پوچھتا اور مرنے کے بعد حلوے کی لپائی کس کام کی؟ اور پھر سورۃ فاتحہ کے ترجمے پر غور کرو: سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہمیں سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔ سوچنے کی بات ہے اس میں مردے کو کیا ملا؟

جبکہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی مسلم شریف کی یہ دعا پڑھی جائے: اے ان گھر والے مومنوں اور مسلمانوں تم پر سلام ہو ہم ان شاء اللہ تمہیں ملنے والے ہیں اور اللہ ہم میں سے پہلے جانے والوں اور بعد میں جانے والوں پر رحم کرے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

یہ ہمیں کہتے ہیں کہ فاتحہ کے منکر ہیں ہم اس کو ایک مثال سے واضح کرتے ہیں کہ سونے کا کشتہ ہے بڑی اعلیٰ قسم کا بلاشبہ بڑی ٹاپ کلاس چیز ہے لیکن یہ نزلے کا علاج نہیں ہے پچاس پیسے کی Paracetamol کھاؤ تو نزلہ ٹھیک ہو جائے گا لیکن اگر کوئی بصد ہو کہ سونے کا کشتہ کھاؤ بڑی اعلیٰ چیز ہے اسے لازمی طور پر نزلے میں استعمال کرو ممکن ہے سونے کا کشتہ کھانے سے نزلہ اور بڑھ جائے لیکن آرام نہیں آئے گا اس کا یہ مطلب نہیں کہ سونے کے کشتے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت اپنی جگہ لیکن وہ اس مرض کا علاج نہیں ہے ہم سورۃ فاتحہ کی اہمیت سے انکار نہیں کرتے بلکہ اس جگہ وہی دعا کام کرے گی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع کے لیے بتلائی ہے۔

ایک بات اور کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی فوت ہوا اور سورۃ فاتحہ بھی موجود

تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی مردے پر سورۃ فاتحہ کو پڑھا ہو اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو تمہیں کس نے بتلایا کہ یہ کرنا چاہیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ وحی کس پر نازل ہوئی ہے؟

## انبیاء نے کس سے مدد مانگی؟

سیدنا آدم (علیہ السلام):

قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنكونن من  
الخنسرين (الاعراف: ۲۳)

دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ

کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے

سیدنا نوح (علیہ السلام):

فدعا ربہ انی مغلوب فاننصر (القمر: ۱۰)

پس اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں بے بس ہوں تو میری مدد کر۔

سیدنا ابراہیم (علیہ السلام):

رب ھب لی من الصلحین (الصف: ۱۰۰)

اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔

واذا مرضت فھو یشفین (الشعراء: ۸۰)

اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفاء عطا فرماتا ہے۔

سیدنا ایوب (علیہ السلام):

وایوب اذنادی ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الرحمین (الانبیاء: ۸۳)

ایوب (علیہ السلام) کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ

بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

سیدنا زکریا (علیہ السلام):

ھنالک دعا زکریا ربہ قال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سمیع الدعاء (ال عمران: ۳۸)

اسی جگہ زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی، کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے  
سیدنا لوط (علیہ السلام):

قال رب انصرنی علی القوم المفسدین (العنکبوت: ۳۰)

حضرت لوط علیہ السلام نے دعا کی کہ پروردگار! اس مفسد قوم پر میری مدد فرما۔

## قادرِ مطلق مختارِ کل صرف اللہ ہے

قرآن کی پکار:

لیس لك من الامر شىء اويتوب عليهم اويعدبهم فانهم ظلمون (آل عمران: ۱۲۸)  
اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اختیار میں کچھ نہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے یا عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

شانِ نزول:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میدان احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے دندان مبارک شہید ہو گئے اور سر پر زخم آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چہرے سے خون پونچھتے جاتے اور فرماتے جاتے وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (مسلم) اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختارِ کل ہونے کی بھی نفی ہوتی ہے۔

انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء وهو اعلم

بالمهتدين ﴿القصص: ۵۶﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے۔

شانِ نزول:

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب ابوطالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر کوشش اور خواہش کے باوجود ایمان نہ لایا۔ (جس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

زکریا صاحب اپنے والد سے سنا ہوا ایک واقعہ سناتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جمناب طغیانی پر ہو تو عبور کرنا ناممکن ہوتا ہے ایک شخص پانی پت کارہنے والا جس پر خون کا مقدمہ کرنا ل میں تھا اور جمناب میں طغیانی کا نہایت زور وہ ایک ایک ملاح کی خوشامد کرتا رہا مگر ہر شخص کا ایک جواب تھا کہ: اس میں تیرے ساتھ اپنے آپ کو ڈبوئیں گے: یہ بیچارہ غریب پریشان روتا پھر رہا تھا ایک شخص نے اس کی بد حالی دیکھ کر کہا کہ اگر میرا نام نہ لے تو ترکیب میں بتلاؤں۔ جمناب کے قریب فلاں جگہ ایک جھونپڑی ہے اس میں ایک صاحب مجزوب قسم کے پڑے رہتے ہیں ان کے پاس جا کر سر ہو جا خوشامد منت ساجت جو کچھ تجھ سے ہو سکے کسر نہ چھوڑنا۔ اور وہ جتنا بھی برا بھلا کہیں حتیٰ کہ تجھے ماریں بھی تو نہ مڑنا۔ چنانچہ یہ شخص ان کے پاس گیا اور ان کی خوشامد کی اور انہوں نے اپنی عادت کے موافق خوب ملامت کی کہ میں کوئی خدا ہوں میں کیا کر سکتا ہوں جب یہ روتا ہی رہا (اور رونا تو بڑے کام کی چیز ہے۔ اللہ مجھے بھی نصیب فرمائے تو ان بزرگ نے کہا جمناب سے کہدے) کہ اس شخص نے جس نے عمر بھر کچھ کھایا نہ بیوی کے پاس گیا اس نے بھیجا ہے کہ مجھے راستہ دے دے۔ چنانچہ یہ گیا اور جمناب نے راستہ دے دیا۔ (فضائل صدقات: ۵۲۸)

دیکھا آپ نے پہلے کہا کہ میں کیا خدا ہوں میں کیا کر سکتا ہوں؟ اور بعد میں کہا جمناب سے کہہ دے اس شخص نے بھیجا ہے جس نے عمر بھر کھایا نہ بیوی کے پاس گیا شاید اس سے اللہ کا مقابلہ مقصود ہے کہ صرف وہی بے نیاز ذات ہے، صرف اسے ہی کسی چیز کی حاجت نہیں ہے بلکہ وہ تو خود حاجت روا ہے۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

اللہ بھی بے اختیار ہے؟

اگر الوہیت عطا کرنا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا (ملفوظات اعلیٰ حضرت

: ج ۲ ص ۲۹)

زکریا صاحب سے تھوڑی کمی رہ گئی تھی جو احمد رضا صاحب نے پوری کر دی اور واضح الفاظ

میں فرما دیا کہ اللہ پاک بھی بے اختیار ہے۔

## علم غیب

علم غیب ان مسائل میں سے ایک ہے جس کے بارے قرآن و حدیث میں بے شمار واضح دلائل موجود ہیں جس کے بعد کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں ہے یہاں ایک اشکال کا ازالہ ضروری ہے کہ جب ہم علم غیب کہتے ہیں تو ہمارے لحاظ سے جو غیب ہے اللہ کے لیے کچھ بھی غائب نہیں سب حاضر ہے اگر اندھیری رات میں کسی غار کے اندر کالے پتھر پر چیونٹی جا رہی ہو تو اللہ پاک اس سے بھی باخبر ہے۔

انسان کو جو علم دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے، اور چھونے (حواسِ خمسہ) سے حاصل ہو وہ

غیب نہیں ہوتا۔

## قرآن کی پکار:

قل لا اقول لكم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لكم انی ملک ان اتبع الا ما یوحی الی قل هل یسوی الاعمی والبصیر افلا تتفکرون ﴿الانعام: ۵۰﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کرتا ہوں آپ کہیے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے سو کیا تم غور نہیں کرتے؟

اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کروایا کہ وہی نہیں کہ میں غیب نہیں جانتا بلکہ میں تو اپنے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔

قل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضرراً الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون۔ (الاعراف: ۱۸۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجیے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو میں بہت زیادہ منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔

نبیوں اور رسولوں کو بھی اتنا ہی علم ہوتا کہ جتنا اللہ وحی کے کسی بھی ذریعے سے انہیں بتا دیتا ہے جو علم کسی کے بتانے سے حاصل ہو جائے اسے علم غیب نہیں کہا جاتا علم غیب یہ ہے جو بغیر کسی واسطے اور ذریعے کے ہر حقیقت سے باخبر ہو اور یہ صفت صرف اللہ پاک کی ہی ہے اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور اگر مان لیا جائے کہ انبیاء کو علم غیب تھا تو ان کی قربانیوں کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی ابراہیم علیہ السلام کو اگر معلوم ہوتا کہ اسماعیل علیہ السلام نے ذبح نہیں ہونا اور آگ مجھے نہیں جلائے گی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی خاطر جو تکلیفیں اٹھائیں اگر انہیں سب معلوم تھا تو پھر ان کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے؟ کائنات میں کوئی ایسی مخلوق نہیں جس کو علم غیب کا دعویٰ ہے۔

زمین والوں کا انکار:

خاکوں کے سردار فخر آدم اور محسن انسانیت کا اقرار ہے کہ زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان  
یبعثون ﴿النمل: ۶۵﴾

کہہ دیجیے کہ آسمان والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا، انہیں تو یہ نہیں معلوم کہ کب اٹھا کھڑے کیے جائیں گے؟

عن خالد بن ذکوان عن الربیع بنت معوذ قالت: دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداة بنی علی. فجلس علی فراشی کمجلسک منی، و جویریات یضربن بالدف یندبن من قتل من ابائهن یوم البدر. حتی قالت جاریة: وفینابی یعلم ما فی غد فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تقولی هذا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وقولی ما كنت تقولین. ﴿رواه البخاری: کتاب المغازی، کتاب النکاح: باب ضرب الرفانی النکاح و ابویمة﴾

خالد بن ذکوان سے روایت ہے۔ وہ سیدنا معوذ بن عفرآء کی لڑکی ربیع سے بیان کرتے ہیں۔ سیدہ ربیع کہتی ہیں: میرے ہاں اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب میں نکاح کے بعد اپنے شوہر کے پاس آئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بستر پر بیٹھے جیسا کہ تم بیٹھے ہو۔ ہماری کچھ لڑکیاں دف بجارہی تھیں اور اپنے باپ دادا کی خوبیاں بیان کر رہی تھیں جو غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ پھر اچانک ایک لڑکی نے یوں کہہ دیا: ہم میں ایسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے جو کل کی باتوں کو جانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات نہ کہہ وہی کچھ کہہ جو تو کہہ رہی تھی۔

### آسمان والوں کا انکار:

فرشتوں کو بھی علم غیب نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے واقعے میں ان سے پوچھا ان چیزوں کے نام بتاؤ تو انہوں نے کہا تیری ذات پاک ہے ہم کو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے سکھا رکھا ہے۔

وعلم ادم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملائکة فقال انبؤنی بأسماء هؤلاء ان کنتم صدقین. قالوا سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم. (البقرة: ۳۲، ۳۱)

اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھا کر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا، اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ ان سب نے کہا اے اللہ! تیری ذات پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے۔

### زمین اور آسمان کے درمیان والوں کا انکار:

جنات اگرچہ زمینی مخلوق ہیں لیکن پرواز کی قوت رکھتے ہیں اس لیے ہم انہیں زمین اور آسمان کے بیچ والے کہہ سکتے ہیں ان کے بارے میں سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں مشہور

ہو گیا تھا کہ یہ غیب جانتے ہیں اس کی تردید بھی قرآن پاک میں موجود ہے  
فلما قضینا علیہ الموت ما دلہم علی موتہ الا دابة الارض تاکل منساتہ  
فلما خرت بینت الجن ان لو کانو یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین  
﴿سبا: ۱۴﴾

پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن  
کے کیڑے کے جو ان کی اعصاب کو کھارہا تھا پس جب (سیمان علیہ السلام) گر پڑے اس وقت  
جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

وہا بن چیونٹی اور اہل توحید ہد ہد:

حتى اذا اتوا علی واد النمل قالت نملة یاہیا انمل ادخلوا مسکنکم لا  
یحطمنکم سلیمن و جنودہ وہم لا یشرعون. ﴿النمل: ۱۸﴾

جب وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے  
گھروں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سیمان علیہ السلام اور اس کا لشکر تمہیں روند  
ڈالے۔

سیمان علیہ السلام جانوروں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے چیونٹی جیسی معمولی مخلوق کہ اس کی  
پیمائش بھی مشکل ہے وہ بھی یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ علم غیب صرف اللہ پاک کو ہے اور سیمان علیہ  
السلام ساری عظمت اور رفعت کے باوجود بے خبری میں تمہیں کچل نہ دیں کس قدر توحید والی  
چیونٹی تھی اس کی بات سن کر سیمان علیہ السلام بھی مسکرا پڑے لیکن افسوس کی بات ہے کہ اشرف  
المخلوق اس کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

سیمان علیہ السلام نے پرندوں کی حاضری لگائی تو کیا دیکھا کہ ہد ہد (چکی راہا) غائب ہے  
آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا کہ اتنی  
دیر میں اہل توحید ہد ہد صاحب تشریف لے آئے۔

فمکت غیر بعید فقال احطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبا نبیا یقین

(النمل: ۲۲)

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ آ کر اس نے کہا میں ایک ایسی چیز کی خبر لایا ہوں کہ تجھے خبر ہی نہیں، میں سب کی ایک سچی خبر تیرے پاس لایا ہوں۔

ڈیڑھ چھٹانک کی سری والا ہد پیغمبر کو یہ کہہ رہا ہے میرے پاس وہ خبر ہے جو تو نہیں جانتا۔ اور ہمارا نوگزلمبی دستارِ فضیلت والا بھائی کہتا ہے نبی کو سب پتا تھا۔

صحیح حدیث میں ہے کہ یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے گوشت میں زہر ملا کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک پتہ نہیں چلا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھا نہیں لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بھی اس زہر نے اپنا اثر دکھایا اور اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت جیسے عظیم رتبے سے بھی محروم نہیں رکھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی پر وہ پیکنڈہ اس قدر شدید تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس کا شکار ہو گئے عائشہ رضی اللہ عنہا کا رو رو کر آنکھوں کا پانی خشک ہو گیا اور وہ اپنے والد یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئیں اس ساری صورتحال سے صرف عبد اللہ ابن ابی خوش تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا انسان سے غلطی ہو جاتی ہے اگر تجھ سے غلطی ہو گئی ہے تو اللہ سے معافی مانگ لے وہ بخشنے والا مہربان ہے اس کے بعد اللہ نے اپنے پاک کلام میں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کے بارے میں آیات نازل کیں (بخاری)

عاصم الاحوال سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک چھوٹا سا گروپ ستر۰۷ مبلغین کا بھیجا جنہیں قراء کہا جاتا تھا جب وہ دھوکے سے شہید کر دیئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت رنج ہوا میں نے کسی اور معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر رنجیدہ خاطر ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر رنجیدہ خاطر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ کا اہتمام کیا قاتلوں کے لیے بدعا کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے عصیہ قبیلے والوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے (بخاری: کتاب الدعوات)

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب مان لیا جائے تو نہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری عزت و رفعت خاک میں مل جائے گی بلکہ تذلیل کا پہلو نکلتا ہے

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان بوجھ کر زہر آلود گوشت کھایا اور خود کشی کی کوشش کی؟ معاذ اللہ

کوئی عام آدمی بھی اگر اسے پتہ ہو کہ اس کی بیوی پاک دامن ہے تو وہ کہے گا اگر غلطی ہو گئی ہے تو اللہ سے معافی مانگ لے؟ دوسری طرف سارے اصحاب رسول، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پریشان ہیں تو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ڈرامہ رچایا؟ معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سترقاری شہید ہو گئے اگر آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ انہیں شہید کر دیں گے تو کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قاتلوں کے ساتھی نہ ہوئے؟ معاذ اللہ

اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر علم غیب تھا تو جبرائیل علیہ السلام کی آمد کا سبب کیا تھا؟ وہ جو وحی لے کر آتے تھے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے ہی نہیں جانتے تھے؟

فقہ حنفی کی صراحت:

رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل والمرأة: خدائے راد پیغامبر را گوہ کر دیم: قالوا یكون کفرا لانه اعتقد ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وهو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت (فتاویٰ قاضی خان بر حاشیہ فتاویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۵۷۶: بحوالہ قبر پرستی)

کسی آدمی نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا البتہ مرد و عورت نے یہ کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناتے ہیں، فقہائے (حنفیہ) کہتے ہیں کہ ایسا کہنا کفر ہے اس لیے کہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں عالم الغیب نہ تھے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب کیوں کر ہو سکتے ہیں۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

زلزلہ در زلزلہ کے دیوبندی مصنف نجم الدین صاحب لکھتے ہیں:  
علمائے دیوبند ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اللہ کے علاوہ غیب کی کوئی بات کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی۔  
(زلزلہ در زلزلہ: ص ۱۰۱)

دوسری جگہ نجم الدین صاحب یوں فرماتے ہیں:  
علمائے دیوبند اس بات کے بھی قائل ہیں کہ بعض علوم غیبیہ انبیاء، اولیاء، اصفیاء کو تو  
چھوڑیے معمولی لوگوں کو بھی معلوم ہوتے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر  
کرتے ہیں۔ دریافت و ادراک و غیبات کا ان کو علم ہوتا ہے۔ (شائم امدادیہ: ص ۶۱)  
اب اس کی عملی وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

جناب زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص  
ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات مل جائے گی میں نے یہ خبر سن  
کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود پڑھ کر ذخیرہ  
آخرت بنایا۔

ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے جنت  
دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا ایک مرتبہ وہ نوجوان  
ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اس نے ایک چیخ ماری اور اس کا سانس پھولنے لگا  
اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی حالت مجھے نظر آئی قرطبی کہتے تھے میں اس  
کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی  
سپائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو  
اپنے لیے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا میں نے اپنے دل میں چپکے سے ہی بخشا تھا اور

میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ سے ہٹالی گئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصے سے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار میں نے پڑھی تھی اس کا تجربہ ہوا اور دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔ (فضائل تبلیغی نصاب ص ۵۷۶)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

اعلیٰ حضرت صاحب لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچوں غیبوں کا علم تھا مگر آپ کو ان سب کو مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا تھا

(خالص اعتقاد: ص ۵۶)

جو شخص یہ کہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ چھپا لیا ہے وہ اللہ کے رسول صلی

اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھتا ہے۔ (بخاری)

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص وہ بات مجھ سے منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی وہ

اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں:

حضرت شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی رحمہ اللہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے آپ

نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے دفعۃً رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے

پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لیے جا رہے ہیں۔

حضرت شیخ اکبر کے پاس کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اس کی ماں کو

دل میں ایصال ثواب کر دیا فوراً وہ لڑکا ہنسا آپ نے ہنسنے کا سبب دریافت فرمایا۔ لڑکے نے

جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا کہ میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لیے جا رہے ہیں۔

(ملفوظات احمد رضا: ص ۸۲)

جس جانور پر سر کا قدم رکھیں، اس کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیے جاتے ہیں جس انسان

کے سر پر حضور کا ہاتھ ہو اس پر سب غائب و حاضر کیوں نہ ظاہر ہو جائے۔ (مواعظ نعیمیہ، اقتدار بن احمد یارص ۳۶۴-۳۶۵: بحوالہ بریلویت)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی  
مرے جرم خانہ خراب کو تیرے غنوبندہ نواز میں

لطف کی بات یہ ہے کہ بریلوی اور دیوبندی بھائی دونوں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد ہیں اور درمختار میں ہے جو امام کا قول رد کرے۔

فلعنة ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفہ

جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول رد کرے اس پر ریت کے زروں برابر خدا کی لعنت (درمختار ج ۱ ص ۲۶)

امام صاحب کا قول پیچھے گذر چکا ہے کہ جو یہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا وہ کافر ہے ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہتے کہ

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں  
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

خانقاہی دنیا:

انفاس العارفين میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد محترم شاہ عبدالرحیم صاحب کے متعلق فرما رہے ہیں۔

سننے میں آیا ہے کہ آپ کا ایک خادم کسی بری عادت میں مبتلا تھا۔ آپ نے اسے کئی بار اشاروں، کنایوں سے تنبیہ فرمائی، مگر وہ پھر بھی نہ چونکا نہ ہی اپنی عادت بد سے باز آیا۔ بالا آخر حضرت شیخ نے اسے تنہائی میں بلا کر کہا تجھے کئی بار اشاروں کنایوں سے سمجھایا مگر تو نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ شاید تو سمجھتا ہے کہ ہم تیرے کرتوتوں سے بے خبر ہیں۔ قسم بخدا اگر زمین کے نچلے طبق میں رہنے والی کسی چیونٹی کے دل میں بھی سو خیالات آئیں تو ان میں ننانوے خیالات کو میں جانتا ہوں۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ اس کے سو کے سو خیالات سے باخبر ہیں یہ سن کر

خادم نے اپنی برائی سے توبہ کر لی۔ (انفاس العارفين: ص ۲۰۵، شریعت و طریقت: ص ۲۹۳)  
حاضر ناظر:

مسئلہ حاضر ناظر علمِ غیب کا ہی حصہ ہے اس کی بھی قرآن میں تردید آئی ہے، جو خبریں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ ہیں کہ وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے وہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی بتلاتے ہیں۔

قرآن کی پیکار:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبِاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيَهُ الْيَكِ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذَا اجْمَعُوا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿يُوسُفُ: ۱۰۲﴾

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جس کی ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔ آپ ان کے پاس نہ تھے جب کہ انہوں نے اپنی بات ٹھان لی تھی اور وہ فریب کرنے لگے تھے۔

اس بات کا تعلق یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے ہے جو خود بھی نبی تھے نبی کے بیٹے تھے نبی کے پوتے تھے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے ساتھ جو کیا اس سے پتہ چلا کہ پہلے انبیاء بھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر ناظر نہیں تھے۔ کیونکہ

اگر غیب کی خبریں پہلے سے معلوم ہوں تو بتلانے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کسی کے شاگرد تھے اور نہ ہی کسی ایسے شخص سے ملے جو اس واقعہ کا چشم دید گواہ (Eye Witness) ہو یقیناً اللہ پاک نے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کرنے کے لیے مدینہ سے مکہ تشریف لائے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر تھے تو مکہ آنے کا کیا مقصد؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے مکہ میں موجود نہ تھے؟ ہجرت کس نے کی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی مدینہ میں موجود نہ تھے؟ معراج کس کو ہوئی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی ہر جگہ موجود نہ تھے؟

ندائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

جب بھی کوئی تحریر لکھی جاتی ہے ہمارے ایک خاص مکتبہ فکر کے لوگ یا اللہ کے ساتھ یا محمد

صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لکھتے ہیں اور اب تو یہ سلسلہ بڑھ کر بیچ اور وال چانگ تک پہنچ گیا ہے یہ محض الفاظ ہی نہیں بلکہ اس کے پیچھے یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں اور ہمارے حالات سے باخبر ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا کی ایک جھلک ہم قرآن پاک سے پیش کرتے ہیں:

ان الذین ینادونک من وراء الحجرت اکثرہم لا یعقلون ﴿الحجرات: ۴﴾  
 جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر (بالکل) بے عقل ہیں۔

یہ آیت حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے مسند احمد میں ہے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا نام لے کر پکارا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازیں لگائیں۔

(ابن کثیر، تفسیر احسن البیان)

یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا صوتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا بالقرآن کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون ﴿الحجرات: ۲﴾  
 اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام انسانیت میں سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارے اللہ تعالیٰ ادب سکھارہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عام شخصیت نہیں ہیں اور اللہ نے ایسا کرنے والوں کو بے عقل کہا ہے اور یہ ہدایت کی کہ اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے پست رکھو ایسا نہ ہو تمہارا سب کچھ لٹ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ اور اس آیت کا شان نزول یہ ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابن ابی ملکیہ سے مروی ہے کہ قریب تھا کہ وہ بہترین

ہستیاں ہلاک ہو جائیں یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں کی آوازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند ہو گئیں جبکہ بنو تمیم کا وفد حاضر ہوا تھا ایک تو اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو کہتے تھے جو بنی مجاشع میں تھے اور دوسرے دوسرے شخص کی بابت کہتے تھے اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم تو میرا خلاف ہی کیا کرتے ہو فاروق نے جواب دیا نہیں نہیں آپ یہ خیال بھی نہ فرمائیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد تو عمر رضی اللہ عنہ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نرم کلامی کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔ (ابن کثیر)

جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اونچی آواز میں بات کرنے سے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو اتنے سخت الفاظ میں تنبیہ ہے تو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر بھی جانتا ہے اور سپیکر پر محلے والوں کا جینا حرام کیا ہوا ہے۔ تو اس کی خیر ہوگی؟ اور اب تو یہ حال ہے کہ مسجدوں کے قریب جگہ سستی ہو گئی ہے کبھی لوگ سکون کے لیے مسجد کے قریب گھر خریدتے تھے اور اب سکون کے لیے مسجد سے دور گھر کو ترجیح دیتے ہیں کیا یہ لمحہ فکر یہ نہیں ہے؟

عجب عقیدہ ہے کہ مصلے پر مولانا صاحب کھڑے ہیں حالانکہ معراج کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں انبیاء میں سے جو پوری کائنات کے سردار ہیں کوئی نبی امامت کے لیے کھڑا نہیں ہوا، یہ شرف صرف آمنہ کے لال کو حاصل ہوا اب جو مولانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر بھی جانتا ہے اور مصلے پر امامت کے لیے بھی کھڑا ہے کیا وہ گستاخی کا مرتکب نہیں ہو رہا؟

اور پھر پر لطف بات یہ ہے بہ وقت ضرورت اپنے خود ساختہ عقیدہ سے تائب بھی ہو جاتے ہیں ایک کہتا ہے دم بدم پڑھو درود حضور بھی ہیں یہاں موجود وہ ابھی بیٹھتا نہیں دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے اے صبا دینے جانا میرا ان کو سلام کہنا۔ اگر حضور یہاں موجود ہیں تو صبا کو سندیسے دینے کی کیا ضرورت ہے؟ بھائیو خدا رانگور تو کرو کیا کر رہے ہو۔

فقہ حنفی کی صراحت

اسی طرح فتاویٰ بزاز یہ میں ہے:

وقال علماءنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر (بحوالہ فتاوی مولانا عبدالحمی: ج ۲ ص ۳۴: بحوالہ قبر پرستی ص ۲۳) یعنی ہمارے (حنفی) فقہانے کہا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روہیں حاضر ہوتی ہیں اور غیب جانتی ہیں وہ کافر ہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

کہ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ میرا حاجی کے ساتھ برسوں یہ تعلق رہا کہ بغیر آپ کے مشورے کے میری نشست و برخاست نہیں ہوئی حالانکہ حاجی صاحب مکہ میں تھے اور اس کے بعد جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برسوں تعلق رہا ہے۔ (امداد المشتاق: ص ۱۹۹) تذکرہ الرشید کے مصنف اپنی خوشدامن کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ بیٹا حضرت گنگوہی کے بہت شاگرد و مرید ہیں مگر کسی نے حضرت کو نہیں پہچانا جن ایام میں میرا قیام مکہ معظمہ میں تھا روزانہ میں نے صبح کی نماز حضرت کو حرم شریف میں پڑھتے دیکھا اور لوگوں سے سنا بھی کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں گنگوہ سے تشریف لائے ہیں۔ (تذکرہ الرشید: ۲-۲۱۲)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

احمد رضا خان صاحب سے سوال ہوتا ہے:

عرض حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں ارشاد ہوا اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ اول: صفحہ ۱۱۳)

مزید تسلی کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

سیدی احمد سلجھماسی کے دو بیویاں تھیں سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بی بی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی۔ یہ نہیں چاہیے۔ عرض کیا

حضور وہ اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال دی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا وہ سورہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا۔ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی: ج ۲ ص ۵۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زوجین کے جفت (ہم بستری) ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ (مقیاس حنفیت: ص ۲۸۲ مصنف عمر اچھروی)

نجانے کیوں مسئلہ حاضر و ناظر کو اسلام اور کفر کا مسئلہ بنا لیا گیا ہے حالانکہ اس میں صرف تزیل کا پہلو ہے۔

عدالت میں آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے کہ فلاں ملزم حاضر ہو، باس (Boss) اپنے ماتحت کو اپنے کمرے میں بلاتا ہے کہ وہ حاضر ہو۔

حدیث میں آتا ہے کہ شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے، اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟ ممکن ہے کسی کے ذہن میں آئے پھر اللہ جو حاضر و ناظر ہے وہ کیسے ہے اس کی وضاحت ان شاء اللہ وحدت الوجود کے باب میں پیش کریں گے۔

خاتقا ہی دنیا:

روایت ہے کہ ایک شخص حاجی یعقوب نامی مدینہ منورہ کا رہنے والا تھا۔ وہ ہمیشہ شیخ حسین کوروضہ نبوی میں معتکف دیکھتا۔ وہ ایک مرتبہ لاہور آیا تو ایک جگہ دیکھا کہ بازار میں ڈھول بج رہا ہے اور شیخ شراب کے نشہ میں چور رقص کر رہا ہے۔ دیکھ کر شیخ حسین کو پہچان لیا مگر سخت حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے؟ شیخ نے کہا آنکھیں بند کرو اس نے آنکھیں بند کرتے ہی اپنے آپ کو مدینہ منورہ میں اور حسین کوروضہ نبوی میں معتکف پایا۔

نقل ہے حسین کے دشمنوں نے اکبر بادشاہ سے شکایت کی کہ لاہور میں ایک شیخ حسین نامی ہے داڑھی موچھیں منڈواتا ہے سرخ لباس پہنتا ہے اور کھلے بندوں خلاف شریعت امور کا

مرتبک ہوتا ہے ایک حسین لڑکے مادھو کو اپنے پاس رکھتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈھول کی آواز پر رقص کرتا ہے اس کے باوجود باطنی ولایت کا دعویٰ در بھی ہے بادشاہ نے اسے بلایا تو حسین اسی طرح مست و مخمور جام و صراحی لیے دربار میں حاضر ہوا اکبر نے کہا تو سلسلہ قادریہ کا پیروکار ہو کر مے نوشی اور امر پرستی کیوں کرتا ہے؟ اس کے جواب میں حسین نے اپنی صراحی سے ایک پیالا اکبر کے سامنے پیش کیا، اکبر نے دیکھا وہ سرد پانی تھا۔ دوسرا پیالا پیش کیا، تو وہ شربت سے پر تھا اسی طرح تیسرا پیالا دودھ سے اکبر سخت حیران ہوا اور بغرض امتحان جیل بھجوا دیا کہ اگر صاحب کرامت ہے تو زنداں میں نہیں رہ سکتا۔ اکبر جب اسے جیل بھجوا کر زنان خانہ میں گیا۔ تو شیخ حسین کو بادشاہ کی بیگم کے پاس کھڑا دیکھا پھر قید خانہ میں گیا تو حسین کو وہاں بھی موجود پایا یہ دیکھ کر اکبر نے اسے رہا کر دیا۔ (خزینۃ الاصفیاء: ص ۲۲۱-۲۲۲)

آج جس طرح امت مسلمہ باہم دست و گریباں ہے۔ عجب بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں لیکن اختلافات کا خاتمہ نہیں فرماتے۔ آپ کی بات کوئی بھی رد نہیں کرے گا۔ ایسا ہی ایک واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی ہوا کہ عبداللہ ابن ابی کی شرات سے مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگوں کے درمیان تکرار ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھاگے ہوئے گئے چادر بھی کندھے سے گر گئی کہ جس چادر کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ معاملہ ختم ہو گیا کہ مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کس طرح دست و گریباں ہو سکتے ہیں؟

مادر رحم میں کیا ہے؟

قرآن کی پکار:

اللہ يعلم ما تحمل کل انثیٰ وما تغییض الارحام وما تزداد وکل شیء عنده بمقدار (الرعد: ۸)

مادہ اپنے شکم میں جو کچھ رکھتی ہے اسے اللہ بخوبی جانتا ہے اور پیٹ کا گھٹنا بڑھنا بھی، ہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چیز اس کے پاس اندازے سے ہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبداللہ خان تھا اور قوم کے راجپوت تھے اور یہ حضرت کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر حمل ہوتا اور تعویذ لینے کے لیے آتا تو آپ فرما دیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ اور جو آپ بتلاتے تھے وہی ہوتا تھا۔ (ارواحِ ثلاثہ: ۱۸۵)

مولانا حبیب الرحمن صاحب نے فرمایا۔ راؤ عبدالرحمن خان صاحب پنجلا سے (پنجاب) میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے اور بڑے زبردست صاحب کشف حالات تھے۔ کشف کی یہ حالت تھی کہ کوئی لڑکا یا لڑکی کے لیے تعویذ مانگتا، بے تکلف فرماتے: تیرے ہاں لڑکا ہوگا یا لڑکی ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کیسے آپ بتاتے ہیں فرمایا کہ کیا کروں بے محابا مولود کی صورت سامنے آ جاتی ہے (ارواحِ ثلاثہ: ۲۷۱)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو یعنی مرید کے انقلابات نسبی اور انقلابات صلیبی، ازل سے ابد تک نہ جانتا ہو (نجم الرحمن ص: ۱۰۳-۱۰۴)

یعقوب فرماتے ہیں کہ وہ مرد کامل ہر اس حمل کی حالت پر مطلع ہوتا ہے۔ جو ابھی تک ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے (یعنی) کہ کسی عورت کو حمل قرار نہیں پاتا مگر وہ اسے جانتا اور دیکھتا ہے (نجم الرحمن: ۱۰۶)

احمد رضا خان صاحب:

ہم نے ایسی جماعتوں کو دیکھا کہ جنہوں نے یہ جان لیا کہ کہاں مریں گے اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کر لیا کہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی کہیے اب بھی اس

آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے۔ (خالص اعتقاد: ص ۵۳)

خان صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ ان کے مخاطب کون ہیں جن کو وہ کہہ رہے ہیں کہ: اب بھی اس آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے: اللہ نے قرآن میں کہا ہے کہ رحموں میں کیا ہے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ پانچ علوم جن کو صرف اللہ جانتا ہے ان میں سے ایک رحموں میں کیا ہے یہ بھی ہے۔ (بخاری)

اب بریلوی بھائی ہی بتا سکتے ہیں کہ خان صاحب نے اللہ کو آیت کے معنی سمجھائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو؟

Ultra Sound کی حقیقت بھی اتنی ہے کہ اس سے صرف اندازہ ہوتا، کئی دفعہ ایسا ہوا کہ الٹراساؤنڈ رپورٹ غلط نکلی اس کے لیے ہم دو تین مثالیں پیش کرتے ہیں:

۱۔ برطانیہ کی شہزادی لیڈی ڈیانا ان کے ہاں پہلی دفعہ بچہ پیدا ہوا دوسری دفعہ ڈاکٹر نے الٹراساؤنڈ رپورٹ دی کہ بیٹی ہے کچھ دنوں بعد شہزادی نے دوسرے بچے کو جنم دیا۔

۲۔ سابقہ وزیر اعظم بے نظیر زرداری کے پہلے بیٹی پیدا ہوئی اس کے بعد بیٹا پیدا ہوا تیسری دفعہ ان کے معالج ڈاکٹر عبدالرشید تھے انہوں نے پیدائش سے ایک دن پہلے الٹراساؤنڈ رپورٹ دی کہ اس دفعہ بھی بیٹا ہے لیکن اس سے اگلے دن بی بی نے بیٹی کو جنم دیا۔ (کدھر گیا تمہارا الٹراساؤنڈ) بحوالہ تقریر: حافظ عبدالسلام بن محمد اجتماع ۱۹۹۹ء

۳۔ میرے دوست کی تین بیٹیاں تھیں چوتھی دفعہ ڈاکٹر نے بتایا کہ بیٹا ہے مگر کچھ دنوں کے بعد ان کے ہاں چوتھی بیٹی کی ولادت ہوئی۔

۴۔ ایک اور کیس میں سپیشلسٹ لیڈی ڈاکٹر نے الٹراساؤنڈ کرنے کے بعد بتایا کہ بیٹا ہے اور بچہ صحت مند اور تندرست ہے۔ اس عورت نے دائی کے لیے الٹراساؤنڈ رپورٹ کی روشنی میں سونے کی انگوٹھی تیار کروائی لیکن اللہ کا کرنا کہ نہ صرف بیٹی پیدا ہوئی بلکہ اس کی دونوں آنکھوں کی بینائی بھی نہیں تھی سبحان اللہ۔

## مرنے کا علم

### قرآن کی پکار:

وانه هو امات واحيا (النجم: ۴۴)

اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔

نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور

صحیح خبروں والا ہے۔ (لقمان: ۳۴)

### دیوبندی بھائیوں کا موقف:

احمد حسین کا واقعہ جسے اشرف السواخ کے مصنف ذکر کرتے ہیں:

ایک بار انہوں نے کسی کے لیے بدعا کی تو وہ دفعۃً مر گیا۔ بجائے اس کے اپنی کرامت سے خوش ہوتے، ڈرے اور بذریعہ تحریر حضرت والا (تھانوی صاحب) سے مسئلہ پوچھا کہ مجھے قتل کا گناہ تو نہیں ہوا؟

تھانوی صاحب نے کہا اگر آپ میں قوت تصرف ہے اور بدعا کرتے وقت آپ نے اس قوت سے کام لیا تھا یعنی یہ خیال قصد اور قوت کے ساتھ کیا تھا کہ یہ شخص مر جائے تب تو قتل کا گناہ ہوا۔ (اشرف السواخ: ج ۱ ص ۱۲۵)

اگر یہ بات درست ہے تو پھر تو دنیا میں صرف دیوبندی بھائی ہی ہونے چاہیے تھے باقی سارے تو خیال قصد اور قوت کی بھینٹ چڑھ جانے چاہیے تھے۔ افغانستان میں یہاں طالبان (جو دیوبندی ہیں) مشکلات کا شکار ہیں کوئی صاحب کرامت بش اور کرزئی پر تجربہ کیوں نہیں کرتا؟

ایک واقعے کا تذکرہ مولانا عاشق علی صاحب نے ان الفاظ میں کیا کہ حضرت مولانا قاسم ایک مرتبہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ بعض نے دیکھا کہ کپٹی پر گولی لگی اور داغ پار کر کے نکل گئی۔ اعلیٰ حضرت

(گنگوہی صاحب) نے لپک کر زخم پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کیا ہوا میاں صاحب؟ اس کے بعد عمامہ اتار کر سر جو دیکھا کہیں گولی کا نشان نہ ملا اور تعجب یہ ہے کہ خون سے تمام کپڑے تر۔ (سوانح قاسمی: ۲-۱۶۰)

مولانا مظفر حسین ۲۳ جمادی الثانی روز شنبہ ۱۲۸۲ھ کو بیت اللہ روانہ ہوئے ابھی مکہ مکرمہ پہنچنے نہ پائے تھے کہ اسہال کا مرض لاحق ہو گیا مکہ مکرمہ میں ایک دن حاجی امداد اللہ سے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مدینہ منورہ میں موت آئے مگر بظاہر اب میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ آپ مراقبہ کی جیئے انہوں نے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ نہیں آپ مدینہ منورہ پہنچ جائیں گے۔ کچھ روز کے بعد آپ اچھے ہو گئے اور اگلے ہی روز مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے مدینہ منورہ پہنچنے میں ایک منزل باقی تھی کہ آپ پھر بیمار ہو گئے اور ۱۰ محرم ۱۲۸۳ھ کو انتقال فرمایا اور نزدیک قبر حضرت عثمان مدنون ہوئے۔ (ارواحِ ثلاثہ: ۲۲۲)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں ایک مرتبہ تیز ہوا چل رہی تھی۔ اس وقت ایک چیل اوپر سے چلاتی ہوئی گزری، جس سے اہل مجلس کی نگاہیں منتشر ہوئیں۔ آپ نے نظر مبارک اٹھا کر دیکھا، فوراً وہ چیل مر گئی۔ سر علیحدہ اور دھڑ علیحدہ۔ بعد ختم وعظ حضور تشریف لے چلے۔ وہ چیل بدستور مری پڑی تھی۔ آپ نے ایک ہاتھ میں سر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ میں جسم، اور دونوں کو بسم اللہ کہہ کر ملا دیا۔ فوراً اڑتی ہوئی چلی گئی۔ (باغ فردوس از قناعت علی رضوی: ص ۲۷۹-۲۸۰ بریلویت: ص ۲۳۹)

صرف نظر سے بے چاری (بے زبان) چیل مر گئی اگر حضرت صاحب اس کے لیے بدعا فرمادیتے تو کیا ہوتا؟

## دلوں کے حال

### قرآن کی پکار:

قل ان تحفوا مافی صدورکم اوتبدوه يعلمه الله ویعلم ما فی السموات  
ومافی الأرض واللہ علی کل شیء قذیر۔ (ال عمران: ۲۹)

کہہ دیجئے! کہ خواہ تم اپنے سینوں کی باتیں چھپاؤ خواہ ظاہر کرو اللہ تعالیٰ (بہر حال) جانتا ہے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسے معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

### دیوبندی بھائیوں کا موقف:

گنگوہی صاحب کے شاگرد مولوی ولی محمد اپنے استاد کے بارے میں فرماتے ہیں:

حضرت کے سامنے جاتے ہوئے مجھے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے کیونکہ قلب کے وسوس  
اختیار میں نہیں اور حضرت ان پر مطلع ہو جاتے ہیں۔ (تذکرہ الرشید: ۲-۲۲۷)

اشرف علی تھانوی کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں کہ:

مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کا قلب بڑا ہی نورانی تھا میں ان کے پاس بیٹھنے  
سے ڈرتا تھا کہ کہیں میرے عیوب منکشف نہ ہو جائیں۔ (ارواحِ ثلاثہ: ۴۲۲)

مولانا قاسم نانائوی فرماتے ہیں:

مولوی محمد یعقوب صاحب دہلوی قلب کے اندر کے جو نہایت باریک چور ہوتے ہیں ان  
سے خوب واقف ہیں۔ (ارواحِ ثلاثہ: ۱۴۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے کہ ہماری ماں عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں نے تہمت  
لگائی پیارے رسول نہ تو حضرت عائشہ کا دل پڑھ سکے اور نہ ہی وہ صحابہ جو اس پر وہ پیگنڈہ کا شکار ہو  
گئے نورانی قلب رکھتے تھے کہ عبداللہ ابن ابی کے دل سے واقف ہو جاتے کہ وہ جھوٹا ہے۔ اس  
سے ثابت ہوا کہ یہ بزرگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے بھی زیادہ نورانی قلب رکھتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بریلوی بھائیوں کا موقف:

احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

ایک دن شیخ مکارم رضی اللہ عنہ نے کہا عنقریب یہاں تین اشخاص آئیں گے اور وہ یہیں پر مریں گے۔ فلاں اس طرح فلاں اس طرح تھوڑی دیر گزری تھی کہ تینوں اشخاص آگئے اور پھر ان کی موت بھی وہیں واقع ہوئی۔ اور جس طرح انہوں نے بیان کیا تھا اسی طرح ہوئی۔  
(الدولۃ المکیۃ: ص ۱۶۴)

نبی کا معجزہ اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے

قرآن کی پکار:

وان کان کبر علیک اعراضہم فان استطعت ان تبغی نفقا فی الارض  
اوسلما فی السماء فتاتہم بایۃ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدی فلا تکونن  
من الجہلین ﴿الانعام: ۳۵﴾

اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا اعراض گراں گزرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ راست پر جمع کر دیتا سو آپ نادانوں میں سے نہ ہو جائیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کی تکذیب سے جو مشقت ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر پریشان ہوتے اس بارے میں اللہ پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہا ہے کہ آپ انہیں مطمئن کرنے کے لیے زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں سیڑھی لگا لو انہیں معجزہ دکھاؤ (جس پر آپ قادر نہیں ہیں) مختصراً مفہوم یہ ہے کہ آپ کا کام تبلیغ اور اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچانا ہے باقی ہدایت اللہ کے پاس ہے جس کو چاہے دے آپ کا اس سلسلے میں پریشان ہونا بے سود ہے۔

اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کوشش کرنا نادانی کا کام ہے کیونکہ اللہ کی مشیت تو ہر صورت میں پوری ہوتی ہے۔ یہ امت کے لوگوں کے لیے پیغام ہے۔

معجزہ کا باب تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ختم ہو گیا البتہ کرامت کا ظہور نیک لوگوں سے ممکن ہے لیکن جس میں کرامت کے ساتھ چیلنج ہو وہ کرامت نہیں شعبہ بازی ہوتی ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ ہر نیک آدمی سے کرامت کا ظہور ہو، کرامت اور ولایت میں سورج اور روشنی والا تعلق نہیں ہے، کہ سورج ہوگا تو لازمی روشنی ہوگی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑا ولی کوئی پیدا ہوا اور نہ ہوگا ان سے کتنی کرامات کا ظہور ہوا اگر سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کی کرامات کو جمع کیا جائے تو پاکستان کی ایک خالی قبر کے برابر بھی نہیں بنتیں۔

اس طرح کا ایک واقعہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ملتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو رفاعی فرقہ کے ایسے ہی شعبہ باز پیروں سے سابقہ پڑا تھا۔ یہ لوگ سیاہ کپڑے پہنتے، ہاتھوں اور گلے میں لوہے کڑے یا طوق پہنتے تھے۔ آگ میں کود جاتے، انگاروں اور سانپوں سے کھیلتے تھے اور یہی ان کے اہل حق ہونے کی سب سے بڑی دلیل تھی۔ نماز، روزہ اور دوسرے شرعی احکام سے یکسر غافل اور بے پرواہ تھے اطراف و اکناف میں ان کے بے شمار معتقدین پھیل گئے تھے۔ امرائے سلطنت پر بھی ان لوگوں کا اثر تھا۔

امام موصوف نے بیانگ دہل یہ اعلان کر دیا کہ یہ لوگ محض شعبہ باز ہیں اور رجال غیب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان لوگوں نے مشتعل ہو کر حاکم وقت امیر فرم سے شکایت کی۔ امیر فرم نے فریقین کو بلا لیا اور طے یہ پایا کہ فریقین آگ میں کود جائیں، پھر جو جل جائے گا وہ جھوٹا اور جو بچ کر نکل آئے گا اسے سچا سمجھا جائے گا۔

امام موصوف نے یہ فیصلہ منظور کر لیا، مگر شرط یہ لگائی کہ فریقین آگ میں داخل ہونے سے پہلے سرکہ اور گرم پانی سے خوب بدن مل کر نہالیں۔ امیر فرم نے وجہ دریافت کی تو آپ نے کہا کہ یہ لوگ مینڈک کی چربی، نارنج کے اندونی چھلکے اور طلق کے پتھر وغیرہ پیس کر اپنے بدن پر مل لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان پر اثر نہیں ہوتا۔

جب اس فرقہ رفاعیہ کے پیروکاروں نے امام موصوف کی یہ شرط سنی، تو ان کے حوصلے

پست ہو گئے اور صلح کی درخواست کی کہ اس معاملہ کو یہیں پر ختم کر دیا جائے اور معافی مانگ لی اور کہا کہ آئندہ ہم بدعتوں کو چھوڑ کر شریعت محمدیہ کا اتباع کریں گے۔ (تاریخ دعوت و عزیمت، ابوالحسن علی ندوی)

حسین بن منصور حلاج کی تاریخی شخصیت کے عنوان سے سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: تاریخ کتب اس امر پر متفق ہیں کہ حلاج نیرنگ، شعبدہ بازی اور ہاتھوں کے کھیل میں بہت چالاک اور مشاق تھا۔ روپیے برساتا تھا، طرح طرح کے میوے منگواتا، ہوا میں اڑتا اور اس کے علاوہ بھی کئی عجائبات دکھلاتا تھا۔ اس کے ایک ہم سفر کا بیان ہے کہ حسین اس کے ساتھ صرف اس غرض سے ہندوستان آیا تھا کہ یہاں کی مشہور شعبدہ بازیوں کی تعلیم حاصل کرے۔ چنانچہ اس نے میرے سامنے ایک عورت سے رسی پر چڑھ کر غائب ہو جانے کا فن سیکھا۔ راہ میں گھڑے کھود کر کہیں پانی، کہیں میوہ، کہیں کھانا پہلے سے چھپا دیتا۔ پھر اپنے ہمراہیوں کو لے کر اسی سمت میں سفر کرتا اور بوقت ضرورت کرامتوں کے کرشمے دکھاتا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں

قرآن کی پکار:

قل لا املك لنفسی ضرا ولا نفعاً الا ما شاء الله لكل امة اجل اذا جاء اجلهم فلا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون ﴿یونس: ۴۹﴾  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیجئے کہ میں اپنی ذات کے لیے تو کسی نفع کا اور کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا اللہ کو منظور ہو۔ ہر امت کے لیے معین وقت ہے جب اس کا وہ معین وقت آن پہنچتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں۔  
 قل انی لا املك لكم ضرا ولا رشدا ﴿الجن: ۲۱﴾  
 کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نقصان نفع کا اختیار نہیں۔

مشرکین کے عذاب الہی مانگنے پر کہ اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب نازل کیوں نہیں ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا ہر امت کے

لیے مخصوص وقت ہے جب وہ آجائے گا تو اس سے ایک لمحہ آگے ہوگا نہ پیچھے۔

ہدایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں بھی نہیں ہے

قرآن کی پکار:

انک لا تہدی من احببت ولكن الله يهدى من يشاء وهو علم  
بالمہتدین ﴿القصص: ۵۶﴾

آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے

افمن حق عليه كلمة العذاب افانت تنقذ من في النار ﴿الزمر: ۱۹﴾  
بھلا جس شخص پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہے، تو کیا آپ اسے جو دوزخ میں ہے چھڑا سکتے ہیں۔

فذکر انما انت مذکور ﴿الغاشیہ: ۲۱﴾

پس آپ نصیحت کر دیا کریں (کیونکہ) آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔  
کسی کو ہدایت دینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں بھی نہیں ہے آپکا کام تو صرف دعوت اور تبلیغ ہے

کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہابی تھے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلیل قدر صحابی تھے، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم بشمول ابو بکر رضی اللہ عنہ مرید رسول اور اکیلا عمر رضی اللہ عنہ مراد رسول اس میں کوئی عمر رضی اللہ عنہ کا شریک نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد اگر کسی کو استحقاق یا اہلیت کی بنیاد پر نبوت ملتی تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتا۔ جو خواہش عمر رضی اللہ عنہ کی زمین پر ہوتی وہی فیصلہ آسمان پر اللہ کا ہوتا اس مرد مومن کا فیصلہ بھی سن لیجئے۔

عابس بن ربیعہ فرماتے ہیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دیا آپ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے کہا میں اچھی طرح جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے جو

نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع اگر میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔ (رواہ البخاری: کتاب المناسک)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ درخت کٹوا ڈالا تھا جس کے نیچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کی تھی کیونکہ لوگ اس کے نیچے عقیدت کے ساتھ جانے لگے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ فتنہ نہ پیدا ہو جائے چنانچہ اسے کٹوا ڈالا حالانکہ اس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ (صراط مستقیم کے تقاضے: ابن تیمیہ رحمہ اللہ صفحہ ۱۶۶)

زمانے کو گالی دینا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابن آدم مجھے اذیت دیتا ہے وہ زمانے کو گالیاں دیتا ہے اور میں (صاحب) زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں معاملات ہیں میں رات اور دن کو بلاتا ہوں۔ (بخاری: کتاب التفسیر)

## شُرک

شُرک ناقابل معافی جرم ہے جس کا قرآن اور حدیث میں بے شمار دفعہ ذکر ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ آج شُرک کرنے والے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار لیکن توحید والے گستاخ رسول اور اولیاء کے منکر قرار پاتے ہیں۔

خرد کا نام جنون، جنون کا خرد رکھ دیا  
جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

مجموعی طور پر آج ہماری بربادیوں کے اسباب میں سے ایک اہم سبب شُرک بھی ہے آج مسلمان ذلیل ہیں رسوا ہیں تو اس کی وجہ بھی شُرک ہے کہ مسجدیں ویران ہیں اور مزارات آباد ہیں۔

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند  
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

آج ہر وہ کام جو نہ صرف صریح شُرک ہے بلکہ اس کے سامنے مشرکین مکہ کا شُرک بھی شرما جائے وہ ہم اللہ اور اس کے رسول کا نام لے کر رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اللہ ریٹائرڈ ہو چکا ہے اور اس نے اپنے سارے کام مختلف لوگوں کے سپرد کر دیے ہیں اور خود گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ مجوسیوں کے دو خدا تھے نیکی کا خدایزداں اور برائی کا خدا اہرمن عیسائیوں نے تین بنائے مسلمانوں کے پنجتن پاک اور پھر اس کے بعد اب ہر گلو میٹر کے بعد ایک نیا خدا ہے۔

جھلے لوگ جہان دے بھلے پھر دے سب  
سامنے دیکھ کے پیرنوں فیروی چھدے رب

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

اپنا اللہ میاں نے ہند میں نام  
رکھ کیا خواجہ غریب نواز

پھر مانگتے بھی اس سے ہیں جو خود کنگال ہے اللہ کے بند و سوچو کہ جو خود دمڑی شاہ ہے وہ تجھ کو کیا دے گا؟ اللہ تعالیٰ مشرک کے بارے میں فرماتے ہیں اس کی مثال ایسے ہے گویا کہ آسمان سے گر پڑا۔

حنفاء لله غير مشركين به ومن يشرك بالله فكأنما خرمن السماء فتخطفه الطير أو تهوى به الريح في مكان سحيق. (الحج: ۳۱)

اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے۔ سنو اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہو کسی دور درازی جگہ پھینک دے گی۔

آج کے حالات کی بھرپور عکاسی مولانا حالی رحمہ اللہ نے اپنی نظم میں کی ہے:

کرے غیر گرت کی پوجا تو کافر  
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر  
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر  
کو اکب میں مانے کرشمہ تو کافر  
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں  
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں  
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں  
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں  
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں  
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں  
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے  
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے  
وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں  
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں

رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں  
وہ بدلہ گیا آکے ہندوستان میں  
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پر نازاں  
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلمان

شرک کتنا بڑا گناہ ہے؟

قرآن کی پکار:

ذٰلِكَ هُدٰى اللّٰهُ يَهْدٰى بِهٖ مَنِ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَكَوَالْحَبِطُ عَنْهُمْ مَا  
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام: ۸۸)

اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔

سورۃ انعام میں ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، نوح علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، یسح علیہ السلام، یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے حالانکہ انبیاء سے شرک کا صدور ناممکن ہے یہاں شرک کی سنگینی بتلانا مقصود ہے ورنہ انبیاء تو آئے ہی لوگوں کو شرک سے منع کرنے کے لیے تھے وہ بھلا کیونکر شرک کریں گے اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ کسی ملک کا صدر ایک جرم کر کے قانون سے نہیں بچ سکتا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہی جرم کر کے عام آدمی یا کوئی کونسلر قانون کی گرفت سے بچ سکے؟

دوسری بات یہ کہ اگر وہ خود نہیں بچ سکتے تو تمہیں کیسے بچائیں گے؟ کیا اب بھی اللہ کے بلا شرکت غیرے حکمران ہونے میں شک ہے کہ تمہاری عقلیں زائل ہو گئیں ہیں کہ تم ایسے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہو۔

اتد عون بعلا و تذرون احسن الخالقین (الصفۃ: ۱۲۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تم بعل کو تو پکارتے ہو اور احسن الخلقین کو چھوڑ دیتے ہو۔

ایسا علیہ السلام کی قوم بعل بت کی پجاری تھی جسے خود گھڑا تم اس کے خالق ہو، نہ کہ وہ تمہارا خالق اس سے زیادہ بے وقوفی کی بھی کوئی بات ہو سکتی ہے؟

بالکل اسی طرح جیسے آج کا بھائی قبر کو اوپر کھڑا ہو کر صاحب قبر سے حاجات کے لیے کہتا ہے اللہ کے بندے سوچ تو سہی وہ تیرے پاؤں کے نیچے لیٹا ہوا ہے وہ تیرا محتاج ہے کہ تو اس کے لیے اللہ سے بخشش کی دعا کر تو الٹا قبر والے سے یا اس کے ذریعے سے مانگ رہا ہے۔  
ولقد اوحى اليك والى الذين من قبلك لئن اشركت ليجنن عملك ولتكونن من الخسرين. ﴿الزمر: ٦٥﴾

یقیناً تیری طرف اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔  
پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا اگر بالفرض آپ نے بھی شرک کیا تو آپ بھی خسارہ پانے والوں سے ہو جائیں گے اگرچہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن یہ حکم عمومی ہے کہ مشرک کی نجات نہیں۔

### شرک ناقابل معافی گناہ

اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ باقی گناہوں کو چاہے تو ویسے ہی معاف کر دے اور اگر چاہے تو سزا دے کر جہنم سے آزاد کر دے یہ اللہ پاک کی مرضی پر منحصر ہے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھ کو یہ خوش خبری دی کہ جو آپ کی امت میں سے اس حالت میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا وہ (ضرور بالضرور) جنت میں داخل ہوگا (سیدنا ابی ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے کہا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو (رواہ مسلم کتاب الایمان)

اللہ کی صفات بندوں میں:

مسلمان آج اپنی پستی کی وجوہات ڈھونڈ رہا ہے سادہ سی بات ہے جس کا غوث اعظم عراق میں دفن ہے، داتا تالاہور میں دفن، گنج بخش پاکپتن میں دفن، مشکل کشا اور دنگیر عراق میں دفن ہیں اس کا اللہ کدھر گیا؟ وہ پست اور ذلیل نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟

غوث اعظم (سب سے بڑا فریاد سننے والا) کون؟

امن يعجب المضطر اذا دعاه ويكشف السوء ويجعلكم خلفاء الارض  
 اله مع الله قليلا ما تذكرون (النمل: ۶۲)

بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور مبعود ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔

داتا (سب کچھ دینے والا) کون؟

اوزير وجهم ذكرا نانا و يجعل من يشاء عقيما انه عليم قدير  
 (الشورى: ۵۰)

یا انہیں جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے، وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے

گنج بخش (خزانے بخشنے والا)، غریب نواز (غریبوں کو نوازنے والا) کون؟

يسئله من فى السموت والارض كل يوم هو فى شان (الرحمن: ۲۹)  
 سب آسمان اور زمین والے اسی سے مانگتے ہیں ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔

مشکل کشا (تمام مشکلیں حل کرنے والا) کون؟

وان يمسك الله بضر فلا كاشف له الا هو وان يمسك بخير فهو على  
 كل شىء قدير (الانعام: ۱۷)

اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دستگیر (مصیبت کے وقت تھا منے والا) کون؟

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (یونس: ۶۲)  
یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں

غیر اللہ کی پکار

قرآن کی پکار:

قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلاً ﴿بنی اسرائیل: ۵۶﴾

کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔

قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض وما لہم فیہما من شرک وما لہ منہم من ظہیر ﴿سبا: ۲۲﴾  
کہہ دیجیے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکارو نہ ان میں سے کسی کا آسمان اور زمین میں ایک ذرہ اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

شرک غیر اللہ کو سجدہ کا نام ہی نہیں ہے بلکہ غیر اللہ کی پکار بھی شرک میں شامل ہے اللہ کے علاوہ زمین اور آسمان میں کسی کو ایک ذرہ کا بھی اختیار نہیں اور نہ ہی کوئی اللہ کا مددگار ہے بلکہ اس کی بیعت کا تو یہ حال ہے کہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے لیے ازراہ عاجزی اپنے پر مارتے ہیں اور ایسی آواز آتی ہے جیسے کسی زنجیر کو صاف پتھر پر کھینچنے سے آتی ہے پھر جب ان کے دلوں سے خوف ختم ہوتا ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتا ہے تمہارے رب نے کیا کہا؟ دوسرا جواب دیتا ہے کہ جو کہا حق کہا وہ بزرگ و برتر ہے۔ (بخاری)

## غیر اللہ کی پرستش سفارش کے لیے

### قرآن کی پکار:

ويعبدون من دون الله مالا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هؤلاء شفوانا عند الله قل اتبنون الله بما لا يعلم في السموات ولا في الارض سبحانه وتعالى عما يشركون. ﴿يونس: ١٨﴾

اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ کو معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ پاک ہے برتر ان لوگوں کے شرک سے۔

الا لله الذين الخالص والذين اتخذوا من دونه اولياء ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى ان الله يحكم بينهم فى ما هم فيه يختلفون ان الله لا يهدى من هو كذب كفار. ﴿الزمر: ٣﴾

خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔

مشرکین مکہ بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اس سے متجاوز وہ غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے جس کا مقصد اللہ تک رسائی ہی تھا وہ غیر اللہ کی پرستش اس لیے کرتے تھے یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور وہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں اور ان کا دامن تھام لینا ہی اللہ کی بارگاہ میں رسائی کے لیے ضروری ہے اور اللہ ان کی سفارش سے ہماری مرادیں پوری کرتا ہے یعنی ان کو بگڑی بنانے کے لیے اللہ کے ہاں وسیلہ سمجھتے تھے حالانکہ وہ تو اپنے نفع اور نقصان کے مالک بھی نہیں وہ انہیں اللہ کے عذاب سے کیا بچائیں گے؟

آج بھی بد قسمتی سے مسلمان کہلانے والے بھائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تک پہنچنے کے لیے کسی کا دامن تھا منا ضروری ہے جیسے مکان پر چڑھنے کے لیے سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اللہ تک پہنچنے کے لیے مرشد کا دامن تھا منا ضروری ہے۔ جبکہ اللہ کہتا ہے

ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس به نفسه ونحن اقرب اليه من  
 جبل الوريد (ق: ۱۶)

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے زیادہ اس کے قریب ہیں۔

اب بھائی بتانا پسند کریں گے (اتھے کئے ڈنڈیاں والی پوٹھی لگے گی) یہاں کتنی لمبی سیڑھی لگے گی؟

فلو لا نصرهم الذين اتخذوا من دون الله قربانا الهة بل ضلوا عنهم  
 وذلك افكهم وما كانوا يفترون (الاحقاف: ۲۸)

پس قرب الہی حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ وہ تو ان سے کھو گئے (بلکہ دراصل) یہ ان کا محض جھوٹ اور (بالکل) بہتان تھا

یعنی جن کو وہ تقرب الہی کا ذریعہ سمجھتے تھے انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ غائب ہو گئے اس آیت سے بھی اس بات کی وضاحت ہو رہی ہے کہ وہ بتوں کی عبادت انہیں اللہ کے ہاں وسیلہ سمجھ کر کرتے تھے اللہ نے اسے جھوٹ اور بہتان کہہ کر واضح کر دیا کہ ایسا وسیلہ ناجائز اور حرام ہے بے شک یہ مشرکین مکہ کی طرف سے ہو یا آج کے مسلمان بھائی کی طرف سے ہو۔

## غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے

### قرآن کی پکار:

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغير الله فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه ان الله غفور رحیم ﴿البقرة: ۱۷۳﴾  
 تم پر مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں، اللہ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

حرمت علیکم المیتة والدم و لحم الخنزیر وما اهل لغير الله به والمنحنقة والموقوذة والمتردة والنطیحة وما اكل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب ﴿المائدہ: ۳﴾

تم پر حرام کیا گیا ہے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرہا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرہا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرہا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔

Nusub: Singular of Ansab .An.Nusub were stone alters at fixed places or graves, etc ., whereon sacrifices were offered during fixed periods of occasions and seasons in the name of idols,jinn,angels,pious men, saints,in order to honour them, or to expect some benefit from them.

انصاب عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا واحد نصب ہے اس سے مراد وہ سب مقامات ہیں جن کو غیر اللہ (بت، جن، فرشتے، متقی لوگ، صوفیاء) کی پرستش نذر و نیاز، فریادری، سجدہ ریزی اور چڑھاوے کے لیے مخصوص کر لیا گیا ہو۔

انما حرم علیکم المیتہ و ا لدم و لحم الخنزیر و ما اهل لغير الله به فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فان الله غفور رحیم ﴿النحل: ۱۱۵﴾

تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے حرام ہیں، پھر اگر کوئی شخص بے بس کر دیا جائے نہ وہ خواہش مند ہو اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تو یقیناً اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

خنزیر کے گوشت کی سائنسی وضاحت:

سور جانوروں میں انتہائی غلیظ اور دیوث جانور ہے دوسرے جانوروں اور انسانوں کے پاخانے کھاتا ہے اس کو اس سے کچھ نہیں ہوتا کہ جس مادہ سے اس نے جنسی تعلق قائم کیا ہے اسی کے سامنے دوسرا سورا سے استعمال کرے۔

ٹورنٹو میوزیم میں سور کے متعلق لکھا ہے سور میں Tape Worm پائے جاتے ہیں یہ کیڑے پیٹ کی کئی بیماریاں پیدا کرتے ہیں چربی جو گوشت کے ریشوں کے درمیان ہوتی ہے یہ بچھڑے میں % 10 بھیڑ میں % 20 اور سور میں % 35 ہوتی ہے یہ کھانے سے چربی اور کولیسٹرول میں اضافہ ہوتا ہے جو فالج اور دل کے دورے کا باعث ہے

ان آیات میں مختلف چیزوں کی حرمت کا ذکر ہوا ہے مشرکین مکہ نے اپنے بتوں کے قریب ایسے پتھر مقرر کر رکھے تھے جس پر ان کے نام کی قربانی کرتے تاکہ اللہ کا تقرب حاصل کریں آج بھی پیر و مرشد کی خوشنودی کے لیے سالانہ عرسوں پر نذر و نیاز کا اہتمام کیا جاتا ہے بے شک اس کا مقصود اللہ کا تقرب ہی ہو یہ بھی حرام ہے جیسا کہ قبر پرستوں میں یہ سلسلہ عام ہے کہ یہ بکرا فلاں پیر صاحب کے لیے فلاں جانور فلاں درگاہ کے لیے مخصوص ہے اور مہینے میں ایک دفعہ بھینسوں کا دودھ اور کھیر خاص طور پر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے لیے ان سب سے غیر اللہ کی خوشنودی مقصود ہے بے شک نام اللہ کا ہی لیا جائے۔

اسی طرح کا واقعہ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک رحمہ اللہ کا ہے جو نوائے وقت سنڈے میگزین میں چھپا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ملک صاحب کی والدہ کہنے لگیں کہ پتر گیار ہویں کا ختم دلانا ہے ملک

صاحب نے کہا اماں اگر کوئی چیز خیرات کرنی ہے تو اللہ کے نام پر کیوں نہیں؟ ماں جی نے کہا پتر گیارہویں کا ختم نہ دلائیں: تے مچ مرجاندی اے: یعنی بھینس مرجاتی ہے اس کے بعد ختم دلایا اور اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ بھینس بھی مرگئی ملک صاحب نے والدہ سے کہا اماں بھینس تو پھر بھی مر گئی اماں جی نے جواب دیا پتر رب دیاں رب جانے۔

ایسی جگہ یہاں اب کچھ نہیں ہوتا لیکن ماضی میں اگر اس جگہ کوئی بت ہو یا مشرکین کا میلہ لگتا رہا ہو اس سے بھی بچنا ضروری ہے جیسا کہ ابو داؤد کی حدیث میں اس کی وضاحت ہے سیدنا ثابت بن ضحاک فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی اس نے آپ کے پاس حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں بوانہ جگہ پر اونٹ ذبح کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا جاہلیت کے بتوں میں وہاں کوئی بت پوجا جاتا تھا؟ صحابہ نے کہا نہیں پھر پوچھا کیا وہاں مشرکوں کے میلوں میں سے کوئی میلہ لگتا ہے صحابی نے کہا نہیں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اپنی نذر پوری کر لے۔ (ابو داؤد: کتاب الایمان)

فقہ حنفی کی صراحت:

رد المحتار شرح درمختار میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

قوله باطل و حرام لوجوه منها انه نذر لمخلوق و النذر للمخلوق لا يجوز لا نه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق و منها ان المنذور له ميت والميت لا يملك ومنها انه ظن ان الميت يتصرف في الامور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر. (رد المختار: ج ۲ ص ۲۳۱ طبع مصر ۱۹۶۶ء)

یعنی اس نذر غیر اللہ کے باطل اور حرام ہونے کی کئی وجوہ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ: یہ قبروں کے چڑھاوے وغیرہ مخلوق کے نام کی نذریں ہیں اور مخلوق کے نام کی نذر جائز ہی نہیں اس لیے کہ (نذر بھی) عبادت ہے اور عبادت کسی مخلوق کی جائز نہیں۔

اور ایک وجہ یہ ہے کہ (جس کے نام کی نذر دی جاتی ہے) مردہ ہے اور مردہ کسی

چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔

اور ایک وجہ یہ ہے کہ نذر دینے والا شخص مردوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں حالانکہ مردوں کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے۔ (بحوالہ قبر پرستی)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

واعلم ان النذر الذی يقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فهو بلا جماع باطل و حرام

معلوم ہونا چاہئے کہ اکثر عوام مردوں کے نام پر جو نذریں اور نیازیں دیتے ہیں چڑھاوے چڑھاتے ہیں اولیاء کرام کا تقرب حاصل کرنے کے لیے مالی نذرانے پیش کرتے ہیں اور ان کی قبروں پر چراغ اور تیل جلاتے ہیں۔ یہ سب چیزیں بالاجماع باطل اور حرام ہیں۔ (بحوالہ قبر پرستی)

مجدد الف ثانی لکھتے ہیں:

وحیوانات را کہ نذر مشائخ می کنند و بر سر قبر ہائے ایشان رفتہ آں حیوانات ذبح می نمایند در روایات فقہیہ ایس عمل را نیز داخل شرک ساختہ اند و دریں باب مبالغہ نموده این ذبح را از جنس ذبائح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعی است و داخل دائرہ شرک۔ (مکتوب امام ربانی: دفتر سوم مکتوب ۴۱)

اور یہ لوگ بزرگوں کے لیے جو حیوانات (مرغوں، بکروں) وغیرہ کی نذر مانتے ہیں اور پھر ان کی قبروں پر چراگراں کو ذبح کرتے ہیں تو فقہی روایات میں اس فعل کو بھی شرک میں داخل کیا گیا ہے اور فقہاء نے اس باب میں پوری سختی سے کام لیا ہے (بحوالہ قبر پرستی)

تقلید بھی شرک ہے؟

قرآن کی پکار:

اتخذوا الحبارہم و رہبا نھم اربابا من دون اللہ و المسیح ابن مریم و ما امروا

الا لیعبدوا الہا و احدًا لا الہ الا ہو سبحنہ عما یشرکون ﴿التوبہ: ۳۱﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔

یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تلاوت فرمائی جب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے گلے میں سونے کی صلیب لٹکی ہوئی دیکھی۔

عن عدی بن حاتم قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی عنقی صلیب من ذهب. فقال: یا عدی! اطرح عنک هذا الوثن و سمعته یقرا فی سورۃ براءۃ:

(اتخذوا احبارہم و رهبانہم اربابا من دون اللہ) التوبہ ۳۱

قال: اما انہم لم یكونوا یعبدونہم ولكنہم كانوا اذا احلوا لہم شیئا استحلوه و اذا حرموا علیہم شیئا حرموه. (رواہ الترمذی: ابواب التفسیر)

سیدنا عدی بن حاتم فرماتے ہیں: میں رسول اللہ کے پاس آیا اور میری گردن میں سونے کی صلیب لٹک رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اے عدی! یہ بت اپنی گردن سے اتار کر پھینک دے۔ نیز میں نے آپ سے سنا، آپ سورۃ توبہ کی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: انہوں نے اپنے درویشوں اور صوفیوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: وہ ان کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ (رب بنانے کا مطلب یہ ہے کہ) وہ جس کو حلال قرار دے دیتے اس کو حلال سمجھتے اور وہ (درویش اور صوفی) جس کو حرام کہہ دیتے اس کو حرام سمجھتے (یہی ان کو رب بنانا تھا)

تقلید کی سادہ سی تعریف یہ ہے کہ کسی کی بات کو اس گمان پر مان لینا کہ ٹھیک ہی ہوگی اور اس کی دلیل کی ضرورت محسوس نہ کرنا۔

نہ رکھ سند کچھ تقلید کی پھر اس پہ اڑتے ہیں

عجب دانا مقلد ہیں کہ بے ہتھیار لڑتے ہیں

اور جانور کے گلے میں جو پٹہ ڈالا جاتا ہے اسے بھی تقلید کہتے ہیں اس لیے یہ لفظ کہیں بھی

قرآن اور حدیث میں انسانوں کے لیے استعمال نہیں ہوا۔

Taqlid: putting coloured garlands around the necks Budn (animals for sacrifice.)

قربانی کے جانور کے گلے میں جو رنگین پٹے ڈالا جاتا ہے اس کو تقلید کہتے ہیں۔ تقلید میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کسی دوسرے کی بات کو وہ مقام دیا جاتا ہے جس کے مستحق اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دوسرے کی بات کو دین سمجھ کر مان لینا یہ گویا کہ اس کو رب بنانے کے مترادف ہے اور یہی شرک ہے جس کی وضاحت سورۃ توبہ میں اوپر بیان کی گئی ہے۔

و کذلک انزلنہ حکما عربیا ولین اتبعن اھواہم بعد ما جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی ولا واق (الرعد: ۷۳)

اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان اتارا ہے اگر آپ نے ان کی خواہشوں کی پیروی کر لی اس کے بعد کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم آچکا ہے تو اللہ (کے عذابوں) سے آپ کو کوئی حمایتی ملے گا اور نہ بچانے والا۔

خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مگر مقصود عام مسلمان ہیں۔

مشرکین کا یہ جواب کہ ہم باپ دادا کی پیروی کریں گے ہر دور میں تھا

قرآن کی پکار:

واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباؤنا اولوکان اباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون (البقرہ: ۱۷۰)

اور ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا گوان کے باپ دادے بے عقل اور گم کردہ راہ ہوں۔

واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنما ما وجدنا علیہ اباؤنا اولوکان اباؤھم لا یعلمون شیئا ولا یھتدون. (المانئہ: ۱۰۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا، کیا اگرچہ ان کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔

آج بھی جب بھائیوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ یہ شرک کے کام چھوڑ دو اور بدعات سے بچو ان کا جواب بالکل یہی ہوتا ہے کہ ہمارے باپ دادا بھی یہی کرتے آئے ہیں یعنی ان کے باپ دادا اگر گمراہ تھے تو یہ بھی گمراہ ہی مرے گے بالکل جہالت کی بات ہے پھر یہ دیکھو یہ جواب تھا کس کا اور وہ کہاں گیا یہ جواب ابوطالب کا تھا کہ میں باپ دادا کا راستہ نہیں چھوڑوں گا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جہنم میں گیا اور جن کا یہ جواب نہیں تھا وہ کون تھے ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ جو صرف امت محمدیہ کے ہی بہترین انسان نہیں بلکہ انبیاء کے بعد پوری کائنات کے افضل ترین انسان قرار پائے اور جنت کے وارث بنے مسلمان کا معاملہ تو اس شعر کی عملی تفسیر ہوتا ہے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو

ادھر حکم محمد ہو ادھر گردن جھکائی ہو

قالوا اجئتنا لعبدالله وحده ونذر ما كان يعبد اباونا فاتنا بما تعدنا ان كنت من الصديقين. (الاعراف: ٤٠)

انہوں نے کہا کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی ہی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں پس ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو ہمارے پاس منگلو اور گرم سچے ہو۔

جس طرح قریش نے بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تو حید کے جواب میں کہا تھا اے اللہ اگر یہ حق ہے تیری طرف سے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسایا کوئی اور درد ناک عذاب ہم پر بھیج دے یعنی شرک کرتے کرتے مشرک کی بھی مت ماری جاتی ہے حالانکہ عقل مند کی کا تقاضہ یہ تھا کہ یہ کہا جاتا یا اللہ اگر یہ سچ ہے اور تیری ہی طرف سے ہے، تو ہمیں

اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما اور قوم عادی نے اپنے پیغمبر ہو د علیہ السلام سے کہہ دیا کہ اگر تو سچا ہے تو اپنے اللہ سے کہہ جس عذاب سے وہ ڈراتا ہے بھیج دے۔ (احسن البیان)  
قالو ابل وجدنا اباہنا کذلک یفعلون (الشعرا: ۷۴)  
انہوں نے کہا یہ (ہم کچھ نہیں جانتے) ہم نے تو اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے پایا۔

### شریعت سازی کا اختیار کس کو؟

### قرآن کی پکار:

واذا تتلی علیہم آیاتنا بینت قال الذین لا یرجون لقاءنا ان یتبع الا ما یوحی الی  
ہذا اوبدلہ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقای نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی  
انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم ﴿یونس: ۱۵﴾  
اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ  
جن کو ہمارے پاس آنے کی امید نہیں ہے یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لائے  
یا اس میں کچھ ترمیم کر دیجیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی  
طرف سے اس میں ترمیم کر دوں بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے  
ذریعے سے پہنچا ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا  
اندیشہ رکھتا ہوں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت سازی کا حق تو دور کی بات ترمیم کا اختیار بھی نہیں آپ صلی  
اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میں تو اس کی پیروی کرتا جو آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور اگر میں  
اس کی پیروی نہ کروں تو مجھے بھی خطرہ ہے کہ میں اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکوں گا ان علماء کے  
لیے مقام غور ہے جو قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے فقہ حنفی کے مطابق فتویٰ لکھتے ہیں اور  
ساتھ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں ایسے ہے لیکن مسئلہ فقہ حنفی کے مطابق اس طرح ہے ایسے  
علماء اللہ کے عذاب سے بچ جائیں گے؟ اللہ آپ کو ہدایت دے اللہ آپ پر رحم کرے۔

حلال اور حرام کا اختیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں

قرآن کی پکار:

يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك تبغى مرضات ازواجك والله  
غفور رحيم ﴿التحریم: ا﴾

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں  
حرام کرتے ہیں؟ (کیا) آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اور اللہ بخشنے  
والا رحم کرنے والا ہے

یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ایک بیوی کے ہاں شہد پینے کا ہے جس کی باقی امہات  
المؤمنین کو خبر ہوگئی جس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ آج کے بعد شہد نہیں پیوں گا  
(بخاری)

کنفرم جنتی:

مسلم شریف میں آتا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک اعرابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور  
آ کر کہنے لگا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو میں کروں تو جنت میں داخل ہو  
جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ  
بنافرض نماز قائم کر فرض زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھو کہنے لگا مجھے اس ذات کی قسم ہے  
جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان میں ہرگز اضافہ کروں گا نہ ہی کمی۔ جب اس نے پیٹھ  
پھیری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دل چاہتا ہے کہ کسی جنتی کو دیکھے وہ اس شخص کو دیکھ  
لے (رواہ مسلم: کتاب الایمان)

اعرابی نے ارکان اسلام کی پابندی کے بعد یہ کہا اضافہ کروں گا نہ کمی کروں گا۔ بشارت  
نبوی کے مطابق جس نے جنتی دیکھنا ہو وہ اس کو دیکھ لے اس سے معلوم ہوا کہ دین میں کمی بیشی

بہت بڑا جرم ہے اور جنت میں جانے کے لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمل اگرچہ تھوڑا ہو وہی مقبول ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو ان لمبے چوڑے وظیفوں کا کوئی فائدہ نہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹ کر ہوں وہ باعث عذاب تو ہو سکتے ہیں باعث ثواب کبھی نہیں کیونکہ اگر انسان نے ثواب اور گناہ کے لیے اپنے ہی معیار قائم کرنے تھے تو انبیاء کی بعثت کا کیا مقصد ہوا؟ جس طرح اللہ اپنی نافرمانی برداشت نہیں کرتا اسی طرح اللہ اپنے نبی کی نافرمانی بھی برداشت نہیں کرتا اور یہی نافرمانیاں شرک اور بدعت ہیں جن کی بہت سخت وعید آئی ہے، اللہ ہم سب بھائیوں کو ان سے بچائے آمین۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف:

لا یحل لاحد ان یأخذ بقولی ما یعلم من این قلت ونہی من التقلید و ندب الی معرفة الدلیل. (مقدمہ ہدایہ: ص ۹۳)

کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ میرا قول لے جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ میں نے وہ بات کس دلیل سے کہی ہے اور امام صاحب نے تقلید سے منع کیا ہے اور دلیل کے جاننے کی ترغیب دلائی ہے

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

میرے قول کے مقابل اگر ضعیف حدیث بھی آجائے تو میرا قول چھوڑ دو۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی صراحت۔

فان شئت ان تری انموذج الیہود فانظر الی علماء السوء من الذین یطلبون الدنیا و قد اعتادوا تقلید السلف و اعرضوا عن نصوص الکتاب و السنة و تمسکو بتعمن عالم و تشددہ و استحسننا نہ فاعرضوا عن کلام الشارع المعصوم و تمسکو با حادیث موضوعة و تاویلات فاسدة کانت سبب ہلاکم (الفوز الکبیر: ص ۲۷، قدیمی کراچی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اگر تم یہود کا نمونہ دیکھنا چاہو تو ان علماء سوء کو دیکھو جو دنیا کے طالب بن کر تقلید کا روگ لگا بیٹھے ہیں اور قرآن و سنت کی نصوص سے منہ پھیر لیا ہے اور ایک ہی عالم (امام) سے چٹ کر رہ گئے ہیں اور معصوم شارع صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام (حدیث پاک) کو ترک کر دیا ہے (اپنے اس باطل مذہب کو) من گھڑت روایات اور فضول تاویلوں سے خوب مضبوط بنا کر اسی سے چمٹے ہوئے ہیں پس یہود و نصاریٰ کی ہلاکت کا سبب بھی یہی روش تھی۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

مولانا تقی عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں اگر ایسے مقلد کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پا کر امام کے مسلک کو چھوڑ سکتا ہے، تو اس کا نتیجہ شدید افراتفری کے سوا کچھ نہ ہوگا (تقلید کی شرعی حیثیت: ص ۸۷)

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کا نتیجہ افراتفری ہے تو تقلید کا کیا نتیجہ ہے کہ ایک ہی امام کے دو مقلدین ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں شک ہو تو زلزلہ اور زلزلہ در زلزلہ پڑھ لیں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات افراتفری پیدا کرتی ہیں تو وہ کون ہے جس کی باتیں مسلمانوں کے اختلافات ختم کرتی ہیں؟

بات اس حد تک تو ٹھیک ہے کہ مقلد کے لیے حدیث مضر ہوتی ہے کہ اگر وہ حدیث پڑھے گا تو تقلید جاتی رہے گی کہ ان دونوں میں خدا واسطے کا بیر ہے۔

جناب محمود الحسن صاحب:

بیع و خیاری کے مسئلہ کی بابت حدیث پڑھنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے: الحق والانصاف ان التریح للشافعی فی ہذہ المسئلۃ حق وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کو ترجیح ہے (لیکن ہم اس مسئلہ کو ماننے سے قاصر ہیں) کیونکہ نحن مقلدون یجب علینا تقلید اما منا ابی حنیفہ رحمہ اللہ ہم مقلد ہیں اور ہم پر امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے۔ (تقریر ترمذی: ص ۳۹)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں

ولا يجوز تقليد ما عدا المذهب الاربعة ولو وافق الصحابة و الحديث الصحيح و الاية فالخارج عن المذاهب الاربعة ضال مضل وربما اداه ذلك للكفر لان الاخذ بظواهر الكتاب و السنة من اصول الكفر. (جاء الحق: ج ۱ ص ۲۶)

مذہب اربعہ کے علاوہ کسی اور مذہب کی تقلید جائز نہیں خواہ وہ اثنا صحابہ رضی اللہ عنہم اور حدیث صحیح یا قرآن کے موافق ہی ہو۔ مذہب اربعہ سے نکلنے والا گمراہ ہے بلکہ بسا اوقات کفر تک پہنچ جاتا ہے وہ اس لئے کہ قرآن اور سنت کے ظاہر پر عمل کرنا کفر میں سے ہے جس نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قیاس حق نہیں، وہ کافر ہو گیا (فتاویٰ رضویہ۔

بریلویت ص ۲۳۴)

کوئی سمجھائے کہ ہم سمجھائیں کیا:

اگر ائمہ اربعہ کی تقلید جنت میں جانے کا سرٹیکلیٹ ہے تو بتاؤ صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان، علی رضی اللہ عنہ اور باقی صحابہ کس کے ساتھ جنت میں جائیں گے؟ کہ یہ لوگ حنفی تھے نہ مالکی، شافعی تھے نہ حنبلی اور پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خود کدھر جائیں گے؟ وہ بھی کسی کے مقلد نہ تھے۔ دوسری بات اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے سے پہلے اہل علم کی تقلید کو ضروری نہیں جانا تو آپ اس کے لیے مجبور کیوں؟

تیسری بات آپ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کی کب ہے؟ امام صاحب کا قول ہے میرے مقابل اگر ضعیف حدیث بھی آجائے تو میری بات چھوڑ دو جبکہ آپ کا ارشاد ہے کہ امام صاحب کا قول رد کرنے والا کافر ہے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ کفر کا فتویٰ کس پر فٹ ہو رہا ہے؟ اور امام صاحب کی بات ماننے کی صورت میں آپ غیر مقلد یا اہل حدیث نہیں بن جائیں گے؟ اب ذرا تقلید کی جڑ کاٹ دینے والا اور دل دہلا دینے والا پیغام بھی سن لیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## خالق کے سامنے پوری مخلوق مجبور ہے

قرآن کی پکار:

ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذ نامنه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين  
فما منكم من احد عنه حزين (الحاقتہ: ۴۷ . ۴۴)

اور اگر یہ ہم پر کوئی بھی بات بنا لیتا۔ تو البتہ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر اس کی شہ رگ  
کاٹ دیتے پھر تم میں سے کوئی بھی مجھے اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔

قل انى لن يعيرنى من الله احد ولن اجد من دونه ملتحدا (الجن: ۲۲)  
کہہ دیجئے کہ مجھے ہرگز کوئی اللہ سے بچا نہیں سکتا اور میں ہرگز اس کے سوا کوئی جائے پناہ  
بھی نہیں پاسکتا۔

## پرانا روگ

قرآن کی پکار:

فاذا ركبو افى الفلك دعوا الله مخلصين له الدين فلما نجهم الى  
البر اذاهم يشركون ﴿العنكبوت: ۶۵﴾

پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت  
کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعداً او قائماً فلما كشفنا عنه  
ضره مر كان لم يدعنا الى ضره مسه كذلك زين للمسرفين ما كانوا يعملون  
﴿يونس: ۱۲﴾

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی۔  
پھر جب ہم اس کی تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی تکلیف  
کے لیے جو اسے پہنچی تھی کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا، ان حد سے گزرنے والوں کے اعمال کو ان کے

لیے اسی طرح خوشنما بنا دیا گیا ہے۔

جب انسان اضطرابی کیفیت میں ہوتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ ہی یاد آتا ہے پھر سب بگڑی بنانے والے غائب ہو جاتے ہیں جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور جب مشکل گذر جاتی ہے کہتے ہیں فلاں نے بچا لیا فلاں حضرت صاحب کا ہاتھ نمودار ہوا اور اس نے سہارا دیا یہ انسانوں کی اکثریت کا شیوہ ہے اس میں اگلے پچھلے تمام لوگ شامل ہیں

لیکن یہ بد قسمتی نہیں تو اور کیا ہے کہ مکے کا مشرک تو مصیبت میں خالص اللہ کو یاد کرے اور آج کا مسلمان بھائی جتنا مصیبت میں پھنستا جاتا ہے اتنا ہی اللہ سے دور ہو جاتا ہے میرا اپنا ذاتی واقعہ ہے میں ایک دفعہ ٹیکس آفس گیا بارہ منزلہ بلڈنگ ہے واپس آتے ہوئے راستے میں لفٹ پھنس گئی بس پھر کیا تھا کوئی پکار رہا ہے یا علی مدد کوئی یا غوث پاک کی دہائی دے رہا ہے دوسری طرف سے یا رسول اللہ مدد کی آواز آرہی ہے میرے ذہن میں فوراً عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل آگئے اللہ کے بندوں اس وقت تو اللہ کو پکارو حالانکہ تم جانتے ہو کہ تمہاری یہ مشکل اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اللہ تجھ کو ہدایت دے۔

هو الذی خلقکم من نفس واحدة وجعل منها زوجھا لیسکن الیھا فلما تغشھا حملت حملاً خفیفا فمرت به فلما اثقلت دعوا اللہ ربھما لئن اتینا صالحا لنکونن من الشکرین فلما اتھما صالحا جعلالہ شرکاء فیما اتھما فتعلی اللہ عما یشرکون ایشرکون مالا یخلق شیئا و ہم یخلقون۔ ﴿الاعراف: ۱۹۱، ۱۸۹﴾

وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے تم کو ایک تین واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اپنے اس جوڑے سے انس حاصل کرے پھر جب میاں نے بیوی سے قربت کی تو اس کو حمل رہ گیا ہاں کا سا سو وہ اس کو لیے ہوئے چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں میاں بیوی اللہ سے جو ان کا مالک ہے دعا کرنے لگے کہ اگر تو نے ہم کو صحیح سالم اولاد دی تو ہم خوب شکر گذاری کریں گے سو جب اللہ نے دونوں کو صحیح سالم اولاد دے دی تو اللہ کی دی ہوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چیز میں وہ دونوں اللہ کے شریک قرار دینے لگے، سو اللہ پاک ہے ان کے شرک سے کیا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہ کر سکیں اور خود ہی پیدا کئے گئے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو آدم علیہ السلام سے پیدا کیا تاکہ وہ ان سے قربت حاصل کریں اس سے نسل انسانی کی ابتداء ہوئی اور جب اس کی نسل نے آگے چل کر ایک دوسرے سے قربت کی تو اللہ نے اپنا فضل کیا کہ عورت امید سے ہوگئی اور جب اللہ نے صحیح سالم بچہ دے دیا تو نام رکھا غوث بخش، پیراں دتہ، امام بخش ظالموں سوچو تو سہی اس صحیح سالم بچہ کے عطا کرنے میں کسی اور کا حصہ (Contribution) بھی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو حضرت کی طفیل کیوں؟ فلاں کا فیضان کیوں؟ تعویذ کی کرامت کیوں؟ درباروں پر چڑھاوے کیوں؟

طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں

قرآن کی پکار:

يا ايها الناس ضرب مثل فاستمعوا له ان الذين تدعون من دون الله لن يخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له وان يسلبهم الذباب شيئا لا يستنقذوه منه ضعف الطالب والمطلوب ﴿الحج: ٤٣﴾

لوگو ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودہ ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے۔

یعنی وہ معبودان باطلہ جن کو تم پکارتے ہو سبھی کو بلا لو وہ تمام مل کر ایک حقیر سی چیز مکھی نہیں بنا سکتے تمہاری عقلیں قابل ماتم ہیں کہ تم انہیں مشکل کشا، حاجت روا اور کرنی والا سمجھتے ہو مکھی بنانا تو بہت بڑی بات ہے تم بیٹھے کھانا کھا رہے ہو مکھی کھانے کا کوئی ذرہ اٹھا کر بھاگ جائے تو تم سب مل کر اسے نہیں چھڑا سکتے بے شک جدید ٹیکنالوجی استعمال کر لو انسان کی ایجادات میں سے جہاز تیز ترین سواری ہے یہ ممکن نہیں کہ تم جہاز پر بیٹھ کر مکھی کو پکڑ لو جب حالت یہ ہے تو

ایک اللہ کو جو ارض و سماوات کا اکیلا مالک ہے کیوں نہیں پکارتے؟  
دوسرا معبودان باطلہ صرف بت ہی نہیں جیسا کہ آج کے بھائی مغالطہ دیتے ہیں ورنہ بت سے مکھی بنانے کا مطالبہ کیوں کر کیا جاسکتا ہے بلکہ وہ اللہ کے نیک بندے تھے جنہیں پکارا جاتا تھا۔  
اسی طرح ایک حدیث قدسی میں ہے:

اللہ فرماتا ہے اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح پیدا کرنا چاہتا ہے اور اگر کسی میں واقعی قدرت ہے تو وہ ایک ذرہ یا ایک جوہی پیدا کر کے دکھا دے۔ (صحیح بخاری: کتاب اللباس)

### جھاڑ پھونک اور تعویذ

#### صاحب قرآن کا فرمان:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت (اسلام لانے کے لیے) حاضر ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نو آدمیوں سے بیعت لی اور دسویں آدمی کی بیعت لینے سے ہاتھ روک لیا انہوں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے نو آدمیوں کی بیعت لی ہے اور اس آدمی کی بیعت نہیں لی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس نے تمیمہ (تعویذ، دھاگایا منکا وغیرہ) باندھا ہوا ہے چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اسے کاٹ دیا اور اسکے بعد اس سے بیعت لی پھر ارشاد فرمایا جس نے تمیمہ لڑا یا اس نے شرک کیا (رواہ احمد: توحید کے مسائل)  
حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کے گلے سے تعویذ وغیرہ کاٹ دے اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا (قرۃ عیون الموحدین: ص ۱۶۶)

صحیح بخاری میں ہے حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد کو بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں کوئی ایسی رسی باقی نہ رہنے دی جائے (جو نظر بد سے بچاؤ کے لیے)

اگر ہے تو اس کو کاٹ دو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا چھلہ دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا واہنہ کمزوری کی وجہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اتار دے یہ تجھے کمزوری کے سوا کچھ نہ دے گا اگر اس چھلا کو پہنے ہوئے تجھے موت آگئی تو تو کبھی نجات نہ پائے گا۔ (ابن ماجہ: کتاب الطب)

ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے ایک شخص کے ہاتھ میں بخار کی وجہ سے دھاگہ دم کیا ہوا دیکھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے کاٹ دیا اور پھر قرآن کی یہ آیت پڑھی

وما یومن اکثر ہم باللہ الا وہم مشرکون (سورۃ یوسف: ۱۰۶)  
ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔

(قرۃ عیون الموحدین: ص ۱۵۲)

امت محمدیہ کے ستر ہزار خوش نصیب افراد جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ جو دم نہیں کرواتے اور نہ جسموں کو داغنے کے قائل ہیں اور نہ فال لیتے ہیں اور وہ اپنے اللہ پر توکل کرتے ہیں اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے ہے۔ (بخاری)

یہاں دم سے مراد شکر کی دم ہے۔ قرآن کی سورتوں سے دم جائز ہے جیسے فاتحہ اور معوذات وغیرہ البتہ پانی پر پڑھ کر پھونک مارنا منع ہے کیونکہ اس کی نفی مطلق ہے۔ اگر پانی میں کوئی تزکا بھی گر جائے تو پھونک نہیں مارنی بلکہ اتنا پانی گرا دیں۔

بد قسمتی ہے کہ آج مسلمانوں کی قسمت کا مالک جو تائب بن گیا ہے کئی لوگوں نے اس کو گاڑی کے آگے لٹکایا ہوتا ہے کہ یہ نظر بد سے بچائے گا۔ اس سے زیادہ بھی کوئی پستی ہو سکتی ہے؟

آج ہمارے معاشرے میں جتنا کالے پیلے عملیات کا کام عروج پر ہے کوئی اور نہیں اور اس میں خاص طور پر ہماری بہنیں ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے بری طرح پھنس چکی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے سنا جھاڑ پھونک، تعویذ اور حب کے اعمال سب شرک ہیں۔ (ابوداؤد)  
 ایک سوال اکثر اٹھایا جاتا ہے کہ تعویذ اگر غلط ہے تو اس کے پہننے سے آرام کیوں آ جاتا ہے؟  
 میرے بھائیوں اس میں ساری کی ساری پستی اور شعبدہ بازی ہے اس کے سمجھنے کے لیے  
 اس کا پس منظر جاننا ضروری ہے کہ یہ کام ہوتا کیسے ہے؟

۱۔ روحانی علاج سے پہلے جو بندہ آپ سے آپکا نام اور آپکی والدہ کا نام پوچھے۔ اس کے  
 قریب بھی جانے سے بچو کیونکہ وہ جنات سے مدد لیتا ہے، اور اس سے علاج کروانا صحیح نہیں  
 ہے بے شک وہ داڑھی والا ہو، بغیر داڑھی والا ہو یا نوری علم والا ہو (جس کی تفصیل آگے)  
 آرہی ہے۔

۲۔ کالے پیلے عملیات والے قرآن کی وہ توہین کرتے ہیں کہ جس کا تصور بھی محال ہے یہ  
 لوگ اپنی جوتیوں کے ساتھ قرآن کے اوراق باندھ کر لیٹرین جاتے ہیں، قرآن کے اوپر بیٹھ  
 کر چلے کرتے ہیں، قرآن کے اوراق سے استنجا کرتے ہیں اکثر اخبارات میں جو آتا ہے کہ گٹر  
 سے قرآن کے اوراق ملے وہ ان کالے پیلے عملیات والوں کی کارستانی ہوتی ہے، مختصراً جو  
 قرآن کی جتنی زیادہ توہین کرے گا اس کے موکل اتنے ہی زیادہ تابع فرمان ہوں گے۔ پچھلے  
 دنوں کراچی میں ایک شخص نے اپنے چار بچوں کو ذبح کر دیا وہ عملیات کر رہا تھا کہ موکلوں کی یہ  
 فرمائش تھی کہ کسی پیاری چیز کی قربانی کرو۔

۳۔ جب بھی کوئی تعویذ دیتا ہے تو اس کے ساتھ ایک شرط ضرور ہوتی ہے کہ تم نے بڑا  
 گوشت نہیں کھانا، گائے کا گوشت ابھی گھر کی دہلیز پر ہوتا ہے اور اور مریض اندر ٹرٹنا شروع ہو  
 جاتا ہے ایسا کیوں اس کے پیچھے کیا فلسفہ ہے؟

شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے وہ ہمارے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں  
 جانے دیتا جب وہ کوئی تکلیف پہنچاتا ہے تو مریض عامل کے پاس دوڑا ہوا جاتا ہے وہ اسے  
 تعویذ دیتا ہے اور بڑا گوشت منع کر دیتا ہے شیطان اپنا ہاتھ روک لیتا ہے۔ اس کا مقصد پورا  
 ہو گیا، ہندو پاک میں شیطانوں (جنات) کی اکثریت ہندو ہے اور ہندو گائے کا گوشت نہیں

کھاتے یعنی جو چیز وہ جنگ سے بھی حاصل نہیں کر سکتے تھے وہ انہوں نے عامل کے ذریعے حاصل کر لی، کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کی تھی وہ شیطان نے عامل کے ذریعے سے حرام کر دی۔ گائے کا گوشت اگر مسلمان نہیں کھائے گا تو کیا ہندو کھائے گا؟ یعنی شیطان نے آپ سے شرک کروالیا یہی ڈیوٹی اس نے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے۔

اللہ نے یہ حق اپنے رسول کو بھی نہیں دیا کہ وہ کسی حلال کو حرام کر دیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کے ہاں شہد پیا جس کی خبر باقی ام المؤمنین کو بھی ہو گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں آج کے بعد شہد نہیں پیوں گا۔ اللہ نے وحی اتا ردی کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو اللہ نے حلال کیا ہے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟

صرف تعویذ سے بھی بعض اوقات بندہ سکون محسوس کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تعویذ لکھنے والا جب تعویذ لکھتا ہے تو اس کے اوپر ۸۶۷ ضرور لکھتا ہے اور اس کا مطلب ہے ہری کرشنا ہری رام یہ ہندوؤں کے دیوتا کے نام کے عدد نکالے ہوئے ہیں لیکن شیطان نے کمال مکر سے وہ لا الہ الا اللہ کہنے والے کے گلے میں لٹکا دیا ویسے کوئی مسلمان کسی ہندو دیوتا کا نام اپنے گلے میں لٹکانا پسند کرے گا؟

اسی طرح کی ایک مثال عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جو ابوداؤد میں ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میرے شوہر عبداللہ نے میری گردن پر دھاگا دیکھا پوچھا یہ دھاگا کیا ہے میں نے کہا دم کیا ہوا انہوں نے کاٹ پھینکا کہ عبداللہ کا خاندان شرک سے بے نیاز ہے میں نے کہا کہ میری آنکھ میں چھین تھی میں فلاں یہودی سے دم کراتی اور آرام محسوس ہوتا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بولے کہ یہ شیطانی کام ہے وہی اپنے ہاتھ سے چھین پیدا کرتا ہے اور دم کرنے پر ہاتھ روک لیتا ہے۔ (ابوداؤد بحوالہ قرۃ عیون الموحدین: ص ۱۶۰)

کالے پیلے عملیات والے جو غیب کا دعویٰ کرتے ہیں یہ بھی شعبہ بازی ہی ہوتا ہے اس عامل (خبیث) کا کسی شیطان (جن) سے معاہدہ ہو جاتا کہ عامل جن کی بات مانے گا اپنی دنیا

اور آخرت تباہ کرے گا اس کے عوض وہ جن اس عامل کی مدد کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان (جن) پیدا کیا ہے یہاں تک کہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ میرا شیطان (جن) مسلمان ہو گیا ہے یعنی اب وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

عامل جب شرکیہ منتر پڑھ کر جن (شیطان) کو حاضر کرتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ یہ نام ہے اور اس کی ماں کا نام یہ ہے اس بندے کے بارے میں معلومات مہیا کرو۔ وہ جن اس بندے کے ساتھ جو جن ہے اس سے رابطہ کرتا ہے اور اس سے معلومات لے کر عامل کو بتا دیتا ہے یہ ہے وہ شعبدہ بازی جسکے ذریعے سے عامل آپ کے دین اور دنیا سے کھیلتا ہے۔

نوری علم کی حقیقت:

میں ایک دفعہ اپنے ماموں کے گھر گیا جو میرے سرسبز بھی ہیں میں نے دیکھا کہ وہ کچھ تعویذ لکھ رہے ہیں کچھ پرچیوں پر انہوں نے سورۃ اخلاص لکھی ہوئی ہے اور نیچے تھوڑی سی جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے مجھے کہنے لگے (مولوی صاحب) دیکھ لو ہم تو اللہ کے قرآن سے علاج کرتے ہیں میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ بعد میں انہیں سمجھاؤں گا کہ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ ابھی میں مناسب موقع کی تلاش میں تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ سورۃ اخلاص کے نیچے جو خالی جگہ چھوڑی ہوئی تھی اس پر لکھ رہے (اے غوث اعظم مدد کر مرض اٹھراہ کے واسطے) میں سرپکڑ کر بیٹھ گیا یہ کون سا نوری علم ہے اور دعا کی یا اللہ انہیں ہدایت دے۔ آمین

تعویذ اگر قرآنی آیات پر مشتمل ہوں تو اس کی کچھ اہل علم نے اجازت دی ہے لیکن حقیقی بات یہ ہے کہ ان سے بچنا بھی ضروری ہے جس کی تین وجوہات ہیں۔

۱۔ احادیث میں تعویذ کی جو ممانعت آئی ہے وہ عام ہے اس میں قرآن اور غیر قرآن کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

۲۔ اس سے غیر قرآنی تعویذوں کا راستہ ہموار ہو جائے گا، اکثر قرآنی آیات والے تعویذ

کے اوپر ۸۶ ضرور لکھا ہوتا ہے یعنی ہندوؤں کے دیوتا کا نام اوپر اور اللہ کا نام اور اس کا قرآن نیچے۔  
۳۔ اس سے قرآن کی بے حرمتی ہوتی ہے جب آپ لیٹرین وغیرہ جاتے ہیں تو وہ تعویذ آپکے گلے میں ہوتا ہے جس پر قرآن کی آیت لکھی ہوتی ہے۔

ایک عام آدمی کے ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ پھر اس صورت حال کا حل کیا ہے اس کا حقیقی حل یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں بتائی ہیں وہ پڑھی جائیں بے شک ساری دنیا کے کالے پیلے (جنات اور شیاطین) اٹھے ہو جائیں اللہ کے فضل سے آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور یہی حقیقی نوری علم ہے۔

ایۃ الکرسی (البقرۃ ۲۵۵) (صحیح الترغیب)

آیۃ الکرسی (صبح و شام ایک دفعہ) پڑھنے والا جنات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

قل هو اللہ احد

قل اعوذ برب الفلق

قل اعوذ برب الناس (الترمذی)

ان تینوں سورتوں کی صبح شام (تین دفعہ تلاوت) ہر چیز کے لیے کافی ہو جاتی ہے  
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیدر (بخاری)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جو شخص (دن میں) سو مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا سو نیکیاں لکھی جائیں گی سو برائیاں مٹائی جائیں گی اور اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ رہے گا، نیز ایک مرتبہ اور دس دفعہ پڑھنا بھی درست ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ (مسلم)

اللہ پاک ہے اس کی تعریف کے ساتھ (میں اس کی تسبیح کرتا ہوں)

یہ دعا پڑھنے والے سے افضل عمل کسی کا نہیں ہوگا اور اس کے صغیرہ گناہ بخش دیئے جائیں

گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (صبح شام سو سو مرتبہ)

بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شیء فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم

(شروع) اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (صبح شام تین تین مرتبہ)

یہ دعا پڑھنے والے کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی نیز اسے اچانک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔  
اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق (الترمذی)

میں اللہ کے کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔ (شام تین مرتبہ)

اس کے علاوہ سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ، خاص طور پر اس کی آخری دو آیات کی تلاوت بہت مفید ہے ان شاء اللہ ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس کے ساتھ گھر سے تصاویر کو ختم کر دیں حدیث میں آتا ہے اس گھر میں فرشتہ داخل نہیں ہوتا جس میں کتا اور تصویر ہو۔ لیٹرین جاتے وقت دعا ضرور پڑھیں۔ شوہر اپنی بیگم سے خلوت کے وقت دعا ضرور پڑھے حدیث میں آتا ہے دعا نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان بھی اس کے ساتھ طی کرتا ہے بلکہ سبقت لے جاتا ہے تو پیدا ہونے والی اولاد کس طرح شیطان کے اثرات سے محفوظ ہوگی؟

ہر کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھیں۔ پانچ وقت نماز پڑھیں خصوصاً فجر کا اہتمام اول وقت میں کریں کیونکہ حدیث میں آتا ہے صبح نہیں اٹھتا شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔ خصوصاً عورتوں کو جو گائی کا پرالم ہوتا ہے انہیں اذکار ضرور کرنے چاہیے کہ یہ زیادہ تر اس خبیث کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ہوشیار باش صرف ایک مکھی کی وجہ سے جہنم:

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص صرف مکھی کی وجہ سے جنت میں جا پہنچا اور ایک جہنم میں چلا گیا صحابہ نے عرض کی یا

رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخص چلتے چلتے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے اور اس قبیلے کا ایک بہت بڑا بت تھا وہاں سے کوئی شخص بغیر چڑھاوا چڑھائے نہ گذر سکتا تھا چنانچہ ان میں سے ایک کو کہا گیا کہ یہاں ہمارے بت پر چڑھاوا چڑھاؤ اس نے معذرت کی کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں انہوں نے کہا کہ تمہیں یہ عمل ضرور کرنا ہوگا اگرچہ ایک مکھی پکڑ کر ہی چڑھا دو اس مسافر نے مکھی پکڑ کر چڑھاوا اس کی بھینٹ کر دیا اور انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ شخص اسی مکھی کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا دوسرے شخص سے کہنے لگے کہ تم بھی کسی چیز کا چڑھاوا چڑھاؤ تو اس اللہ کے بندے نے جواب دیا کہ میں غیر اللہ کے نام پر کوئی چڑھاوا نہیں چڑھا سکتا یہ جواب سنتے ہی انہوں نے اس مردِ موحد کو شہید کر دیا تو یہ سیدھا جنت میں پہنچا۔ (رواہ احمد قرۃ عیون الموحدین)

ایک مکھی کا چڑھاوا، وہ بھی اضطراری کیفیت میں دوزخ میں جانے کا سبب ہے تو جب اپنی مرضی بلکہ خوشی سے بکرے، جانور اور روپیہ پیسا چڑھاؤں کی نظر کیا جائے تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ اگرچہ یہ روایت اصول حدیث کے مطابق کمزور ہے لیکن یہ مسئلہ اپنی جگہ ٹھیک ہے کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز اور چڑھاوا باطل ہے وضاحت کے لیے صفحہ ۱۲۲۔

ریاء اور دکھاوا بھی شرک ہے:

حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسیحِ دجال کا ذکر کر رہے تھے (اتنے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس کا مجھے تمہارے بارے میں مسیحِ دجال سے بھی زیادہ ڈر ہے، ہم نے عرض کیا کیوں نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرکِ خفی (اور وہ یہ ہے کہ) ایک آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور صرف اس لیے عمدہ نماز پڑھتا کہ اسے کوئی (دوسرا شخص) دیکھ رہا ہے۔ (ابن ماجہ)

ریاء اور دکھاوا اس لیے شرک ہے کہ آدمی صرف اس لیے خوب اچھے طریقے سے عبادت کرتا ہے کہ کوئی دوسرا اسے دیکھ رہا ہے یعنی اس نے انسان کو تو بیٹھا سمجھا اور اللہ کو معاذ اللہ ناپینا سمجھا۔ افسوس

ہے تمہاری عقلوں پر۔

ترک نماز بھی شرک ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کفر و شرک اور بندے کے درمیان ترک نماز (کافرق) ہے۔ (مسلم)

جب تو اللہ کے سامنے جھکا ہی نہیں، سجدہ ہی نہیں کیا تو تو نے کس طرح مانا کہ اللہ تیرا مالک ہے؟ تو لاکھ زبان سے کہتا رہے میں اللہ کا بندہ ہوں لیکن تیرا عمل اس چیز کی گواہی نہیں دیتا اور جو اللہ کا بندہ ہی نہیں ہے وہ تو حید والا کیسے ہو سکتا ہے؟ اور تو حید کے بغیر جنت کا حصول ممکن ہے؟ خوب سوچ لو۔

اللہ کی رحمت لیکن مشرک کے لیے نہیں:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اے ابن آدم بلاشبہ تو مجھے جب بھی پکارے گا اور مجھ سے امید لگائے گا تو تو جتنے بھی گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوگا، میں تیرے وہ گناہ معاف کر دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ بھی نہیں ہوگی اے آدم کے بیٹے اگر تیرے گناہ آسمان کی بلند یوں تک بھی پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش کی درخواست کرے تو میں تیری مغفرت کر دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے میں اس بات کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ تو گناہوں سے بھری ہوئی زمین لے کر مجھ سے ملاقات کرے اس حال میں کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس زمین بھری بخشش لے کر آؤں گا۔ (رواہ الترمذی: ابواب الدعوات)

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت:

سیدنا انس بن مالک نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس دوزخی سے فرمائے گا جس کو ہلکا ترین عذاب ہوگا اگر تیرے پاس زمین کی تمام دولت موجود ہو تو کیا تو اسے اس عذاب کے بدلے دے گا؟ تو وہ کہے گا کہ ہاں تب اللہ فرمائے گا میں نے تجھ سے اس کی بہت آسان ترین

چیز کا مطالبہ کیا تھا جبکہ تو آدم کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا پس تو نے انکار کیا اور ساتھ شریک کر کے ہی رہا۔ (رواہ البخاری: کتاب الرقاق)

اس سے بھی بچو:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری عزت و توقیر میں اس طرح مبالغہ اور غلو نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے مسیح ابن مریم کے ساتھ کیا میں تو صرف اس کا بندہ ہوں اس لیے مجھے صرف اس کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہنا۔ (مشکوٰۃ)

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان رجلا قال: يا محمد: يا سيدنا وابن سيدنا وخيرنا وابن خيرنا. فقال رسول صلى الله عليه وسلم: يا ايها الناس عليكم بتقوىكم ولا يستهوا بكنم الشيطان. انا محمد بن عبد الله ورسوله والله! ما احب ان ترفعوني فوق منزلتي التي انزلني الله عز وجل ﴿رواه احمد﴾

سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اے ہمارے سردار، ہمارے سردار کے بیٹے۔ ہمارے بہترین آدمی ہمارے بہترین آدمی کے بیٹے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے تقویٰ کو لازم پکڑو ایسا نہ ہو کہ شیطان تم کو پھسلا دے۔ میں محمد بن عبد اللہ، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس مقام سے، جو مجھے اللہ عزوجل نے عطا فرمایا ہے، بڑھا دو۔

عن ابن عباس قال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلّم في بعض الامر فقال

الرجل لرسول الله صلى الله عليه وسلم: ماشاء الله و شئت. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اجعلتني الله عدلا؟ لا، بل ماشاء الله وحده. ﴿رواه البيهقي في السنن الكبرى﴾

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کسی بات پر آپ سے گفتگو کرنے لگا اور باتوں باتوں میں یہ کہہ بیٹھا: جو اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے مجھے اللہ کے برابر بنا

دیا؟ بلکہ ایسے کہو: جو اللہ اکیلا چاہے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

امیر شاہ خاں صاحب مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیان کرتے ہیں کہ سید صاحب کی نسبت میں ذاتِ بحت کی تجلی تھی۔ (ارواحِ ثلاثہ: ص ۱۸۵)  
ذاتِ بحت کا معنی ذاتِ الہی ہے۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں

حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ حضور اقدس و انور سید عالم کے وارث کامل و نائب تام و آئینہ ذات ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال و جلال و کمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذاتِ عزتِ احدیت مع جملہ صفات و لغوت و جلالت آئینہ محمدی میں تجلی فرما ہیں۔ (فتاویٰ افریقہ: ص ۱۰۱)

## شرک اور زنا کا اکٹھا بیان

قرآن کی پکار:

الزانی لا ینکح الا زانیة او مشرکة والزانیة لا ینکحها الا زان  
او مشرک و حرم ذلک علی المؤمنین. ﴿النور: ۳﴾

زانی مرد بجز زانیہ یا مشرکہ عورت کے اور سے نکاح نہیں کرتا اور زنا کار عورت بھی بجز زانی  
یا مشرکہ مرد سے نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے۔

جس طرح زانی مرد اپنی بیوی کو چھوڑ کر اور زانی بیوی اپنے شوہر کو چھوڑ کر دوسروں سے منہ  
کالا کرتے پھرتے ہیں یہی حالت مشرک کی ہے کہ زمین اور آسمان کے رب کو چھوڑ کر کبھی کسی  
در پر جھکتا ہے کبھی کسی درگاہ پر گرتا ہے کبھی کسی دربار پر جاتا ہے جس طرح زانی مرد یا عورت کی  
ایک جگہ پر تسکین نہیں ہوتی اسی طرح مشرک بھی کبھی ایک اللہ سے مطمئن نہیں ہوتا بلکہ زانیہ مرد  
یا عورت کی طرح ادھر ادھر منہ مارتا پھرتا ہے۔

شرک بڑا بھاری ظلم ہے:

قرآن کی پکار:

واذا قال لقمن لابنه وهو یعظه ینی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم  
عظیم ﴿لقمان: ۱۳﴾

اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے اللہ  
کے ساتھ شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی  
الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لهم الا من وهم مهتدون.  
(الانعام: ۸۲)

جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہونے لگے کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ ظلم (یعنی کوئی گناہ) نہیں کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد ہر گناہ نہیں ہے (بلکہ شرک مراد ہے) کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا (ان الشرک لظلم عظیم) بلاشبہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ (بخاری)

جیسا کہ کہتے ہیں کہ یہ حکمران بڑا ظالم ہے رعایاء کو ان کا حق نہیں دیتا یعنی کسی کا حق نہ دینے کو ظلم کہا جاتا ہے اور اللہ کا حق بدرجہ اولیٰ ہے کہ صرف اس کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اس لحاظ سے شرک ظلم عظیم ہے کہ ظالم اللہ کا حق ادا نہیں کرتا۔

اللہ نے بکری کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا جس سے اس کے کھانے کے لیے سبزہ اگایا اس کے پینے کے لیے پانی اللہ نے پیدا کیا اور جب وہ بکری بڑی ہو گئی تو وہ کسی دربار کی زینت بنا دی گئی یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

## قوم نوح کے پنج تن پاک

### قرآن کی پکار:

وقالو الا تذرنا الهتکم ولا تذرنا وداو لاسواعا ولا یغوث و یعوق و نسرا

﴿نوح: ۲۳﴾

اور کہا انہوں نے کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ وداو اور سواع اور یغوث اور یعوق

اور نسرا کو (چھوڑنا)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو بت نوح علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے

وہی بعد میں عرب میں آگئے و دکل قبیلے کا بت تھا جو دومتہ الجندل میں تھا سواع ہذیل قبیلے کا

بت تھا یغوث پہلے مراد قبیلے کا پھر بنو عطف کا ور یہ سبا شہر کے پاس جوف میں تھا یعوق ہمدان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قبیلے کا تھا اور نسر حمیر قبیلے کا تھا یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے چند لوگ تھے جب وہ مر گئے تو شیطان نے انہیں پٹی پڑھائی کہ جہاں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے مجسمے بنا کر (یادگار) کے طور پر نصب کر دو اور ان کے وہی نام رکھو جو ان کے بزرگوں کے تھے اس وقت ان کی عبادت نہیں کی جاتی تھی لیکن جب یہ لوگ گزر گئے تو بعد والوں کو یہ شعور نہ رہا اور وہ ان کی عبادت کرنے لگے (بخاری)

انبیاء کی بے بسی اور شرک کی جڑ کاٹ دینے والے مسائل

قرآن کی پکار:

استغفر لهم اولا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله والله لا يهدي القوم الفاسقين. ﴿التوبه ٨٠﴾

ان کے لیے استغفار کریا نہ کرا اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر کیا ہے ایسے فاسق لوگوں کو اللہ کریم ہدایت نہیں دیتا۔

جب عبد اللہ ابن ابی مرگیا تو اس کا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ آیا اور درخواست کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کرتہ دیں تاکہ میں اس میں اپنے منافق والد کو کفن دوں شائد اللہ کے عذاب میں کمی آجائے اور درخواست کی کہ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیار ہو گئے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دامن تھام لیا کہ ایسا نہیں کریں کیونکہ یہ منافق تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿بخاری﴾

خدا جس کو پکڑے چھڑالیں محمد

محمد جو پکڑیں چھڑا کوئی نہیں سکتا

(شان حبیب الرحمن: ص ۷۳-۷۴)

## صاحبِ قرآن کا فرمان:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو انتہا کر دو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا اے قریش کی جماعت یا اس جیسا کوئی کلمہ کہا اپنی جانیں فروخت کرو (اللہ کے ہاں جنت کے بدلے) کیونکہ میں اللہ کے ہاں تمہارے معاملے میں اختیار نہ رکھو گا اے بنو عبدمناف میں تمہیں اللہ (کی پکڑ) سے ہرگز نہیں چھڑا سکوں گا اے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ہرگز نہ چھڑا سکوں گا اے پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا میں اللہ کے سامنے تمہارے کام نہ آؤں گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے مال سے جو مانگنا چاہتی ہے مانگ لے میں اللہ کے ہاں تیرے کچھ بھی کام نہ آؤں گا۔ (روالبخاری: کتاب التفسیر)

سعید بن مسیب کے والد سیدنا مسیب کہتے ہیں جب ابوطالب کی موت کا وقت آ گیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اس کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بیٹھے ہوئے تھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا لالہ الا اللہ کہہ دیں میں اسی کلمہ کے ساتھ قیامت کے دن آپ (کے اسلام) کی گواہی دوں گا ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ کہنے لگے ابوطالب کیا آپ ملت عبدالمطلب سے منہ موڑ کر جا رہے ہیں؟ ادھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ آپ پر پیش کرتے رہے اور بار بار وہی بات لوٹاتے رہے یہاں تک کہ بالآخر ابوطالب نے ان سے جو کلام کی وہ یہ تھی وہ (یعنی ابوطالب) عبدالمطلب کی ملت پر (مر رہا ہے) اور اس نے لالہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم میں تیرے لئے ضرور بخشش طلب کروں گا جب تک تیری مغفرت مانگنے سے روک نہ دیا گیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولیٰ قریبی  
من بعد ما تبیین لهم انہم اصحاب الجحیم (التوبہ: ۱۱۳)

نبی کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ

رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں

(رواہ مسلم: کتاب الایمان)

ہتھ ولی دے قلم ربانی لکھے جو من بھاوے

رب ولی نون طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹاوے

کیا پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا بھی کوئی ولی ہے؟ جس کو رب نے طاقت دی ہوئی ہے کہ وہ تقدیر کا لکھا ہوا مٹا سکتا ہے؟

آدم ثانی سیدنا نوح علیہ السلام کا واقعہ:

قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء قال لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم وحوال بینہما الموج فکان من المغرقین. ﴿ہود: ۴۳﴾

اس نے جواب دیا کہ میں تو کسی بڑے پہاڑ کی طرف پناہ میں آ جاؤں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا، نوح نے کہا آج اللہ کے امر سے بچانے والا کوئی نہیں صرف وہی بچیں گے جن پر اللہ کا رحم ہو اس وقت دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔ یہ نوح علیہ السلام کا چوتھا بیٹا تھا جس کا لقب کنعان اور نام یام تھا جو دی پہاڑ موصل میں ہے جو آج بھی اسی نام سے مشہور ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کیا کوئی انسان نوح علیہ السلام سے بھی زیادہ مرد مومن ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو نہ بچا سکے ذرا غور تو کرو کہ کونسی نگاہ مرد مومن ہے جس سے تقدیر بدل جاتی ہیں؟

انبیاء کے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ:

سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے قیامت کے دن ملاقات کریں گے آزر کے چہرے پر سیاہی اور گرد و غبار ہوگا اس سے جناب ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کیا میں نے (دنیا میں) آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کریں؟ وہ آپ سے

کہے گا آج کے دن آپکی نافرمانی نہیں کروں گا ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے اے میرے پروردگار بلاشبہ تو نے میرے سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں اس دن تجھے رسوا نہیں کروں گا جس دن تمام لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تیری رحمت سے دور (یعنی محروم) میرے باپ کی رسوائی سے بڑی رسوائی کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بلاشبہ میں نے جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہوا ہے پھر ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائے گا اے ابراہیم علیہ السلام تیرے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟

وہ دیکھیں گے تو یکا یک وہاں بچھو دکھائی دے گا جو غلاظت میں تھڑا ہوگا اس کو اس کے ٹانگوں سے پکڑا جائے گا اور (دوزخ کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (رواہ البخاری: کتاب الانبیاء)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

جب ابراہیم علیہ السلام انبیاء کے جدا مجد ہونے کے باوجود اپنے باپ کو نہیں بچا سکے پھر وہ کونسی تاثیر ہے جس سے تقدیریں بدل جاتی ہیں؟

ضرب الله مثلا للذين كفروا ۱۱ مرات نوح وامرات لوط كانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخا نتهما فلم یغنیا عنهما من الله شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین ﴿التحریم: ۱۰﴾

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرمائی یہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو (سائستہ اور) نیک بندوں کے گھر میں تھیں پھر ان کی انہوں نے خیانت کی پس وہ دونوں (نیک بندے) ان سے اللہ کے (کسی عذاب) کو نہ روک سکے اور حکم دے دیا گیا (اے عورتو) دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی چلی جاؤ۔

لوط علیہ السلام اور نوح علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود اپنی بیویوں کو نہ بچا سکے لیکن آفرین ہے شیخ جنید بغدادی پر کہ آپ کی نگاہ کی میا کتے پر پڑ گئی اور کتا صاحب کمال ہو گیا۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

صاحب کمال کتا:

شیخ جنید بغدادی بیٹھے تھے ایک کتا سامنے سے گذرا آپ کی نگاہ اس پر پڑ گئی اس قدر

صاحب کمال ہو گیا کہ شہر کے کتے اس کے پیچھے دوڑے وہ ایک جگہ بیٹھ گیا سب کتوں نے اس کے گرد بیٹھ کر مراقبہ کیا۔ (امداد المہتاق: ص ۱۵۸، اشرف علی تھانوی)

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا

کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

بریلوی بھائیوں کا موقف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب ہیں۔ تمام جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت تصرف کر دیا گیا۔ جو چاہیں کریں۔ جسے چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لے لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم ہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے۔ تمام جنت ان کی جاگیر ہے ملکوت السموات والارض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام شرعیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں کر دیئے گئے ہیں کہ جس پر جو چاہیں حرام کر دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف کر دیں۔ (بہار شریعت: حصہ اول ص ۲۲)

شاید ابوطالب کا واقعہ اس میں شامل نہیں ہے۔

ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام ہیں۔ جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں۔ حضور پر نور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا: میں نے سب تمہیں بخش دیئے۔ (ملفوظات احمد رضا: ج ۲ ص ۷۷)

سرکار ابدت قرار صلی اللہ علیہ وسلم بحکم پروردگار کونین کے مالک و مختار ہیں۔ زمین کے مالک آسمان کے مالک اپنے رب کی عطا سے ججیم کے مالک، رب کے احکام کے مالک انعام کے مالک خالق کل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کل بنا دیا۔ دونوں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ و اختیار میں ہیں جس کو چاہیں وہ اپنے رب کی عطا سے فرما دیں۔ جس کو جس سے چاہیں محروم کر دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال فرما دیں اور جو چاہیں حرام، غرضیکہ دونوں جہان کے شہنشاہ کونین کے مالک و مولا ہیں۔ (سلطنت مصطفیٰ: ص ۱۳)

احمد رضا لکھتے ہیں:

حضور علیہ السلام کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لیے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو جس کے لیے چاہیں بعد از موت بھی دروازہ کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کر دیں (سلطنت مصطفیٰ: ص ۴۳)

### خانقاہی دنیا

خواجہ محمد فضیل قادری نوشاہی:

جس فاسق و فاجر پر حالت جذب و سکر میں نظر پڑ جاتی۔ عارف کامل ہو جاتا کسی مردہ پر نظر پڑتی تو زندہ ہو جاتا۔ نگاہ غضب سے کسی کی طرف دیکھتے تو اس کی جان تن سے نکل جاتی۔ غرض آپ کے احوال و مقامات عجیب و غریب تھے (خزینۃ الاصفیاء: ص ۲۷۷۔ شریعت و طریقت ص ۴۳)

حضرت سلطان باہو:

روایت ہے کہ عالم طفولیت میں ایک دفعہ جب آپ بیمار ہوئے تو آپ کی اجازت سے ایک برہمن طبیب کو بلانے کے لیے اس کے گھر گئے برہمن نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں وہاں گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا (کیونکہ جو ہندو بھی سلطان باہو کا چہرہ دیکھتا تھا وہ مسلمان ہو جاتا تھا) بہتر یہ ہے آپ ان کا قارورہ (پیشاب) کی بوتل یہاں لے آئیں مریدوں نے ایسا ہی

کیا جب اس برہمن طبیب نے قارورہ کی بوتل کو اٹھا کر دیکھا تو بے ساختہ اس کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔ (آسمانی جنت اور درباری جہنم: ۱۳۳-۱۳۲)

عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے فرمانبردار بندے تھے

قرآن کی پکار:

لقد كفر الذين قالو ان الله هو المسيح ابن مريم قل فمن يملك من الله شيئا ان اراد ان يهلك المسيح ابن مريم وامه ومن فى الارض جميعا والله ملك السموت والارض وما بينهما يخلق ما يشاء والله على كل شىء قدير ﴿المائدة: ١٧﴾

یقیناً وہ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور اس کی والدہ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی اختیار رکھتا ہو؟ آسمانوں و زمین اور دونوں کے درمیان کا کل ملک اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عیسائیوں کا عقیدہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے جسم میں حلول کر گیا ہے کسی نے ابن اللہ کہا کسی نے کہا اللہ، ایک ہی تین ہیں اور اور تینوں ہی ازلی وابدی ہیں اللہ عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس پھر یہ تینوں مل کر بھی ایک الہ ہی بنا تین ایک کیسے اور ایک تین کیسے؟ یہ گورکھ دھندہ ہے جس کی سمجھ آج تک کسی کو نہ آئی، پادری کو آسکی اور نہ (Math) میں ہزاروں (Phd) کرنے والے فرنگیوں کو آسکی (یہ لوگ دنیاوی ایجادات کے لحاظ سے کتنے ہی عقل مند کیوں نہ ہوں لیکن یہ حقیقت ہے بندہ جب شرک کرتا ہے تو اللہ اس کو اپنی بارگاہ سے دھتکار دیتا ہے اور اس کی مت ماری جاتی ہے) جبکہ ایک (KG 1) کا بچہ بھی جانتا ہے کہ 1+1+1 تین ہوتے ہیں، اور ایک کبھی بھی تین نہیں ہوتے اللہ پاک اس عقیدے کا رد فرما رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ اور باقی تمام انسانوں کو ہلاک کر دے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تمہارے عقیدے کے مطابق سولی چڑھا دیا جائے کیا اتنا مظلوم شخص الہ ہو سکتا ہے؟

واذ قال الله يعيسى ابن مريم انت قلت للناس اتخذوني وامى الهين من دون الله قال سبحك ما يكون لى ان اقول ماليس لى بحق ان كنت قلتة فقد علمته تعلم ما فى نفسى ولا اعلم ما فى نفسك انك انت علام الغيوب ﴿المائدہ: ۱۱۶﴾

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو! عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزه سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا کہ جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا تمام غیبوں کے جاننے والا تو ہی ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی عیسیٰ علیہ السلام کو بھی غیب نہیں تو اولیاء کو کس طرح ہو سکتا ہے اور جن کو اللہ کے علاوہ پکارا جاتا ہے وہ پتھر نہیں بلکہ نیک انسان ہیں اور وہ ان کی پکار کا قیامت والے دن انکار کر دیں گے۔

اور جو بت بھی تھے وہ بھی ان نیک لوگوں کے جن کے نیک ہونے میں کوئی شک نہیں تھا فتح مکہ کے موقع پر اللہ کے گھر میں ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے بت تھے جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پاش پاش کر دیا تھا۔

نصارئى کا عقیدہ تثلیث (Trinity) چوتھی صدی عیسوی میں رائج ہوا جس کے تین ارکان یہ ہیں اللہ، عیسیٰ علیہ السلام، اور روح القدس، جبکہ مریم کے خدا ہونے کا عقیدہ پانچویں صدی کی ایجاد ہے مریم علیہ السلام کو مادِ خدا کے لقب سے نوازا گیا مریم علیہ السلام کو دیوی کا درجہ دے کر ان کے مجسمے اور تصویریں بنائی گئیں جو کہ گرجوں میں آویزاں کی گئیں دو رنبوی میں ہرقل شاہ روم کے جھنڈے پر بھی یہی تصویریں موجود تھیں جنگ کے دوران اس کے وسیلے سے فتح و نصرت طلب کی جاتی۔ (تیسیر القرآن: صفحہ ۲۶۴)

ہر دور میں انبیاء اور صالحین کے بت بنا کر ان کو پکارا گیا پتھر کے خیالی مجسمے نہ تھے

قرآن کی پکار:

ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوهم فلیستنحبوا لکم ان کنتم صدقین (الاعراف: ۱۹۴)

واقعی تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں سو تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیے کہ تمہارا کہنا پورا کر دیں اگر تم سچے ہو۔

واذار الذین اشركوا شركاءهم قالوا ربنا هؤلاء شرکاؤنا الذین کنا ندعوا من دونک فالقول الیہم القول انکم لکذوبون (النحل: ۸۶)

اور جب مشرکین اپنے شریکوں کو دیکھ لیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہی ہمارے وہ شریک ہیں جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے، پس وہ انہیں جواب دیں گے کہ تم بالکل ہی جھوٹے ہو۔

جنہیں یہ لوگ داتا، گنج بخش، غریب نواز سمجھ کر پکارتے رہے وہ دیکھتے ہی انکار کر دیں گے یا اللہ ہم خود تیری عبادت کرتے رہے اور یہ کیسے ممکن تھا کہ ہم انہیں اپنی عبادت کا کہتے۔

عقل مند و غور سے سوچو کہ اب تم ان سے زیادہ کامل ہو وہ سن نہیں سکتے تم سن سکتے ہو وہ دیکھ نہیں سکتے تم دیکھ سکتے ہو وہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتے تم انہیں مسلمانوں کی اجتماعی دعاؤں کی صورت میں فائدہ دے سکتے ہو پھر ان کو پکارنے کا فائدہ کیا تم غور نہیں کرتے؟

اولیک الذین یدعون یتبعون الی ربہم الوسیلة الیہم اقرب و یرجون رحمته و یخافون عذابه ان عذاب ربک کان محذورا (بنی اسرائیل: ۵۷)

جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔

من دون اللہ سے مراد بزرگوں کی تصویریں اور مجسمے ہیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔

جنہیں تم پکارتے ہو وہ تو خود اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح اللہ کے عذاب سے بچ جائیں وہ تمہیں کیا بچائیں گے؟

افحسب الذین کفر و ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء انا اعتدنا جہنم للکفرین نزلنا. (الکھف: ۱۰۲)

کیا کافر یہ خیال کیے بیٹھے ہیں؟ کہ میرے سوا وہ میرے بندوں کو اپنا حمایتی بنا لیں گے؟ (سنو) ہم نے تو ان کفار کی مہمانی کے لیے جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں اللہ خبردار کر رہا ہے تم یہ گمان کیے بیٹھے ہو کہ تم میرے نیک بندوں کی عبادت کر کے میرے عذاب سے بچ جاؤ گے اور ان کی حمایت سے کامیاب ہو جاؤ گے اور ہم نے کافروں کے لیے جہنم بنا رکھی ہے اور ان کے خود ساختہ حمایتی بھی ان کو اس میں جانے سے نہیں بچا سکیں گے بلکہ وہ تو ان کے خلاف ہو جائیں گے اور ان کی پوجا کا انکار کریں گے۔

واتخذوا من دون اللہ الہة لیکونوا لہم عزا. کلا سیکفرون بعبادتہم ویکونون علیہم ضدا. (مریم: ۸۲، ۸۱)

انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے لیے باعثِ عزت ہوں لیکن ایسا ہرگز ہونا نہیں، وہ تو ان کی پوجا سے منکر ہو جائیں گے، اور اٹھیں ان کے دشمن بن جائیں گے۔

ویوم یحشرہم وما یعبدون من دون اللہ فیقول ء انتم اضللتم عبادی ہولاء ام ہم ضلو السبیل. قالو اسبحنک ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء ولكن متعتہم و اباہم حتی نسوا الذکر و کانو قوما بورا. (الفرقان: ۱۸، ۱۷)

اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں اور سوائے اللہ کے جنہیں یہ پوجتے رہے، انہیں جمع کر کے پوچھے گا کہ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا یا یہ خود ہی راہ سے گم ہو گئے۔ وہ جواب دیں گے تو پاک ذات ہے خود ہمیں ہی یہ زبانہ تھا کہ تیرے سوا اوروں کو اپنا کارساز بناتے۔ بات یہ ہے کہ تو نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو آسود گیاں عطا فرمائی یہاں تک کہ وہ نصیحت بھلا بیٹھے، یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے۔

## انبیاء کی بشریت

### قرآن کی پکار:

او عجبتم ان جاء کم ذکر من ربکم علی رجل منکم لینذرکم ولتستقوا  
ولعلکم ترحمون. (الاعراف: ۶۳)

اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس  
ایک ایسے شخص کی معرفت، جو تمہاری ہی جنس کا ہے، کوئی نصیحت کی بات آگئی تاکہ وہ شخص تم کو  
ڈرائے اور تاکہ تم ڈر جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

وما أرسلنا من قبلك الا رجلا لا نوحی الیہم من اهل القرى افلم  
یسیروافی الارض فینظر واکیف کان عاقبة الذین من قبلہم ولد ارا لآخرۃ  
خیر للذین اتقوا افلا تعقلون (یوسف: ۱۰۹)

آپ سے پہلے ہم نے بہتی والوں میں جتنے رسول بھیجے ہیں سب مرد ہی تھے جن کی طرف  
ہم وحی نازل فرماتے گئے کیا زمین میں چل پھر کر انہوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے کے  
لوگوں کا کیسا کچھ انجام ہوا؟ یقیناً آخرت کا گھر پر ہیزگاروں کے لیے بہت ہی بہتر ہے کیا پھر  
بھی تم نہیں سمجھتے۔

قالت لہم رسلہم ان نحن الا بشر مثلکم ولكن اللہ یمن علی من یشاء  
من عبادہ وماکان لنانا ناتیکم بسلطن الا باذن اللہ وعلی اللہ فلیتوکل  
المؤمنون (ابراہیم: ۱۱)

ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ یہ تو سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ  
اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے اللہ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ  
ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں اور ایمان داروں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءہم الہدی الا ان قالوا بعث اللہ بشرا  
رسولا (بنی اسرائیل: ۹۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکنے کے بعد ایمان سے روکنے والی صرف یہی چیز رہی کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے ایک انسان کو ہی رسول بنا کر بھیجا؟

دوسرا اعتراض ان کا یہ تھا کہ تم ہمیں باپ دادا کے راستے سے روکتے ہو کہ اتنے خداؤں کی جگہ صرف ایک اللہ۔ ان کے رسولوں نے انہیں کہا کہ کیا حق تعالیٰ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے وہ تو تمہیں اس لیے بلا رہا ہے کہ تمہارے گناہ معاف فرمادے اور ایک مقررہ وقت تک تمہیں مہلت عطا فرمائے انہوں نے کہا کہ تم تو ہم جیسے ہی انسان ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان خداؤں کی عبادت سے روک دو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے اچھا تو ہمارے سامنے کوئی کھلی دلیل پیش کرو۔

وما جعلنہم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خلدین۔ (الانبیاء: ۸)  
ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔  
قرآن کی فصاحت اور بلاغت کے کیا کہنے سورۃ انبیاء میں فرمایا وہ کھانا کھاتے تھے یعنی ایسی حاجات جو انسان کے ساتھ ہوتی ہیں ان کو بھی تھیں یعنی یہ ان کی بشریت کی نشانی ہے۔  
قل لو کان فی الارض ملئکة یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکاً رسولاً۔

آپ کہہ دیں کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے اور رہتے بستے ہوتے تو ہم بھی ان کے پاس کسی آسمانی فرشتے ہی کو رسول بنا کے بھیجتے۔ (بنی اسرائیل: ۹۵)  
وقال الملائ من قومہ الذین کفروا وکذبوا بلقاء الاخرۃ واطر فہم فی الحیوۃ الدنیامہذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منه ویشرب مما تشربون۔ (المومنون: ۳۳)

اور سردار ان قوم نے جواب دیا، جو کفر کرتے تھے اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے اور ہم نے انہیں دنیوی زندگی میں خوشحال کر رکھا تھا کہ یہ تو تم جیسا ہی انسان ہے تمہاری خوراک یہ بھی کھاتا ہے اور تمہارے ہی پینے کا پانی ہی یہ بھی پیتا ہے۔

انہیں حیرانگی اس بات کی تھی کہ انسان نبی کیسے ہو سکتے ہیں کہ ہمارے جیسے انسان ہیں

کھاتے ہیں پیتے ہیں چلتے ہیں پھرتے ہیں یعنی ان کو تعجب تھا کہ نبوت انسانیت کے لیے موزوں نہیں ہے حالانکہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے اس سے پہلے جتنے نبی آئے سارے کے سارے مرد ہی تھے اور زمین پر چونکہ انسان رہتے ہیں اس لیے انسان ہی آئے اس میں تعجب کیا؟ تعجب تو تب ہوتا کہ زمین پر فرشتے رہتے اور انسان نبی آتے۔

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی صاحب ایک روایت ذکر کرتے ہیں:  
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ (نشر الطیب: ص ۵-۶)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

قرآن پاک میں جا بجا انبیاء کو بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا۔ (کنز الایمان مع تفسیر نعیم الدین ج ۱۳ ص ۵)

تیس پاروں میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے ممکن ہے نعیم الدین صاحب نے اکتیسویں پارے میں پڑھ لیا ہو۔

احمد رضا خان صاحب ایک خود ساختہ روایت بیان کرتے ہیں:  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جابر بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور قدرت الہی سے پیدا کیا وہ نور جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا اس وقت لوح و قلم جنت اور دوزخ، فرشتگان، آسمان و زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے پہلے سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ (رسالہ صلوة الصفا: ص ۲۳)

ایک بریلوی احمد یار خان لکھتا ہے:

رسول، اللہ کے نور سے ہیں اور ساری مخلوق آپ کے نور سے ہے۔ (مواعظ نعیمیہ: ص ۱۴)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں  
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا  
اور خود بریلو پلوں کے خان صاحب نے بھی اپنی کتاب میں ایک روایت درج کی ہے کہ  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر شخص کی ناف میں اس مٹی کا کچھ حصہ موجود ہے جس سے اس کی تخلیق ہوئی ہے، اور اسی  
میں وہ دفن ہوگا۔ اور میں، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور  
اسی میں دفن ہوں گے۔ (فتاویٰ افریقہ: ص ۸۵۔ بریلو بیت: ص ۱۴۵)

اگر عیسائیوں کو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلطی لگ گئی تو سمجھ آتی ہے کہ بغیر باپ کے  
پیدا ہوئے شادی نہیں کی اولاد کوئی نہیں تھی۔

لیکن حیرت ہے لوگوں کی عقلوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آمنہ کا لال بھی کہتے ہیں خدیجہ  
رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا شوہر بھی مانتے ہیں ابراہیم رضی اللہ عنہ اور قاسم رضی اللہ  
عنہ کا باپ بھی مانتے ہیں مدینہ میں روضہ بھی ہے پھر کہتے ہیں کہ نور ہیں۔ نوری تو جبرائیل علیہ  
السلام ہیں بتاؤ ان کی ماں کا نام کیا ہے؟ انکی بیوی کون ہے؟ ان کی اولاد کا کیا نام ہے؟ جبرائیل  
کی قبر کہاں ہے؟

باقی رہی نور والی حدیث کی بات تو یہ یونانی فلسفہ سے متاثر ہو کر گھڑی گئی ہے۔ فلاسفہ جس  
چیز کو عقل دوام کہتے ہیں۔ صوفیاء اسے ہی نور محمدی کہتے ہیں۔

۱۔ صحاح ستہ میں اس حدیث کا سراغ تک نہیں ملتا۔

۲۔ اس روایت کا ماخذ مصنف عبدالرزاق ہے جو تیسرے درجہ کی کتاب ہے اور اس میں  
ضعیف اور مترک تو درکنار موضوعات تک شامل ہیں۔

۳۔ اس حدیث کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتلائے گئے ہیں لیکن اسناد مذکور نہیں۔

لہذا ویسے بھی مردود ہے۔

اس کی بجائے ترمذی ابواب القدر میں ایک صحیح حدیث بھی موجود ہے جو یوں ہے اول ما خلق اللہ القلم اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا۔ (شریعت و طریقت: ص ۴۸۱)

اللہ پاک قرآن میں کہتے ہیں۔

اور ہم نے پانی سے ہر (جاندار) چیز کو پیدا کیا۔ (الانبیاء: ۳۰)

(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احکام و مسائل ص ۶۰)

## شُرک میں والدین کا بھی حکم نہ مانو

قرآن کی پکار:

ووصینا الانسان بوالديه حسنا وان جهدک لتشُرک بی ماليس لک به علم فلا تطعهما الی مرجعکم فانئکم بما کنتم تعملون ﴿العنکبوت: ۸﴾  
ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کر لیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانے تم سب کو لوٹنا میری ہی طرف ہے پھر میں ہر اس چیز سے جو تم کرتے تھے تمہیں خبر دوں گا۔  
وان جهدک علی ان تشُرک بی ماليس لک به علم فلا تطعهما وصاحبهما فی الدنیا معروفًا واتبع سبیل من اناب الی ثم الی مرجعکم فانئکم بما کنتم تعملون ﴿لقمان: ۱۵﴾

اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا۔

اس کا شانِ نزول سعد رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے مسلمان ہونے پر ان کی والدہ نے بھوک ہڑتال کر دی انہوں نے کہا نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی یہاں تک کہ موت آجائے یا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دے سعد رضی اللہ عنہ پورے عرب میں فرمانبردار بیٹا مشہور تھا لیکن جب معاملہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آیا تو فرمایا تیری جیسی سوماں ہوں ایک ایک کر کے قربان کر دوں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوڑنا گوارا نہیں سعد کی ماں کا خیال تھا کہ بھوک ہڑتال سے بیٹا واپس آجائے گا لیکن سعد نے ماں کو اسلام پر قربان کرنے کا فیصلہ کیا تو اللہ نے ماں کو بھی ہدایت نصیب فرمائی سچ ہے جو اللہ کے دین کے لیے

استقامت دکھاتے ہیں اللہ ان کی دنیا اور آخرت دونوں کو سنوار دیتا ہے۔

(صحیح مسلم: کتاب التفسیر)

اللہ پاک کے کلام میں توحید کے ساتھ والدین کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے لیکن اگر والدین بھی شرک کا حکم دیں تو نہیں مانا جائے گا۔

اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ (مسند احمد)

ماں باپ کا شرک کے لیے کہنا اس لیے بھی نہیں مانا جائے گا کیونکہ یہ خسارے کا سودا ہے اور مومن آخرت کے خسارے کا سودا کبھی نہیں کرتا۔

## وسیلہ

### قرآن کی پکار:

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة وجاهدوا في سبيله  
لعلكم تفلحون (المائدہ: ۳۶)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے حضور (باریابی کے لیے) وسیلہ تلاش کرو  
اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو سکو۔

وسیلہ سے مراد نیک اعمال ہیں جیسا کہ اسی آیت کے دوسرے حصے سے ظاہر ہو رہا ہے کہ  
جہاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

Wasilah: The means of approach or achieving closeness to  
Allah by getting His favours.

وسیلہ کا مطلب ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے رسائی اور اس کا قرب۔ اس کی جائز اور ناجائز  
شکلیں کون سی ہیں اس کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

### وسیلہ جنت کا ایک مقام:

سیدنا عبد اللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم اذان دینے والے کو سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے پھر  
مجھ پر صلوٰۃ پڑھو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ صلوٰۃ پڑھی اللہ اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ بھیجتا ہے  
(یعنی رحمت نازل فرماتا ہے) پھر اللہ سے میرے لیے وسیلے کا سوال کرو اس لئے کہ وہ جنت  
میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے  
کہ وہ میں ہی ہو گا لہذا جو شخص میرے لیے وسیلے کی دعا کرے گا اس پر شفاعت لاگو ہو جائے  
گی۔ (رواہ مسلم کتاب الصلوٰۃ)

## نیک اعمال کا وسیلہ:

حدیث میں آتا ہے تین اشخاص غار میں پھنس گئے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا تینوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اس کے بعد غار کا پتھر سرک گیا اور وہ باہر آ گئے۔

## فوت شدہ کا وسیلہ:

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب بھی قحط سالی ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا کرواتے اور فرماتے اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی دعا کرواتے (جب وہ زندہ ہم میں موجود تھے) تو تو ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب فرماتا اب جبکہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود نہیں ہیں) تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو ہم تیری بارگاہ میں بطور وسیلہ (یعنی دعا کے لیے) پیش کر کے دعا کر رہے ہیں یا اللہ اس دعا کو قبول فرما ہم پر بارش کا نزول فرما۔ (راوی کہتا ہے کہ اس پر بارش ہو جاتی) (بخاری)

اگر فوت شدہ کا وسیلہ جائز ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کتنے دور تھے؟ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہ تھے۔

## غلط استدلال:

جب آدم علیہ السلام غلطی کے مرتکب ہوئے تو انہوں نے دعا کی اے میرے پروردگار میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے اللہ نے فرمایا اے آدم تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے معلوم کیا جب کہ میں نے اس کو پیدا ہی نہیں کیا انہوں نے کہا اے میرے پروردگار جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ کے ساتھ بنایا تھا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تھی تو میں نے اپنا سراٹھایا عرش کے پایوں پہ میں نے دیکھا لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں سمجھ گیا کہ تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے تفصیل کے لیے دیکھیں۔ (احادیث ضعیفہ کا مجموعہ

:الشیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ جلد اول)

فن حدیث کے لحاظ سے بھی اس روایت کو ہر محدث نے موضوع (گھڑی ہوئی بتایا ہے) اس میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم راوی ہیں اور اس پر یہ حکم لگایا گیا ہے۔ (میزان الاعتدال: ج ۲ ص ۱۰۶)

پھر قرآن میں اللہ پاک آدم علیہ السلام کی معافی کا سبب یہ بیان کر رہے ہیں:  
قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا و ترحمنا لنكونن من  
الخنسین (الاعراف: ۲۳)

دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ:

لا ینبغی لاحد ان یدعو اللہ بمخلوق و سالہ یہ فیقول اللهم انی استلک  
بحق انبیائک او یقول بحق رسولک او بحق احد اولیانک کل ذلک  
مکروہ التحریم (ہدایہ: ص ۴۷۳)

یعنی کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسکی مخلوق کے واسطے سے بارگاہ الہی میں دعا کرے اور اس کے وسیلے سے سوال کرے اور یوں کہے اے اللہ میں تجھ سے بحق انبیاء یا بحق رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا فلاں بزرگ کے واسطے اور وسیلے سے دعا مانگتا ہوں اس طرح دعا کرنا ناجائز اور حرام ہے (بحوالہ قبر پرستی)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ کے پاس مزار شریف پر کوئی شکستہ حال دعا کے لیے عرض کرنے کو نہیں پہنچتا مگر یہ کہ اس کی شکستگی کی اصلاح ہوگی (اس طرح سے کہ حیات برزخہ کے سبب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر دعا کی اور وہ کامیاب ہو گیا۔ (نشر الطیب: ص ۱۴۲)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کے مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہیں تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا تو عرض کی میں کس طرح آؤں؟ فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا تو شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید یا جنید کہلو اتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا، پکارا حضرت میں چلا۔ فرمایا، وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ (ملفوظات احمد رضا: ج ۱ ص ۱۱۷)

یعنی اللہ کا نام لو گے تو ڈوب جاؤ گے اور فلاح غیر اللہ کو پکارنے سے ملے گی سبحان اللہ کیا کہنے۔

مرشد قبر میں:

جان لو اپنا ہاتھ جس شیخ کے ہاتھ میں دیا ہے مرنے کے بعد قبر میں آ جاتا ہے اور اپنے مرید کی طرف سے فرشتوں کو جواب دیتا ہے اور اسے نجات دلاتا ہے۔ پس ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ شیخ کامل پکڑے تاکہ شفیع ہو۔

(فوائد فریدیہ: ص ۶۰ م ڈیرہ غازی خان)

ہمارے سرور عالم کا رتبہ کوئی کیا جانے

خدا کو ملنا چاہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا جانے

(بحوالہ فاتحہ کا صحیح طریقہ: ص ۵۶)

## وحدت الوجود

انسان چلہ کشیوں کے ذریعے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اسے ہر چیز میں اللہ نظر آتا ہے صوفیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں میں یہ عقیدہ مشترک پایا جاتا ہے۔

عیسائی عقیدہ:

سینٹ پال کا قول ہے ہم ذات باری میں مسلسل تحلیل ہوتے رہتے ہیں جب ایک شے دوسری میں مدغم ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا میں بھی خدا میں تحلیل ہو رہا ہوں اور وہ ذاتِ برحق مجھ سے ہم آہنگ ہو رہی ہے قسم ہے اس زندہ جاوید خدا کی کہ اب مجھ میں اور خالق کائنات میں کوئی فرق باقی نہیں رہا ہم اب دونوں ایک ہی ہیں۔

وہ آنکھ جس سے میں دیدار خداوندی سے لطف افروز ہوتا ہوں اسی آنکھ سے وہ علیم و بصیر ذات میرا انتظار کر رہی ہے میری آنکھ اور خدا کی آنکھ دونوں ایک ہی ہیں۔ (مذہب و تجدید مذہب: پروفیسر عبدالحمید صدیقی ص ۲۱۳)

اے میرے خدا! میں ایک گم شدہ بھیڑ کی طرح تیری تلاش و جستجو میں مضطرب دلائل کے ساتھ اوارہ گردی کرتا رہا لیکن تو نہ ملاحظا لاکہ تو خود میرے اندر موجود تھا میں نے اس دنیا کے شہروں کے تمام کونچوں میں تجھ کو ڈھونڈا مگر تو نہ ملا میں نے ناحق تیری تلاش گرد و پیش میں کی جب کہ تو خود میرے اندر موجود تھا۔ (معارف النفس بحوالہ وحدت الوجود ایک غیر اسلامی نظریہ، اللہ موجود نہیں؟)

ہندو عقائد:

ابن عربی اور عقیف تلسمانی رومی جامی وغیرہ نے وہی ہندوؤں والا عقیدہ لیا کہ دراصل رام نے اپنا کھیل کھیلنے کے لیے انسانی قالب (اوتار) اختیار کیا اور یہ سرشٹی (دنیا) پیدا کی اور ہندوہمہ اوستیوں (دام مارگیوں) کا عقیدہ یہ ہے کہ کرشن (یعنی خدا) خود ہی باپ ہے اور اور خود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہی بیٹا اور خود ہی بیوی ہے۔

کسی نے پوچھا کہ بیوی بیٹی اور اجنبی عورت میں کیا فرق ہے اس نے جواب دیا ہمارے درمیان تو کوئی نہیں۔

ایسے گندے عقیدے والے کے منہ پر کسی نے تھپڑ مار دیا اس نے حاکم وقت سے شکایت کی اس نے کہا اس کو شک ہو گیا ہے، مارنے والا بھی وہی اور مار کھانے والا بھی وہی ہے۔ ہندوؤں میں ویدانت یوگ اور بھگت کی وجہ سے وحدت الوجود نفس کشی پر انایام بھجن (قوالی) گیان دھیان (مراقبہ) چکار (فنا بقا) موجود ہیں اور ہمہ اوستی صوفیوں میں یہی چیزیں دوسرے ناموں سے ملتی ہیں۔

دیکھیے ہندو جوگی سانس روک کر اوم کا ذکر کرتے ہیں تو انہی کی طرح ہمارے نقشبندی بھائی بھی آنکھ اور منہ بند کر کے زبان تالو سے چپکا کر سانس روک کر لا اور الہ کو دائیں اور اللہ کی ضرب قلب پر لگاتے ہیں رومی بھی یہی تعلیم دیتے ہیں۔ (مجلہ الدعوة جون ۱۹۹۸ ہمہ اوستی نظام تصوف) دیوبندی بھائیوں کا موقف:

امام حاجی امداد اللہ مہاجر کی مسئلہ وحدت الوجود کے بارے میں کہتے ہیں: مسئلہ وحدت الوجود حق و صحیح ہے اول جس شخص نے اس مسئلہ میں خوض فرمایا شیخ محی الدین ابن عربی ہیں۔ (شہنام امدادیہ: ص ۳۲) اسی طرح حاجی صاحب فرماتے ہیں:

مثلاً اللہ کی مثال تخم کی اور مخلوق کی مثال درخت کی سی ہے کہ درخت مع تمام شاخوں اور پتوں و پھل و پھول کے اس میں چھپا تھا۔ جب تخم نے اپنے باطن کو ظاہر کیا خود چھپ گیا جو کوئی دیکھتا ہے درخت کو دیکھتا ہے تخم دکھائی نہیں دیتا۔ (شہنام امدادیہ: ص ۳۸) جبکہ اللہ کہتا ہے کہ اس کے بارے میں مثالیں مت بیان کرو کیونکہ کوئی اس کے مثل نہیں ہے۔ (الشوری)

دوسری جگہ حاجی صاحب فرماتے ہیں:

من اردان يجلس مع الله فاليجلس مع اهل التصوف  
 جو اللہ کے ساتھ بیٹھنا چاہے اسے چاہیے کہ اہل تصوف کے ساتھ بیٹھے۔ (شام امدادیہ: ۴۹)  
 اسی طرح علامہ محمد فضل حق خیر آبادی دیوبندی لکھتے ہیں:  
 اگر انبیاء و وحدت الوجود کی دعوت دیتے تو ان کی رسالت کا فائدہ فوت ہو جاتا یہ عقیدہ  
 عوام کے ذہنوں کی سطح سے بلند ہے اسی لئے ان حضرات کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کی ذہنی سطح  
 کو سامنے رکھ کر گفتگو کریں۔ (الروض المجوذ از خیر آبادی: ص ۴۴)  
 پتہ نہیں یہ حکم کہاں ہے کہ لوگوں کی ذہنی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے دین کی کوئی بات چھپائی جاسکتی  
 ہے۔ ہاں البتہ یہ حدیث میں ہے جو یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ چھپا لیا وہ جھوٹا ہے۔  
 ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

حق سبحانہ و تقدس جو حقیقتاً ہر جمال و حسن کا منبع ہے اور حقیقتاً دنیا میں کوئی بھی جمال ان کے  
 علاوہ نہیں ہے۔ (تبلیغی نصاب فضائل قرآن: ص ۳۰۰)  
 زکریا صاحب قاسم نانا توی صاحب کا کلام پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت  
 نجانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

(تبلیغی نصاب: ص ۸۱۰)

زکریا صاحب وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے منصور حلاج کے بارے میں لکھتے ہیں:  
 دی گئی منصور کو پھانسی ادب کے ترک پر  
 تھا انا الحق، حق مگر اک لفظ گستاخانہ تھا

(دلی کابل ص: ۲۷۹)

وحدت الوجود کی معراج:

ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زید مجدہ نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ  
 مینڈھوش پوری کیسے شخص تھے۔ حضرت نے فرمایا: پکا کافر تھا: اور اس کے بعد مسکرا کر ارشاد فرمایا

کہ: ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے: ایک بار ارشاد فرمایا کہ: ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت سی رنڈیاں مرید تھیں ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب اس کو بہتیرا سمجھایا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو تو اس نے کہا کہ میں بہت گناہگار ہوں اور بہت روسیاء ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں۔

میاں صاحب نے کہا۔ نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا۔ بی تم کیوں نہیں آئی تھیں اس نے کہا کہ حضرت روسیاء ہی کی وجہ سے زیارت کو آتے ہوئے شرماتی تھی میاں صاحب بولے بی تم کیوں شرماتی ہو۔ کرنے والا کون ہے اور کروانے والا کون وہ تو وہی ہے۔ رنڈی یہ سن کر آگ بگولہ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا لا حول ولا قوۃ اگرچہ میں روسیاء ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔ (تذکرہ الرشید: ۲-۲۳۲) غالب نے اس کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا۔

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود

پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

بریلوی بھائیوں کا موقف: / خانقاہی دنیا

احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں:

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ

کہ نور باری حجاب میں ہے

(حدائق بخشش: حصہ اول ص ۸۰)

محمد یار گڑھی لکھتے ہیں:

بجاتے تھے جو انی عبداللہ کی بنسری ہر دم

خدا کے عرش پر انی انا اللہ بن کر نکلیں گے

(دیوان محمدی: ص ۱۳۹)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر  
 اتر پڑا مدینے میں مصطفیٰ ہو کر  
 مقام اس نبی کا عرش بریں ہے  
 خدا جو نہ کہے وہ کافر لعین ہے

مزید ارشاد ہوتا ہے:

کیا فرق ہے عزیز و حضرت میں اور خدا میں  
 وہ بھی الہ ہے یارو یہ بھی الہ ہے یارو

مزید ارشاد ہوتا ہے:

چاچڑ وانگ مدینہ دسے کوٹ مٹھن بیت اللہ  
 ظاہر دے وچ پیر فریدن باطن دے وچ اللہ  
 جو مشتاق نظارہ ہو میرے خواجہ کو آدیکھے  
 عیاں شان خدائی ہے فقط پردہ ہے انسان کا

مزید ارشاد ہوتا ہے:

وہی لا مکال کے ملیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے  
 وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکال وہ خدا ہے جس کا مکال نہیں  
 وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب  
 نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

(حدائق بخشش: ج ۱ ص ۴۸)

صوفی عبدالکریم جیلی حلول کے متعلق اپنا ذاتی تجربہ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

میں نے اپنا وجود کھو دیا پھر وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) میری طرف سے مجھ میں قائم مقام ہوا یہ  
 عوض جلیل القدر تھا بلکہ بعینہ میں ہی تھا پس میں وہ تھا اور وہ میں تھا وجود مفرد تھا جس کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کوئی جھگڑنے والا نہ تھا میں اس کے ساتھ اس میں باقی رہا اور فرق ہمارے درمیان سے اٹھ گیا اور میرا حال ماضی اور مضارع میں ایک ہی جیسا ہو گیا لیکن میں نے اپنے نفس کو بلند کیا پھر حجاب اٹھ گیا اور میں اپنی نیند سے بیدار ہوا گویا کہ میں لیٹا ہی نہ تھا میں نے اپنی چشم حقیقت سے اپنے آپ کو حق دیکھا۔ (انسان کامل: ص ۱۰۸)

ہمارے ایک چشتیہ خاندان کے پیر بھائی تھے جو صوفی جی کے نام سے مشہور تھے وہ صاحب کرامت تھے اور ان کے بہت سے مرید بھی تھے ایک دن میرے پاس آئے تو ہم مل کر چائے پینے لگے چائے پیتے پیتے صوفی جی کے چہرے پر کیفیت کے آثار نمایاں ہوئے چہرہ سرخ ہو گیا آنکھوں میں لال لال ڈورے ابھر آئے پھر کچھ نشہ کی سی کیفیت طاری ہوئی یکا یک صوفی جی نے سر اٹھایا اور کہنے لگے بھائی جان میں خدا ہوں اس پر میں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور اس کے دو ٹکڑے کر کے صوفی جی سے کہا آپ خدا ہیں تو اسے جوڑ دیجیے صوفی جی نے دونوں ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کو ملا کر ان پر توجہ فرمائی لیکن کیا بننا تھا ساتھ ہی ان سے وہ کیفیت بھی غائب ہو گئی جس کی وجہ سے وہ خدائی کا دعویٰ کر رہے تھے۔ (بحوالہ شریعت و طریقت: ص ۹۴)

بایزید بسطامی کا ایک مرید ۳۰ سال آپ کی خدمت میں رہا وہ رات کو نہ کبھی سوتا اور نہ ہی کبھی روزہ چھوڑتا تھا مگر باطنی علوم اس پر منکشف نہ ہوتے تھے آخر تنگ آ کر حضرت شیخ سے اس بات کی شکایت کی تو بایزید نے فرمایا تم تین سو سال بھی لگے رہو تو یہ علم حاصل نہ کر سکو گے مرید نے پوچھا اس کا کوئی علاج؟ فرمایا علاج تو ہے مگر تم کرنے سکو گے جب مرید نے اصرار کیا تو آپ نے علاج یہ بتایا کہ اپنی ڈاڑھی اور سر منڈا دو گوڈری پہن لو باداموں کا ایک کسکول ہاتھ میں لے کر اپنے گرد بچوں کو جمع کرو اور کہو جو بچہ مجھے ایک گھونسا مارے گا اسے ایک بادام دوں گا اسی طرح گلی گلی پھرو مرید نے کہا سبحان اللہ کیا علاج ہے بایزید نے کہا تیرا سبحان اللہ کہنا بھی شرک ہے کیونکہ تو یہ کلمہ اپنی پاکیزگی بیان کرنے کے لیے کہہ رہا ہے مرید نے کہا مجھ سے علاج نہیں ہو سکتا کوئی اور بات بتلائیے بایزید نے کہا اگر یہ علاج نہیں کر سکتا تو تیرا کوئی علاج نہیں ہے۔ (احیاء العلوم: ص ۳۵۸ ج ۴ مصنفہ امام غزالی۔ بحوالہ شریعت و طریقت: ص ۳۵۲)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

مٹی دا بت بنا کے آپے وچ بہہ گیا  
جگانوں بناون والا کھڑی کھڈے پے گیا

مزید ارشاد ہوتا ہے:

مصطفیٰ کے نور میں سے ذاتِ باری جلوہ گر  
مصطفیٰ کا نور یوں کہئے خدا کا نور ہے

مزید ارشاد ہوتا ہے:

اربع عناصر محل بتائیو وچہ وڑ بیٹھا آپے  
آپے کڑیاں آپے نینگر آپے بنائیں ماپے  
آپے مرین آپے جیویں آپے کرے سیاپے  
بلھیا جو کجھ قدرت رب دی آپے آپ نجاپے

مزید ارشاد ہوتا ہے:

گل سمجھ لئی تے رولا کیہ  
ایہ رام رحیم تے مولا کیہ

مزید ارشاد ہوتا ہے:

ادھر بھی تو ادھر بھی تو  
یہاں بھی تو وہاں بھی تو  
مندر میں تو مسجد میں تو  
کعبے میں تو بت کدے میں تو  
حیران ہوں اس بات پہ کہ تم کون ہو کیا ہو  
ہاتھ آؤ تو بت ہاتھ نہ آؤ تو خدا ہو  
لا مکانی کا بھی بہر حال ہے دعویٰ تمہیں  
نخن اقرب کا بھی پیغام سنا رکھا ہے

اور ابن عربی کا تو عقیدہ واضح ہے جیسا کہ کہتے ہیں:

ان وجود المخلوق هو وجود الخالق. (شرح طحاویہ: ص ۵۵۶)  
مخلوق کا وجود دراصل خالق کا وجود ہے۔

عیسائی، ہندو اور صوفیاء کا نظریہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

جو بات عیسائی اور ہندو کہتا ہے صوفیاء اس سے کہیں آگے بڑھ گئے کہ کافر نے ان سے خوف محسوس کرنا چھوڑ دیا کہ یہ اتنی پستی میں چلے گئے ہیں کہ واپس نہیں لوٹ سکتے۔

انگریز مصنف کی گواہی:

دوسری طرف ان پر خوف کے سائے منڈلاتے رہے جس کا اظہار انگریز مصنف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

انگریز مصنف ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی کتاب (Our Indian Muslims) وہ کہتا ہے ہمیں اپنے اقتدار کے سلسلے میں مسلمان قوم کے کسی گروہ سے خطرہ نہیں اگر خطرہ ہے تو صرف مسلمانوں کے ایک اقلیتی گروہ وہابیوں سے ہے کیونکہ صرف وہی ہمارے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں۔

اللہ عرش پر ہے؟

we must believe in all the qualities of Allah which Allah has stated in His Book (the Quran) or mentioned through His Messenger ( Muhammad PBUH) without changing their meaning or ignoring them completely or twisting the meanings or likening them ( giving resemblance ) to any of the created things e.g. Allah is present over His Throne as mentioned in the Quran (V:20:5)( The Noble Quran )

ہم اللہ کی ان تمام صفات پر جو اللہ نے اپنے قرآن میں یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بیان کر دیں بغیر کسی تاویل (تشبیہ) کے ایمان لاتے ہیں جیسا کہ: ا لرحمن علی

العرش استوی۔ جو رحمان ہے عرش پر قائم ہے (طہ ۵)

The Most Gracious (Allah) rose over (Istawa) the (Mighty) Throne ( in a manner that suits His Majesty) , " over the seventh heaven; and He comes down over the first (nearest) heaven to us during the last third part of every night as mentioned by the prophet PBUH but He is with us by His Knowledge , not by His Personal - Self

Also Allah says: There is nothing like Him and He is the All-Hearer, All-Seer.: (V42:11)( The Noble Quran )

اللہ ساتویں آسمان پر ایسے مستوی ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اللہ پاک ہر رات تیسرے پہر پہلے آسمان پر تشریف لاتے ہیں، وہ ہر جگہ اپنے علم کے ساتھ موجود ہے نہ کہ اپنی ذات کے ساتھ جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ: اس کے مثل کوئی نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ (سورۃ الشوریٰ: ۱۱)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سادہ الفاظ میں استوی تو معلوم ہے مگر اس کی کیفیت غیر واضح ہے۔

سلف کی رائے یہ ہے اللہ کی جو صفت بھی قرآن اور حدیث میں آئی ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے وہ کس طرح ہے اس کی وضاحت ضروری نہیں۔

This Noble Verse Proves the quality of hearing and the quality of sight for Allah without likening ( or giving resemblance) to any of the created things, and likewise He also says:

: To one whom I have created with Both My Hands.: (V38:75)

and He also says: :The Hands of Allah is over their hands (V48:10)( The Noble Quran )

یہ آیت مخلوق سے بغیر کسی تشبیہ کہ اللہ تعالیٰ کی سننے اور دیکھنے کی صفت ثابت کرتی ہے اسی

طرح اللہ کہتا ہے کہ جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔ (ص: ۷۵)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (الفتح: ۱۰)

This confirms two Hands for Allah, but there is no similarity for them.

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے دو ہاتھ ہیں لیکن ان کی کوئی مماثلت نہیں ہے:

This is the Belief of all true believers , and was the Belief of all the

Prophets of Allah , from Noah, Abraham, Moses and Jesus till the last of the Prophets, Muhammad PBUH ( It is not as some pepole think that Allah is present everywhere - here , there and even inside the breasts of men)( The Noble Quran

یہ تمام مومنوں کا عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ تھا اس سے پہلے نبیوں نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا۔  
اور یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اللہ (اپنی ذات کے ساتھ) ہر جگہ یہاں اور وہاں موجود ہے جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے۔

ہمارے حنفی بھائی ہاتھوں کا ترجمہ قوت کرتے ہیں جس میں تین چیزیں اہم ہیں۔

۱۔ کیا قوت کے لیے عربی میں کوئی لفظ نہیں کہ اللہ کو یہ کہنا پڑا کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا

ہاتھ ہے یا آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔

۲۔ یہ ایسا خطرناک دروازہ ہے اگر ایک دفعہ کھل گیا تو کوئی عقیدہ سلامت بچے گا؟ جس

چیز کو دل اور عقل تسلیم نہ کرے اس کی تاویل کر دو قصہ ہی ختم۔ کیا ہم نے قرآن کو مانا؟

۳۔ ہمیں یہ کس نے بتایا کہ اللہ نے لفظ ہاتھ استعمال کر کے اس سے مراد طاقت یا قوت لی ہے؟

حالانکہ سلف کا اس بارے میں بڑا واضح نظریہ ہے جو قرآن اور صاحب قرآن نے بتا

دیا۔ مثلاً: اللہ عرش پر ہے۔ اللہ کا ہاتھ ہے۔ اللہ کی پنڈلی ہے۔ اللہ کا چہرہ ہے۔ اللہ آسمان دنیا پر

نزول فرماتا ہے۔

سب سچ ہے مگر کیسے ہے اس کا ہمیں شعور نہیں ہے کہ کوئی اس کی مثل ہی نہیں جیسے اس کی شان کے لائق ہے ویسے ہی ہے۔

یوسف علیہ السلام کو اللہ نے بڑا حسن دیا تھا ہم اگر کسی خوبصورت انسان کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ یوسف ثانی ہے کہ یوسف علیہ السلام بڑے خوبصورت تھے یہ بھی بڑا خوبصورت ہے یعنی ہم نے اس کی خوبصورتی کو تشبیہ دی یوسف علیہ السلام کے حسن سے اب اللہ جیسا ہے ہی کوئی نہیں تو ہم کیسے بتائیں کہ اللہ کا ہاتھ کیسا ہے یا چہرہ کیسا ہے؟

سورۃ بقرہ میں یہی چیز بتائی گئی ہے کہ اگر قرآن یا صاحب قرآن کی کوئی بات سمجھ نہ آئے اس کی تاویل نہیں کرنی بلکہ اس پر ایمان لانا ہے اور یہی ایمان لانے والے کامیاب ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔ (البقرہ: ۴-۵)

جب ایک لونڈی نے وحدت الوجود کے تار و پود بکھیر دیئے:

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھی جو بکریاں چرایا کرتی تھی ایک دن ایک بھیڑیا ایک بکری اٹھا کر لے گیا صحابی رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور لونڈی کو کھپڑ مار دیا اور پھر اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اس نے کہا میں اسے آزاد کر دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بلاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آسمان پر پھر پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے کہا اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ مومنہ ہے۔

صرف دو سوالوں پر کہ اللہ عرش پر ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں محمدی گواہی کہ یہ مومنہ ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب لکھی جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے (بخاری کتاب التوحید احکام و مسائل)

کچھ ایسی چیزیں ہیں جن سے غیر شعوری طور پر اظہار ہوتا ہے کہ اللہ عرش پر (یعنی اوپر) ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا نازل ہوئی تھی (نازل ہونا اس چیز کو کہتے ہیں جو اوپر سے آئے) سیڑھیاں اترتے وقت سبحان اللہ پڑھنا (یعنی میں پستی میں جا رہا ہوں لیکن اللہ کی ذات اس سے پاک ہے اور وہ بلند ہے)

سجدہ میں دعا سبحان ربی الاعلیٰ (میری پیشانی خاک آلود ہوگئی مگر میرا اللہ اس سے پاک ہے اور وہ بلند ہے)

جب ہم دعا مانگتے ہیں تو ہمارے ہاتھ اوپر کی طرف اٹھتے ہیں یہاں تک کہ ہم صاحب قبر کے اوپر بھی کھڑے ہوں تو ہمارے ہاتھ اوپر کو ہوتے ہیں۔

جب یہ مثال دی جاتی ہے کہ مکان پر چڑھنے کے لیے سیڑھی اللہ تک پہنچنے کے لیے بھی تو کچھ چاہیے۔

مومن خان مومن عام شعراء کے برعکس نظریہ وحدت الوجود کے مخالف تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے زمانے کی خالص دینی انقلابی تحریک مجاہدین سے ذہناً وابستہ تھے۔ اسی لیے کہتے ہیں:

ہم بندگی بت سے ہوتے نہ کبھی کافر  
ہر جائے اگر مومن موجود خدا ہوتا

کیا اللہ کو دیکھا جاسکتا ہے؟

ولما جاء موسى لميقاتنا وكلمه ربه قال رب انني انظر اليك قال لن ترني ولكن انظر الى الجبل فان استقر مكانه فسوف ترني فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا وخر موسى صعقا فلما افاق قال سبحنك تبت اليك وانا اول المؤمنين. (الاعراف: ۱۴۳)

اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجیے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پر نچے اڑائیے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات منزہ ہے میں آپ کی جناب میں تو بہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں۔

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراى حجاب او یرسل رسولا فیوحى باذنه ما یشاء انه علی حکیم (الشوریٰ: ۵۱)

ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے بے شک وہ برتر حکمت والا ہے

لا تدرکہ الابصار و هو یدرک الابصار و هو اللطیف الخبیر (الانعام: ۱۰۳)

آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ باریک بین باخبر ہے۔

صحیح مسلم میں ہے وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟

صحیح مسلم ہی میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جان لو تم میں سے کوئی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھے گا۔

اللہ کا حجاب نور ہے اگر وہ اس حجاب کو ہٹا دے تو اس کے چہرے کے انوار سے وہ ساری مخلوق جل کر رہ جائے جس کو اس نے پیدا کیا ہے جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔ (مسلم: کتاب الایمان)

معراج کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا؟

اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے لیکن اس میں بھی قطعی فیصلہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کا ہے کہ جو کہتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقع پر اپنے رب کو دیکھا وہ جھوٹا ہے۔ (مسلم)

شیخ عبدالقادر جیلانی کا واقعہ:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک دن میں عبادت کر رہا تھا کہ ایک تخت جس

پر نور ہی نور تھا نمودار ہوا اور کہا اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں اور تمہارے لیے وہ تمام چیزیں حلال کرتا ہوں جو پہلے حرام تھیں میں نے جواب دیا دور ہو دشمن اللہ۔ اس پر نور غائب ہو گیا اور تاریکی چھا گئی آواز آئی اے عبدالقادر تو اپنی فقاہت اور علم سے بچ گیا ورنہ میں اسی طریقہ سے ستر شیوخ گمراہ کر چکا ہوں شیخ سے پوچھا آپکو کیسے پتہ چلا جواب دیا کہ شریعت مکمل ہو گئی اب ایسی بات شیطان ہی کر سکتا ہے۔

فرعون کی بھڑک اور روسی سائنسدان کا متکبرانہ انداز:

وقال فرعون يا ايها الملا ما علمت لكم من اله غيري فاقصد لي يها من على الطين فاجعل لي صرحا لعلني اطلع الى اله موسى واني لا ظنه من الكذابين. (القصص: ٣٨)

اور فرعون نے کہا اے درباریو! میں تو اپنے علاوہ تمہارے کسی الہ کو جانتا نہیں سوا اے ہامان تو مٹی (کی اینٹوں کو) آگ سے پکا پھر میرے لیے ایک اونچی عمارت تیار کرتا کہ میں موسیٰ کے الہ کو جھانک سکوں اور میں اسے جھوٹا آدمی سمجھتا ہوں۔

اور پھر اس متکبر کو اللہ نے سمندر میں ڈبو کر اس کی لاش کو عبرت بنا دیا۔

ایسی ہی متکبرانہ بات روس کے سائنسدان نے خلا سے واپسی پر کہی کہ مجھے تو کہیں اللہ نہیں ملا۔

سائنسی وضاحت:

کائنات میں فاصلوں کی پیمائش کے لیے جو اکائی استعمال کی جاتی ہے اسے نوری سال (Light Year) 12 کہتے ہیں یہ وہ فاصلہ ہے جو روشنی ایک سال میں طے کرتی ہے اس کی مقدار (9.46X10 km) ہے۔

جس کہکشاں میں ہمارا نظام شمسی (Solar System) واقع ہے اسے (Milky

Way Galaxy) کہتے ہیں اس کا قطر ایک لاکھ نوری سال ہے (100000 Light

Year) ہے اس میں لگ بھگ ایک سو بلین ستارے دریافت ہو چکے ہیں۔ (Milky

Way سے اگلی کہکشاں میں ۸ لاکھ نوری سال (800000) کے فاصلے پر واقع ہے ابھی تک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بیسویں بلین کہکشاں (Tens of Millions Glaxies) دریافت ہو چکی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات میں موجود ستاروں (Stars) کی تعداد کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا تاہم ان کی تعداد بلین بلین (Billion Billion = 1024) سے زیادہ ہے۔ The Guinness Encyclopedia of Science) یہ بے وقوف ایک نوری سال کے بھی کئی ہزار ویں حصے کا فاصلہ طے کر آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ (تیسیر القرآن: ۷۹)

جنت میں اللہ کا دیدار ہوگا؟

جو خوش قسمت جنت میں جائیں گے وہ ضرور اللہ کا دیدار کریں گے اور یہ دیدار سب سے اعلیٰ نعمت ہوگا اور وہ اپنے رب کو بغیر کسی رکاوٹ کے دیکھیں گے۔  
الی ربها ناظرة ووجوه یومئذ باسرة (القیامة: ۲۲ . ۲۳)  
اس روز بہت سے منہ رونق دار ہونگے اور اپنے پروردگار کے محو دیدار ہوں گے۔

## ستارہ پرستی

ستاروں کی پیدائش کا مقصد:

وهو الذى جعل لكم النجوم لتهتدوا بها فى ظلمات البر والبحر قد فصلنا الايت لقوم يعلمون (الانعام: ۹۷)

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں خشکی میں اور دریا میں راستہ معلوم کر سکو بے شک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں ان لوگوں کے لیے جو خبر رکھتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین چیزوں کے لیے پیدا فرمایا ہے:

آسمان کی زینت کے لیے  
شیاطین کو مارنے کے لیے  
بر و بحر میں راستے معلوم کرنے کے لیے

جو شخص اس کے علاوہ کوئی اور مطلب لیتا ہے وہ خطا کار ہے اس نے اپنا حصہ شرعی ضائع کر دیا اور خود کو تکلف میں ڈال دیا جس کا کوئی علم نہیں۔

ولقد زيننا السماء الدنيا بمصابيح وجعلناها رجوما للشياطين واعتدنا لهم عذاب السعير (الملک: ۵)

نیز ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے سجایا ہے اور ان چراغوں (ستاروں) کو شیطان کو مار بھگانے کا ذریعہ بنا دیا ہے اور ان کے لیے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

سائنسی وضاحت:

فروری ۱۹۹۵ء میں ایک مصنوعی سیارے نے فضاء میں داخل ہونے والے شہا پیئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(Meteorites) شمار کیے اس رپورٹ کے مطابق روزانہ بلین شہا پینے زمین کی فضا میں داخل

ہوتے ہیں۔ (Merit Student Encyclopedia)

شہا بیوں کی ایسی بارش شیطین کو آسمان کی جانب چڑھنے سے روکتی ہوگی۔ زیادہ تر شہا پینے کرہ فضا میں داخل ہونے کے بعد ہوا کی رگڑ سے جل جاتے ہیں اور فضا میں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔  
(بحوالہ تیسیر القرآن)

ستارہ کیا میری تقدیر کی خبر دے گا:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نجومی کے پاس جائے اور اس سے (مستقبل کے بارے میں) کوئی بات دریافت کرے تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (مسلم)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت جاہلیت کے چار کام ترک نہیں کرے گی: خاندانی شرافت، نسب میں عیب اور نقص نکالنا، ستاروں سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا اور چوتھا نوحہ خوانی۔ (رواہ مسلم)

ستارہ پرستی ایمان اور کفر کے درمیان فرق:

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز حدیبیہ کے مقام پر پڑھائی اسی رات کو بارش بھی ہوئی تھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے صبح میرے بندوں میں سے کچھ مومن ہو گئے اور کچھ کافر ہو گئے جس نے کہا ہم پر اللہ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی اس نے مجھے مانا اور ستاروں (کے موثر ہونے) کا انکار کیا جس نے کہا کہ بارش فلاں ستارے کی گردش کی وجہ سے ہوئی اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔ (رواہ مسلم: کتاب الایمان)

ستارہ پرستی کی انتہا:

انگریزی زبان میں اتوار کو سنڈے (Sunday) سورج دیوتا کا دن ، سوموار کو (Monday) چاند دیوتا کا دن کہا جاتا ہے۔ مرتخ (Mars) کے دیوتا کا نام (Tiw) تھا اسی نسبت سے منگل کو (Tuesday) کہتے ہیں۔ عطارد کے دیوتا کا نام (Weden) رکھا گیا اور اسی نسبت سے بدھ کو (Wednesday) کہتے ہیں۔ Weden دیوتا کا ایک بیٹا تھا Thor تسلیم کیا گیا ہے جو گرج یا رعد کا دیوتا تھا اسے مشتری کا دیوتا قرار دیا گیا اور اسی نسبت سے جمعرات کو Thursday کہتے ہیں۔ Weden کی بیوی کا نام فرگ Frigg یا فرگا Firgga تجویز ہوا۔ اسے جو نو بھی کہتے ہیں۔ یہ زہرہ سیارہ کی دیوی تھی اور اسی نسبت جمعہ کے دن کو Friday کہا جانے لگا زہرہ کا مالک دیوتا کی بجائے دیوی (مونث) تجویز کرنے کی شاید یہ وجہ ہو کہ زہرہ کو ایک خوبصورت سیارہ تصور کیا جاتا ہے۔ زحل کو انگریزی میں Saturn کہتے ہیں۔ یہی اس کے دیوتا کا نام تھا اور اسی نسبت سے ہفتہ کے دن کو Saturday کہتے ہیں۔

جنوری کا لفظ رومن دیوتا جنیس کی یاد تازہ کرتا ہے۔ فیروری فیبرو آ کی ، مارچ رومنوں کے جنگ کے دیوتا مرتخ کی ، اپریل اسپیرا کی ، مئی رومنوں کی نشوونما کی دیوی مینیا کی ، جون جو نو دیوی کی ، جولائی روم کے بادشاہ جولیس سیرز کی ، اگست اگسٹس سیرز کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ (الشمس والقمر بحبان: ص ۳۱)

مشرکین مکہ کا عقیدہ بمقابلہ عہد حاضر کے مسلمان

مشرکین مکہ:

قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یرزقکم من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون (یونس : ۳۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمانوں اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ۔ تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے؟

وَلَيْن سَأَلْتَهُمْ مِنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّيهِ أَوْ إِنْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ (الزمر: ۳۸)

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ آپ ان سے کہیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے تو کل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔

قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ. سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ. قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ. قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ. سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَنَنْتَحِرُونَ. (المؤمنون: ۸۹، ۸۴)

دریافت کیجئے کہ ساتوں آسمانوں کا اور بہت باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے اللہ ہی ہے۔ کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟ پوچھئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ؟ یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے کہہ دیجئے کہ پھر تم کدھر سے جادو کر دیے جاتے ہو؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مشرک کہا کرتے تھے اللہ تیری جناب میں ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں اس جملے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تم پر افسوس ہے (انہی الفاظ پر) رک جاؤ مگر وہ ساتھ یہ بھی کہتے مگر وہ جو تیرا ماتحت ہے جس کا تو ہی مالک وہ کسی

چیز کا مالک نہیں مشرکین یہ کلمات اس وقت کہتے جب وہ اللہ کے گھر کا طواف کر رہے ہوتے تھے۔ (رواہ مسلم: کتاب الحج)

هو الذى يسيركم فى البر و البحر حتى اذا كنتم فى الفلك وجرين بهم بريح طيبة و فرحوا بها جاء جاء ریح عاصف و جاء هم الموج من كل مكان و ظلوا انهم احيط بهم دعوا لله مخلصين له الدين لئن انجيتنا من هذه لنكونن من الشكرين. ﴿يونس: ٢٢﴾

وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں (برے) آگھرے (اس وقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارتے ہیں کہ اگر تو ہم کو بچالے تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے۔

جب مکہ فتح ہو گیا تو عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل وہاں سے فرار ہو گئے کشتی پہ سوار ہوتے ہی کشتی طوفانی ہواؤں کی زد میں آگئی تو ملاح نے کشتی پر سوار لوگوں سے کہا کہ اب اللہ واحد سے دعا کرو تمہیں اس طوفان سے اس کے علاوہ کوئی نجات دینے والا نہیں عکرمہ کہتے ہیں میں نے سوچا اگر سمندر میں نجات دینے والا ایک اللہ ہے تو یقیناً خشکی میں بھی نجات دینے والا وہی ہے اور یہی بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں چنانچہ انہوں نے فیصلہ کر لیا اگر میں یہاں سے بچ گیا تو مکہ واپس جا کر اسلام قبول کر لوں گا چنانچہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ (ابوداؤد)

سب کچھ تسلیم مگر اللہ کی الوہیت کا انکار اس مغالطے پر کہ یہ بھی اللہ کے نیک بندے تھے اللہ نے ان کو کچھ اختیارات دے رکھے ہیں ان کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں یہی مغالطہ اس وقت سے کہیں بڑھ کر آج بھی ہے بلکہ آج کا مسلمان تور بوبیت کا بھی انکاری ہے۔

## عہد حاضر کے مسلمان

بھردو جھولی میری یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

قل لا اقول لكم عندى خزائن الله ولا اعلم الغيب ولا اقول لكم انى ملك ان اتبع الا ما يوحى الى قل هل يستوى الاعمى والبصير افلا تتفكرون. (الانعام: ۵۰)

آپ کہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کرتا ہوں آپ کہیے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے۔ سو کیا تم غور نہیں کرتے؟

شہباز کرے پرواز کہ جانے حال دلاں دے:

ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس به نفسه ونحن اقرب اليه من حبل الوريد. (ق: ۱۶)

ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

بابا شاہ جمال پتر دے رتالال:

واذا مس الانسان ضر دعا ربه منيبا اليه ثم اذا خوله نعمة منه نسي ما كان يدعو اليه من قبل وجعل لله اندادا ليضل عن سبيله قل تمتع بكفرك قليلا انك من اصحاب النار (الزمر: ۸)

اور انسان کو جب کبھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب رجوع ہو کر اپنے رب کو پکارتا ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس سے نعمت (اولاد) عطا فرمادیتا ہے تو اس سے پہلے جو دعا کرتا تھا اسے (بالکل) بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے شریک مقرر کرنے لگتا ہے جس سے (اوروں

کو بھی) اس کی راہ سے بہکائے، آپ کہ دیجئے! کہ اپنے کفر کا فائدہ کچھ دن اور اٹھا لو، (آخر) تو دو زخیوں میں ہونے والا ہے۔

بری بری امام بری میری کھوتی قسمت کرو کھری:

وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف له الا هو وان یمسسک بخیر فہو  
علی کل شیء قدیر (الانعام: ۱۷)

اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

رکھ لاج میری لاج پال بچالے مینوں غم توں قلندر لال:

من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعاً الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل  
الصالح یرفعہ والذین یمکرون السیات لہم عذاب شدید ومکر اولئک ہو  
یور. (فاطر: ۱۰)

جو شخص عزت چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کی ساری عزت ہے، تمام تر ستھرے کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتا ہے، جو لوگ برائیوں کے داؤں گھات میں لگے رہتے ہیں ان کے لیے سخت تر عذاب ہے، اور ان کا یہ مکر برباد ہو جائے گا۔

نورانی نور ہر بلا دور:

یولج الیل فی النہار و یولج النہار فی الیل وسخر الشمس والقمر کل  
یجرى لاجل مسمى ذلکم اللہ ربکم له الملک والذین تدعون من دونہ ما  
یملکون من قطمیر. (فاطر: ۱۳)

وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو اسی نے کام میں لگا دیا ہے۔ ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے۔ یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکارتے رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

اے مولا علی اے شیر خدا میری کشتی پار لگا دینا:

هو الذی یسیرکم فی البر و البحر حتی اذا کنتم فی الفلک و جریتم بہم  
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بریح طيبة وفرحوا بها جاءتها ریح عاصف وجاءهم الموج من كل مكان  
وظنوا انهم احيط بهم دعوا لله مخلصين له الدين لئن انجيتنا من هذه لنكونن  
من الشكرين.

وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو  
اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش  
ہوتے ہیں ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا ہے۔ اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی چلی آتی  
ہیں اور وہ سمجھتے ہیں (برے) آگھرے (اس وقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو  
پکارتے ہیں کہ اگر تو ہم کو بچالے تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے۔ ﴿یونس: ۲۲﴾

## مشرک کی بخشش کبھی نہیں ہوگی

قرآن کی پکار:

ان الله لا يعفر ان يشرك به ويعفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد افترى اثما عظيما (النساء: ۴۸)

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔ اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ (النساء: ۱۱۶)

لقد كفر الذين قالو ان الله هو لمسيح ابن مريم وقال المسيح يبيئ اسراء ييل اعبدوا الله ربي وربكم انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة وما وائه النار وما للظلمين من انصار.

بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے حالانکہ خود مسیح نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اسکا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (المائدہ: ۷۲)

ما كان للنبي والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى من بعد ما تبين لهم انهم اصحاب الجحيم (التوبه: ۱۱۳)

پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام (اور لونڈیاں) آئے تو ان میں سے ایک عورت کی چھاتی سے دودھ بہہ رہا تھا وہ سرگرداں دوڑ رہی تھی کہ اس عورت نے ان میں سے بچے کو پالیا تو اسے سینے سے چمٹالیا اور اسے دودھ پلانے لگی تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا تمہارا کیا خیال ہے یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟ ہم نے کہا اگر قدرت رکھے تو کبھی نہ پھینکے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس عورت سے کہیں زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ (بخاری: کتاب الادب)

وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک اور حصہ دار نہیں اگر وہ شرک کو بھی معاف کر دے تو کیا ہے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اللہ یہ کیوں کہتا ہے کہ میں شرک کو قطعاً نہیں بخشوں گا اس کے لیے ایک مثال ہے کہ ایک زانیہ عورت ہے وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر ادھر ادھر منہ کالا کرتی ہے اب اس کے شوہر کو سارے بے غیرت کہیں گے حالانکہ برائی کا ارتکاب اس کی بیوی کر رہی ہے اور اگر وہ تھوڑی سی بھی غیرت والا ہو تو فوراً علیحدگی اختیار کر لے گا اسی طرح اگر اللہ شرک کو معاف کر دے تو اس کی غیرت باقی نہیں رہتی اور یہ ممکن نہیں وہ تو سب غیرت والوں سے زیادہ غیرت والا ہے۔

## شُرک انتہائی ناقص عقیدہ ہے

قرآن کی پکار:

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت. اتخذت بیتاوان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون (العنکبوت: ۲۱)  
جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ بودہ گھر مکڑی کا گھر ہی ہے کاش وہ جان لیتے۔

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یتستجیب لہ الی یوم القیمة وہم عن دعائہم غفلون. (الاحقاف: ۵)

اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسکی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔

مکڑی کا گھر کمزور ترین چیزوں میں سے ایک ہے ایسی ہی پکار مشرک کی ہے کہ اس کا قبول ہونا تو ایک طرف جس کو پکار رہا ہے وہ ہی بے خبر ہے۔

## قبریں اور آستانے

جب سعودی عرب میں قبریں شریعت اسلامی کے مطابق کر دی گئیں تو اس پر سب سے زیادہ شور ہندوستان میں ہوا کہ گستاخ رسول اور گستاخ صحابہ ہیں باقاعدہ یہاں سے وفد سلطان کے پاس گئے، سلطان نے ان کی بات سن کر کہا اگر آپ مجھے قرآن اور حدیث سے ثابت کر دیں کہ قبریں پختہ اور اونچی ہونی چاہیے تو میں سونے اور چاندی سے تعمیر کرنے کو تیار ہوں سلطان کا اس قدر مدلل جواب سن کر وہ لوگ تو آگئے مگر توحید والوں کے خلاف وہابی پروپگنڈہ آج بھی کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔

خصوصی مشن:

ابولہیاج اسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تجھے اس مشن پر روانہ نہ کروں جس پر مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا؟ وہ مشن یہ ہے کہ کسی تصویر کو نہ چھوڑ مگر اسے مٹا دے اور کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑ مگر اسے برابر کر دے (رواہ مسلم: کتاب الجنائز)

چلہ کشیاں اور مجاوری؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص کسی انگارے پر بیٹھے اور وہ انگارہ اس کے کپڑوں کو جلادے پھر اس کے بدن کو جا لگے تو یہ اس بات سے کہیں بہتر ہے کہ وہ کسی قبر کا مجاور بنے۔ (رواہ مسلم: کتاب الجنائز)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں کے اوپر مسجدیں بنانے والے پر اور ان پر چراغ جلانے پر والے لعنت فرمائی۔ (ابی داؤد)

شدرحال:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تین مساجد کے علاوہ کسی بھی مسجد کے لیے سفر کا سامان نہ باندھا جائے:-

۱- مسجد حرام

۲- مسجد الرسول

۳- مسجد اقصیٰ

(رواہ البخاری کتاب التہجد)

پختہ قبر کی ممانعت:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ قبر کو پختہ بنایا جائے۔ اس پر مجاوری کی جائے۔ اس پر عمارت تعمیر کی جائے۔

(رواہ مسلم: کتاب الجنائز)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دعا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بلاشبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے میرے اللہ میری قبر کو وثن (آستانہ) نہ بننے دینا کہ اس کی پوجا ہونے لگے اللہ کا سخت عذاب ہو اس قوم پر جو اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتی ہے۔ (رواہ المالک فی الموطا)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا اور اپنے گھروں کو قبرستان بھی نہ بنانا۔ (یعنی ان میں نقلی نماز پڑھو)

ان احادیث کی الفاظی تصویر کشی مولانا حالی رحمہ اللہ نے کیا خوب کی ہے۔

نہ تربت کو میری بنانا صنم تم

نہ کرنا میری قبر پہ سر کو خم تم

نہیں بندہ ہونے میں مجھ سے کچھ کم تم

کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی

کہ بندہ ہوں اس کا اور ایلچی بھی

## تیس سال کی تبلیغ کا اہم نکتہ:

سیدنا جناب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پانچ دن پہلے فرماتے سنا: خبردار تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اپنے نبیوں اور نیک بزرگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا تھا خبردار تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا میں تمہیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔ (رواہ مسلم: کتاب المساجد)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے اپنی اس بیماری میں ارشاد فرمایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات واقع ہوئی اللہ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا آپ فرماتی ہیں اگر یہ خدشہ نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر نمایاں کر دی جاتی لیکن مجھے اس بات کا خدشہ تھا کہ آپ کی قبر سجدہ گاہ بنا لی جائے گی۔ (رواہ البخاری: کتاب الجنائز)

## بدترین انسان:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد: فرمایا بے شک لوگوں میں بدترین ہوں گے وہ لوگ جنہیں قیامت آئے اور وہ زندہ ہوں گے اور وہ لوگ بھی جو قبروں کو سجدہ گاہ بنا تے ہیں۔ (رواہ احمد فی المسند)

## فقہ حنفی کی وضاحت:

جنتی مٹی قبر سے نکالی جائے اس سے زیادہ کرنا مکروہ ہے۔ قبر ایک بالشت اونچی اور کوہان نما بنائی جائے چوکور نہ بنائی جائے قبر کو پختہ نہ کیا جائے پانی چھڑکانے میں کوئی حرج نہیں قبر پر عمارت بنانا بیٹھنا سونا یا نشانی کے طور پر کچھ لکھنا مکروہ ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری)

قبر کو ہاتھ نہ لگائے نہ اسے بوسہ دے یہ عیسائیوں کی عادت ہے والدین کی قبر کو چوم سکتا

ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری: صفحہ ۳۵۱)

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی صراحت:

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ التفہیمات الالہیہ میں فرماتے ہیں:

کل من ذهب الی بلدہ اجمیر او قبر سالار مسعود او ماضاھا ہا لاجل حاجۃ یطلبھا فانہ اثم اثم اکبر من القتل والزنا الیس مثلہ الا مثل من کان یعبد المصنوعات او مثل من کان یدعو اللات واللات والعزی (اتفہیمات الالہیہ: ج ۲ ص ۴۹)

ہر وہ شخص جو شہر اجمیر یا سالار مسعود کی قبر اور دیگر ان جیسی قبروں اور جگہوں پر طلب حاجات کی غرض سے جاتا ہے وہ قتل و زنا سے بھی زیادہ بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے ایسا شخص بالکل اس شخص کی طرح ہے جو خود ساختہ چیزوں (بتوں) کی عبادت کرتا ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو لات و عزی کو پکارتا ہے۔ (بحوالہ قبر پرستی)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

مفتی عزیز الرحمان لکھتے ہیں:

آج بھی ان کے مزارات سے فیوضات کے چشمے بہ رہے ہیں۔

ایک جگہ لکھتے ہیں:

آپ کا مزار اور خانقاہ اب بھی منبع فیوض و برکات بنا ہوا ہے۔ (ولی کامل: ص ۵۴-۹۴)

علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے بہت سے اعمال ثابت ہیں مثلاً اذان، اقامت، اور

قرآن پڑھنا۔ (فیض الباری: ۱-۱۸۳)

بریلوی بھائیوں کا موقف:

ایک بریلوی عالم عثمان صاحب لکھتے ہیں:

قبروں کی زیارت کرنے سے نفع حاصل ہوتا ہے نیک مردوں سے مدد ملتی ہے۔ (کشف فیوض)

ایک جگہ مزید لکھتے ہیں:

زیارت سے مقصود یہ ہے کہ اہل قبور سے نفع حاصل کیا جائے۔ (کشف فیوض: ص ۴۳)

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں زندگی

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

انبیاء کرام علیہ السلام کی حیات حقیقی حسی و دنیاوی ہے۔

(ملفوظات: ۳-۲۷۶)

دیدار علی لکھتا ہے:

تین روز تک روضہ شریف سے برابر پانچوں وقت اذان کی آواز آتی رہی۔

خانقاہی دنیا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی سخت وعیدوں کے باوجود اسلامی جمہوریہ پاکستان میں منعقد ہونے والے سالانہ عرسوں کا چارٹ حسب ذیل ہے۔

تعداد	بکرمی	تعداد	عیسوی	تعداد	قمری
۳	پوہ	۸	جنوری	۴۱	محرم
۳	ماگھ	۲	فروری	۲۴	صفر
۳	پھاگن	۱۵	مارچ	۴۰	ربیع الاول
۲۵	چیت	۷	اپریل	۱۸	ربیع الثانی
۵	بیساکھ	۱۱	مئی	۲۴	جمادی الاول
۱۷	جیٹھ	۱۱	جون	۵۰	جمادی الثانی
۲۲	ہاڑھ	۵	جولائی	۴۴	رجب
۴	ساون	۳	اگست	۶۰	شعبان
۲	بھادوں	۶	ستمبر	۳۹	رمضان
۹	اسوج	۷	اکتوبر	۲۱	شوال

۸	کاتک	۹	نومبر	۲۲	ذوالقعدہ
۲	مگھر	۴	دسمبر	۳۸	ذوالحجہ
۱۰۷		۸۸		۴۳۹	کل

(کل عرس ۶۳۴) (بحوالہ توحید کے مسائل: ص ۶۰)

مردے نہیں سنتے؟ (سماع موتی)

قرآن کی پکار:

انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین (النمل: ۸۰)  
بے شک آپ نہ مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ  
پھیرے روگرداں جا رہے ہیں۔

وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بسمع  
من فی القبور. (فاطر: ۲۲)

اور زندے اور مردے برابر نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور آپ ان  
لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔

غلط استدلال (شہید زندہ ہیں مگر کیسے؟)

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولكن لا تشعرون.  
﴿البقرہ: ۱۵۴﴾

اللہ کی راہ کے شہیدوں کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔

موت شہادت کی ہو طبعی ہو یا غیر طبعی مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی فنا (Destruction) نہیں  
بلکہ ٹرانسفر ہے ایک دنیا سے دوسری دنیا میں برزخی زندگی ہر ایک کو حاصل ہے مسلم ہو یا غیر  
مسلم۔ لیکن یہاں آیت کا ایک حصہ لیا جاتا ہے اور دوسرا نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جیسے کسی  
مولانا نے بچے سے پوچھا بیٹا نماز پڑھتے ہو کچھ کہنے لگا میں تو نماز کے نزدیک بھی نہیں جاؤں گا  
اس نے پوچھا کیوں بچے نے جواب دیا قرآن میں لکھا ہے کہ نماز کے نزدیک بھی مت جانا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مولانا نے پوچھا بیٹا اس کے آگے کیا لکھا ہے وہ کہنے لگا چھوڑیں مولوی صاحب اتنے پہ عمل ہو جائے تھوڑا ہے۔

اب اس آیت کا دوسرا حصہ اس کی وضاحت کر رہا ہے: ولكن لا تشعرون: لیکن تم نہیں سمجھتے وہ زندگی کیسی ہے اور پھر ہمارے وہ بھائی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں جن کی لغت میں لفظ جہاد سے ہے ہی نہیں بلکہ ان کے بڑوں نے فتوے صادر کئے کہ جہاد کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ جہاد اور فساد کا قافیہ ملایا اور اس آیت میں شہید کے زندہ ہونے کی بات ہو رہی ہے اور شہادت میدان جہاد میں ملتی ہے اور وہ زندگی کون سی ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنئے۔

مسلم شریف میں ہے کہ شہیدوں کی روئیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں ہیں اور جنت میں جس جگہ چاہیں چرتی چگتی، اڑتی پھرتی ہیں پھر ان قندیلوں میں آ کر بیٹھ جاتی ہیں جو عرش کے نیچے لٹک رہی ہیں ان کے رب نے ایک مرتبہ انہیں دیکھا اور ان سے دریافت فرمایا کہ اب تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا اللہ ہمیں تو تو نے وہ وہ دے رکھا ہے جو کسی کو نہیں دیا پھر ہمیں کس چیز کی ضرورت ہوگی۔ ان سے پھر یہی سوال ہوا جب انہوں نے دیکھا کہ رب کو ہمیں کوئی جواب دینا ہی ہوگا تو کہا اللہ تو ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج ہم تیری راہ میں پھر جنگ کریں پھر شہید ہو کر تیرے پاس آئیں اور شہادت کا دو گنا رتبہ پائیں رب کعبہ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا یہ تو میں لکھ چکا ہوں کہ کوئی بھی مرنے کے بعد دنیا کی طرف پلٹ کر نہیں جائے گا۔ (مسلم: کتاب الامارۃ بیان ارواح الشہداء فی الجنۃ)

شان نزول:

جنگ بدر میں چودہ مسلمان شہید ہوئے تھے ان کے وارث حسب طبیعت انسانی ان کا رنج رکھتے تھے اور ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے کہ فلاں شخص مر گیا فلاں قتل ہوا ان کو ملال ہوتا تھا۔ ادھر کفار نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ لوگ ناحق ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے

ہو کر جان دیتے ہیں۔ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور مارے جاتے (آل عمران ۱۵۶) اس لئے مسلمانوں کو شہداء کے مردہ کہنے سے جو ان کے حق میں باعث رنجیدگی کا ہو روکنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ شہید کا اعزاز بھی ہے اور شہید کی موت قوم کی حیات ہوتی ہے جنگ بدر میں کافر مقتولین کو جو قلب بدر میں پھینک دیئے گئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا جس پر صحابہ نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے روح جسموں سے خطاب فرما رہے ہیں (صحابہ نے بھی تعجب کیا کہ مردے بھی سنتے ہیں؟ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایسی کوئی سوچ ہی سرے سے موجود نہ تھی ورنہ تعجب کے کیا معنی؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے زیادہ میری بات سن رہے ہیں یعنی معجزانہ طور پر اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مردہ کافروں کو سنوادی۔ (بخاری)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کچھ لوگوں کی قبروں کے پاس آ کر سلام کر کے ان سے کہہ رہا تھا: اے قبر والو! کیا تمہیں کچھ خبر بھی ہے اور کیا تمہارے پاس کچھ اثر بھی ہے میں تمہارے پاس کئی مہینوں سے آ رہا ہوں اور تمہیں پکار رہا ہوں تم سے میرا سوال بجز دعا کرنے کے اور کچھ نہیں تم میرے حال کو جانتے ہو یا میرے حال سے بے خبر ہو؟ امام ابوحنیفہ نے اس کی یہ بات سن کر اس سے پوچھا کیا (ان قبر والوں نے) تیری بات کا جواب دیا؟ وہ کہنے لگا نہیں تو آپ نے فرمایا تجھ پر پھٹکار ہو تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو ایسے (مردہ) جسموں سے بات کرتا ہے جو نہ جواب دینے کی طاقت رکھتے ہوں اور نہ کسی چیز کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کی آواز (فریاد) سن سکتے ہیں پھر امام صاحب نے قرآن کی یہ آیت پڑھی اے پیغمبر تو ان کو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں۔ (تفہیم المسائل: مولانا محمد بشیر الدین قنوجی، قبر پرستی ایک حقیقت پسندانہ جائزہ)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا قول:

اے اللہ کریم قبروں والے اپنی کوتاہیوں کی بدولت مقید ہیں ان کی رہائی ممکن نہیں وہ

وحشت کے قیدی ہیں آزاد نہیں ہو سکتے وہ ایسے مسافر ہیں جن کا انتظار کوئی نہیں کر رہا قبروں کی مٹی نے ان کے چہروں کی خوبصورتی مٹادی اور حشرات الارض انکی قبروں کے مجاور ہیں وہ بے جان ہیں کلام نہیں کر سکتے وہ قریب کے پڑوسی ہیں لیکن مل نہیں سکتے وہ قبروں میں پڑے ہیں حشر تک وہاں سے حرکت نہیں کر سکتے ان میں نیکو کار (بزرگ) بھی ہیں اور اور گنہگار بھی کوتاہی کرنے والے بھی اور سرگرم رہنے والے بھی اے اللہ جو اپنی جگہ پر خوش و خرم ہیں ان کی خوشی میں اضافہ فرما اور جو غمناک ہیں ان کے غم کو سرور میں بدل دے۔ (غنیۃ الطالبین: مترجم ۶۷۳)

شیخ عبدالقادر جیلانی)

دیوبندی بھائیوں کا موقف:

ایک صاحب کشف حضرت حافظ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے بعد فاتحہ کہنے لگے۔ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ کسی مردہ پر پڑھو۔ یہاں زندہ پر پڑھنے آئے ہو۔ یہ کیا بات ہے۔ لوگوں نے بتلایا کہ یہ شہید ہیں۔ (ارواحِ ثلاثہ: ۲۲۳)

ایام تحریک خلافت میں ایک بزرگ نقشبندی دیوبند آئے۔ مولانا نانوتوی کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت نانوتوی کے مزار پر حاضر ہو کر مراقب ہوئے۔ دیر تک مراقبے میں رہے بعد میں فرمایا میں نے مراقبہ میں حضرت نانوتوی سے خلافت کی میں نے حکام کی تختیوں کا تذکرہ کیا تو حضرت نے مولانا محمود الحسن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مولوی محمود حسن عرش خداوندی کو پکڑ کر اصرار کر رہے ہیں کہ انگریز کو جلد ہندوستان سے نکال دیا جائے۔ (نقش حیات: ۴۷۳)

مولانا نجم الدین دیوبندی لکھتے ہیں:

علمائے دیوبند اس بات کے بھی قائل نہیں ہیں کہ انسان اپنی زندگی میں یا مرنے کے بعد سرے سے کوئی تصرف نہیں کر سکتا۔ (زلزلہ در زلزلہ: ص ۱۰۱)

اشرف السوانح کے مصنف اشرف علی تھانوی صاحب کے پردادا محمد فرید صاحب کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت صاحب کسی بارات میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ڈاکوؤں نے آ کر بارات پر حملہ کیا۔ ان کے پاس کمان تھی اور تیر تھے۔ انہوں نے ڈاکوؤں پر دلیرانہ تیر برسنا شروع کیے۔ چونکہ ڈاکوؤں کی تعداد کثیر تھی اور ادھر بے سروسامانی تھی۔ یہ مقابلے میں شہید ہو گئے شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ شب کے وقت اپنے گھر میں مثل زندہ تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا اگر تم کسی پر ظاہر نہ کرو گی تو اسی طرح سے روز آیا کریں گے لیکن ان کے گھر والوں کو اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو نہ معلوم کیا شبہ کریں گے اس لیے ظاہر کر دیا اور آپ تشریف نہیں لائے۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔ (اشرف السوانح: ج ۱ ص ۱۵)

قاری طیب صاحب فرماتے ہیں کہ:

مدرسہ دیوبند کے صدر مدرسین کے درمیان کچھ جھگڑا پڑا۔ اس وقت رفیع الدین صاحب مہتمم مدرسہ تھے اور صدر مدرس محمود الحسن صاحب بھی اس جھگڑا میں شریک ہو گئے اور جھگڑا طویل پکڑ گیا۔ اسی دوران میں ایک دفعہ علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ نے مولانا محمود الحسن کو اپنے حجرے میں بلایا مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرے کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا، پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا۔ فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا ناتوی صاحب جسد غصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تر ہو گیا اور یہ فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے پس میں نے یہ کہنے کے لیے بلایا ہے۔ مولانا محمود الحسن نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔ (ارواح ثلاثہ: ۲۶۲)

شیخ الحدیث زکریا صاحب دیوبندی فرماتے ہیں:

ایک بزرگ جو میرے والد کے دوست اور مخلص خدام میں سے تھے جو بڑے صاحب

کشف تھے۔ کشف قبور میں بہت بڑھے ہوئے تھے وہ والد صاحب کے انتقال کے دوسرے دن ان کی قبر پر حاضر ہوئے والد صاحب نے ان سے تین باتیں فرمائیں اور والد صاحب کے مخالفین بہت تھے۔

۱۔ فرمایا کہ مولوی زکریا سے کہہ دیجیے کہ ان کی فکر نہ کرو یہ خود اپنا نقصان اٹھائیں گے۔  
۲۔ والد صاحب پر قرض بہت تھا اس کے مانگنے والے بہت تھے فرمایا کہ اس کی فکر نہ کرو۔  
(الحمد للہ سب ادا ہو گیا)

۳۔ بزرگوں سے ڈرتے رہنا ان کی الٹی بھی سیدھی ہوتی ہیں۔ (تین مجالس: ص ۱۸۵)  
تیس مجالس کے دیوبندی مصنف لکھتے ہیں:  
اکابر کے لیے ایصال ثواب ضرور کیا کرو اس سے ان کی ارواح متوجہ ہوتی ہیں اور ان کے فیوض و برکات ملتے ہیں۔ (تیس مجالس: ص ۲۱۱)  
احسن گیلانی صاحب لکھتے ہیں:

پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں ارواح طیبہ سے کسی مصیبت زدہ مومن کی امداد کا کام قدرت اگر لے تو قرآن کی کس آیت یا حدیث سے اس کی تردید ہوتی ہے۔  
(حاشیہ سوانح قاسمی: ۱-۳۳۲)

زلزلہ در زلزلہ کے مصنف ایک جگہ لکھتے ہیں:

ہر انسان کو چاہے وہ دنیا میں ہو یا عالم برزخ میں اسے اللہ کی اجازت اور اس کا فیض ضروری ہے جب تک اجازت ہے تب تک عالم برزخ سے بھی کچھ روحیں آ کر دنیا والوں کی مدد کرتی ہیں اور انہیں بعض باتیں بتا دیتی ہیں۔

بریلوی بھائیوں کا موقف:

انبیاء علیہ السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (ملفوظات احمد رضا: ج ۳ ص ۳۲)

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

ایک بار حضرت سیدی اسماعیل حضرمی ایک قبرستان سے گذرے امام محبت الدین طبری بھی ساتھ تھے حضرت سیدی اسماعیل نے ان سے فرمایا کیا آپ ایمان لاتے ہیں کہ مردے زندوں سے کلام کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا ہاں۔ (حکایات رضویہ: ص ۵۷-۵۸)

اے میرے گھر والو! اے میرے بچو! اے میرے عزیزو! ہم پر صدقے سے مہربانی کرو چنانچہ میت کی روح اپنے گھر میں جمعہ کی رات آ کر دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا گیا ہے یا نہیں؟ (رسالہ اتیان الارواح در مجموعہ رسائل: ۲-۶۹)

جناب احمد رضا صاحب فرماتے ہیں:

انبیائے کرام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدہ الہیہ کے لیے محض ایک آن کی آن موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دینیہ ہیں ان کا ترکہ باٹھانہ جائے گا ان کی ازواج کا نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں۔ (ملفوظات احمد رضا ص ۶۷ حصہ سوم)

نیز فرماتے ہیں قبر شریف میں اتار تے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم امتی امتی فرما رہے تھے۔ یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ پر الزام کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ دفن کر دیا تھا بڑا ہی گھٹیا الزام ہے۔

دوسری جگہ ہے اولیاء کرام اپنی قبروں میں پہلے سے زیادہ سمع اور بصر رکھتے ہیں۔

(حکایات رضویہ ص ۶)

سیدی ابوعلی قدس اللہ سرہ راوی ہیں:

میں نے ایک فقیر (یعنی صوفی) کو قبر میں اتارا جب کفن کھولا ان کا سر خاک پر رکھ دیا فقیر

نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا:

اے ابوعلی تم مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہے؟

میں نے عرض کی اے میرے سردار کیا موت کے بعد بھی تم زندہ ہو؟

فرمایا میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر پیارا زندہ ہے بے شک وہ عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اس سے میں تیری مدد کروں گا۔ (رسالہ احکام قبور)  
اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

انبیاء مرسلین اولیاء و علماء صالحین سے ان کے وصال شریف کے بعد بھی استعانت و استمداد جائز ہے۔ اولیاء بعد انتقال بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔ (رسالہ حیاة الموات از احمد رضا بریلوی، فتاویٰ رضویہ ۴-۳۰۰ پاکستان)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ مردے سنتے نہیں مگر یہاں تو جسدِ عنصری سے ادھر ادھر چہل قدمی کر رہے ہیں۔  
تصویر بنانے والے:

بخاری میں ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا اس کے لیے ہر تصویر کے عوض ایک ایک جان بنائی جائے گی جس کے ذریعہ اسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔  
حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کوئی تصویر بناتا ہے تو قیامت کے دن اس سے کہا جائے گا کہ اس تصویر میں روح پھونکے لیکن وہ ان میں روح ہرگز نہ پھونک سکے گا (بخاری)  
سگ مدینہ:

صحیح مسلم میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ جبریل نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا وعدہ کیا وہ نہ آئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینک دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ اس کے پیغام رساں وعدہ خلافی کرتے ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر ادھر دیکھا تو کتے کا بچہ (پلا) چارپائی کے نیچے پایا پھر اس کو باہر نکالا گیا جبریل علیہ السلام آئے اور کہا

کہ کتاب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھا اس نے مجھے روک رکھا تھا جس گھر میں کتاب اور تصویر ہو ہم اس میں داخل نہیں ہوتے۔ (صحیح مسلم: کتاب اللباس)  
ارشاد ہوتا ہے۔

میں مدینے کی گلی کا کوئی کتاب  
کاش ہوتا نہ میں انسان مدینے والے

(مغیلان مدینہ: ۴۳)

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

یا رسول اللہ آ کر دیکھ لو  
یا مدینے میں بلا کر دیکھ لو  
اس جمیل قادری کو بھی حضور  
اپنے در کا سگ بنا کر دیکھ لو

(مجموعہ نعت: جمیل قادری)

کسی کو کتاب یا کتے کا پتر کہو وہ آپ سے لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو جائے گا کیونکہ یہ گالی ہے لیکن اگر کوئی اپنے آپ کو خود ہی کتاب کہے تو اس کا کیا علاج؟ حقیقت بات یہ ہے کہ انسان جب اللہ کی بارگاہ کو چھوڑتا ہے تو عقل و خرد وہاں سے رخصت ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ اوپر حدیث بیان کی گئی ہے اس کتے کے پاس مدینے کا ڈومیسائل ہے لیکن اس نے جبرائیل علیہ السلام کی آمد کو روک دیا۔ کتابت جس جانور ہے حدیث میں آتا ہے کہ جس برتن میں کتاب منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھو ڈالو یہ حکم اللہ کے کتے کے بارے میں ہے تو پھر غیر اللہ کے کتے کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ اگر لازمی کتاب ہی بنانا ہے تو نسبت تو اللہ کی طرف رکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کتابت کتابت ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو وہ اللہ کے کتے سے بڑا تو نہیں ہو سکتا؟ اسی طرح ایک دفعہ اہل حدیث مولانا سے کسی کا مناظرہ ہوا تو اس شخص نے باتوں باتوں میں کہہ دیا کہ ہم تو غوث پاک کے کتے ہیں اہل حدیث مناظرے اپنی چھڑی اٹھا کر اس کو مارنا شروع کر دیا۔ لوگوں

نے منع کیا کہ یہ آپ غلط کر رہے ہیں اس نے کہا بات یہ ہے میں نے کبھی مسجد میں اللہ کا کتا نہیں گھسنے دیا تو پیر جیلانی کا کتا مسجد میں کیسے برداشت کر سکتا ہوں؟

اللہ کے بند و ذرا سوچو کہ خالق نے تمہیں انسان بنا کر کیا مقام عطا کیا اور تم نے اپنے لیے کونسا مقام منتخب کیا؟

## شفاعت

### قرآن کی پکار:

من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه (البقرة: ۲۵۵)

کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔

یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم و لا یشفعون الا لمن ارتضیٰ وہم من  
خشیته مشفقون (الانبیاء: ۲۸)

وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز  
ان کے جن سے اللہ خوش ہو وہ تو خود ہیبت الہی سے لرزاں و ترساں ہیں۔

اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں تجارت ہے نہ دوستی اور نہ شفاعت۔ (البقرة: ۲۵۴)

ظالموں کا نہ کوئی ولی دوست ہو گا نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائی گی۔ (المومن: ۱۸)

و کم من ملک فی السموت لا تغنی شفاعتہم شیئا الا من بعد ان یاذن  
اللہ لمن یشاء و یرضیٰ (النجم: ۲۶)

آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں جن کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آتی لیکن یہ اور بات  
ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی اور چاہت سے جس کے لیے چاہے اجازت دے دے۔

سیدنا عوف بن مالک اجمعی فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس  
میرے اللہ کی طرف سے ایک آنے والا آیا تو مجھے میری آدمی امت کے جنت میں جانے اور  
شفاعت کرنے کے درمیان ایک چیز کا اختیار دیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا وہ اس شخص  
کے لیے ہوگی جو اس حال میں مرا ہو کہ وہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کرتا ہو۔ (رواہ الترمذی  
: ابواب صفۃ القیامتہ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بلاشبہ انہوں نے فرمایا (کہ رسول صلی اللہ علیہ  
وسلم سے) کہا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت مند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کون ہے جس کو قیامت کے دن آپ کی شفاعت نصیب ہوگی؟ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں جانتا تھا کہ تجھ سے پہلے کوئی مجھ سے اس حدیث کے بارے میں سوال نہیں کرے گا اس لیے کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپکو حدیث سننے کی بڑی تڑپ ہے لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت مند جس کے نصیب میں سفارش ہوگی وہ شخص ہوگا جس نے اپنے دل سے یا اپنے جی سے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔

وانذربہ الذین یخافون ان یحشر و الی ربہم لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع لعلہم یتقون ﴿الانعام : ۵۱﴾

اور ایسے لوگوں کو ڈرائیے جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کئے جائیں گے کہ جتنے غیر اللہ ہیں نہ کوئی ان کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا، اس امید پر کہ وہ ڈر جائیں۔

جو یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں ساتھ بزرگوں کے بارے میں اعتقاد ہے کہ وہ انہیں بچا لیں گے ان کی تردید، ایسی شفاعت کی نفی مشرکین کے لیے ہے۔ مگر مومنین شفاعت کریں گے۔

مگر وہ شفاعت اس کے بارے میں ہوگی جس کی اللہ پاک اجازت دے گا شفاعت کرنے والا اپنی پسند کے انسانوں کی شفاعت نہیں کر سکے گا اور نہ مشرک کی شفاعت ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل ماننے سے شفاعت کا انکار لازم ہے اگر آپ مختار کل ہیں تو شفاعت کیسی اور شفاعت کریں گے تو مختار کل کیسے؟

حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک دیہاتی عرض کرنے لگا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانیں تلف ہو گئیں بچے بھوکے مر گئے اور مال برباد ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے ہم اللہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے ہاں سفارشی بناتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہاتی کی بات سن کر بار بار سبحان اللہ

پڑھا یہاں تک کہ اس کا اثر صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں پر بھی نمودار ہوا پھر فرمایا تجھ پر افسوس! تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ کی شان کتنی بلند ہے؟ اس کی شان اتنی بلند ہے کہ اسے کسی کے حضور سفارشی نہیں لے جایا جاتا۔ (ابوداؤد قرۃ عیون الموحدین)

زمین پر اکثریت اہل باطل کی ہے:

زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا جن میں اکثر لوگ مشرک تھے۔

(الروم: ۴۲)

ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ہم اکثریت میں ہیں لہذا ہم سچے ہیں۔ اللہ اکبر! کتنی غلط دلیل ہے اکثریت جہالت کی دلیل تو ہو سکتی ہے لیکن اہل حق کی نہیں یہی وجہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند ساتھی تھے اس وقت بھی اور جب مکہ فتح ہو گیا اس وقت بھی یہ بات کسی نے نہیں کہی کہ اسلام سچا ہے کیونکہ اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔

دوسری بات جو بھائی یہ دلیل دیتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا میں اکثریت عیسائیوں کی ہے، اگر اکثریت ہی اہل حق ہونے کی نشانی ہے تو پھر کیا انہیں مسلمان ہونا چاہیے؟ اکثریت جہالت کی دلیل تو ہو سکتی ہے جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہر عیسائی گلے میں صلیب لٹکائے پھر رہا ہے مرنے کے بعد ان کی قبر پر صلیب ضرور بنائی جاتی ہے ان کا جو پوپ ہے اس کے پاس جو چھڑی ہوتی ہے اس پر بھی صلیب ضرور ہوتی ہے۔

عیسائی عقیدہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پہ لٹکا دیا گیا تو صلیب ان کے لیے قابل تکریم ہونی چاہے یا قابل نفرت؟

دیکھ لیں اس کی سمجھ نہ تو وائٹ ہاؤس کو آئی نہ پیٹنگٹون اور نہ پوپ کو۔ دنیاوی لحاظ سے بڑے عقل مند کہ لوہے کو ہوا میں اڑا دیا، لیکن یہ سمجھنے سے قاصر کہ جس چیز نے تیرے نبی کی جان لی اسے تو تجھے دنیا سے مٹا دینا چاہیے تھا لیکن تو اس کو گلے میں لٹکائے پھر رہا ہے۔

## خانقاہی نظام اور عشق و مستی

لفظ عشق اپنے حقیقی تناظر میں:

مشہور لغت القاموس 233/3 میں ہے کہ عشق حد سے بڑی ہوئی محبت کو کہا جاتا ہے جس میں افراط اور از حد زیادتی ہوتی ہے کبھی محبت کی حد تک اور کبھی معاملہ بد اخلاقی تک بھی پہنچ جاتا ہے یہ ایک وہم اور وسواس کا مرض ہے جو کوئی خوبصورت چہرہ دیکھ کر اس کی فکر ذہن پر غالب آجاتی ہے۔

ایک مرتبہ ابو العباس احمد بن یحییٰ ثعلب بغدادی سے سوال کیا گیا کہ عشق اور محبت میں کون سا کام قابل تعریف ہے؟ انہوں نے کہا محبت کیونکہ عشق میں حد سے گذرا جاتا ہے اور عاشق کو عاشق اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سوکھ اور جل جاتا ہے جیسے عشقہ (سبز ٹہنی کا ایک پودا) زمین سے اکھاڑنے کے بعد سوکھ جاتا ہے۔ (لسان العرب)

معروف طبیب محمد ارزانی بھی عشق کو وہم کا مرض قرار دیتے ہیں کہ عشق مایجولیا (دماغی امراض) کی قسم سے ہے۔ (حدود و لامراض: ص ۴۲)

صاحب غیاث اللغات کہتے ہیں:

بعض اطباء کے نزدیک عشق دیوانگی کی ایک قسم ہے جو کسی دلکش چہرے کو دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے اور حکیم عبدالرزاق نے فتوحات الحکم سے نقل کیا ہے۔ عشق دراصل عشقی سے لیا گیا ہے جو درختوں پر چڑھنے والی ایک نیل ہے جسے بلبل اور عشق چپہ کہتے ہیں اور یہ نیل جس درخت پر چڑھتی ہے اسے سکھا دیتی ہے بعینہ عشق بھی عاشق کو سکھا کر ختم کر دیتا ہے۔ (غیاث اللغات: ص ۴۵)

بقول داغ کہتے ہیں جسے عشق خلل ہے دماغ کا

ان ہی وجوہات کے پیش نظر کتاب و سنت میں کہیں بھی لفظ عشق استعمال نہیں ہوا سیدنا

یوسف علیہ السلام کے واقعے کے ضمن میں بھی قرآن نے زلیخا کے متعلق وہ اس پرفریفتہ ہوگئی استعمال کیا ہے۔

حالانکہ عزیز مصر کی بیوی پر سیدنا یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر دیوانگی طاری ہوگئی تھی۔ محدثین اور مفسرین نے بھی اس لفظ سے گریز کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس لفظ کو شاعروں اور صوفیاء نے استعمال کیا ہے اور انہی نے متعارف کرایا ہے۔

آج ہمارے بعض سادہ لوح مسلمان بھائی فرط عقیدت سے عشق الہی اور عشق محمدی کا غلغلہ بڑے زور و شور سے بلند کرتے ہیں حالانکہ ہمارے معاشرے میں لفظ عشق نہایت برا سمجھا جاتا ہے مثلاً کوئی شخص آپکو یہ کہتے ہوئے نہیں ملے گا کہ مجھے اپنی بہن سے عشق ہے یا میں اپنی بیٹی کا عاشق ہوں۔ (بحوالہ باب الدعوة مجلہ الدعوة فروری ۲۰۰۱)

خانقاہی دنیا میں عشق کی دہائی:

عارف جامی صاحب فرماتے ہیں:

متاب از عشق او گرچہ مجازی ست

کہ آں بہر حقیقت کار سازی ست

عشق سے روگردانی نہ کر کہ اگرچہ وہ مجازی ہو کہ یہ حقیقت (عشق حقیقی) کے لیے ایک حیلہ ہے۔

جعلی روایت:

من عشق فحفف و کتم فمات مات شہیدا

جو شخص کسی پر عاشق ہو جائے، پھر عقیف رہے اور پوشیدہ رکھے، پھر مر جائے، تو وہ شہید

مرے گا۔ (تجدید تصوف سلوک: ص ۱۳۷)

صوفیاء میں یہ معقولہ بڑا مشہور ہے:

العشق نار سحرق ما سوی اللہ

عشق ایک ایسی آگ ہے جو اللہ کے سوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔

ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ رات میں نے خواب دیکھا کہ عرشِ الہی سر پر اٹھائے اڑ رہا ہوں۔ اس خواب سے سخت متعجب ہوا اور اس کی تعبیر پوچھنے کے لیے بایزید بسطامی کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ان کا وصال ہو گیا ہے اور بے شمار مخلوق ہر طرف سے جمع ہو رہی ہے۔ جنازہ اٹھایا گیا تو میں نے چاہا کہ اسے کندھا دوں، مگر کثرتِ ہجوم کی وجہ سے میری باری نہ آئی تھی۔ بالا آخر جنازہ کے نیچے گھس کر اسے اپنے سر پر اٹھالیا، تو ناگہاں اس وقت کیا سنتا ہوں کہ کوئی کہہ رہا ہے اے ابوموسیٰ! یہی تیرے خواب کی تعبیر ہے۔ وہ عرشِ الہی تو یہی عاشقِ الہی کا جنازہ ہے۔ (صوفیائے نقشبند: ص ۹۵)

خانقاہی دنیا کا دستور ہی نرالا ہے کہ ہر وہ بات جس کے کہنے سے لوگ آپ کو پتھر ماریں اگر وہ کسی دربار پر بیٹھ کر کی جائے تو کرامت بن جاتی ہے۔ جس قدر خرافات زیادہ ہوں گی اسی قدر صاحبِ قبر کو اللہ کا ولی سمجھا جائے گا۔

تعالوا	نخرب	الجامع
ونجعل	فیہ	خمارہ
آؤ ہم لوگ مسجد کو ویران کریں اس میں شراب خانہ بنائیں۔		
ونحن	نکسر	المنبر
ونجعل	منہ	طنبارہ
اور منبر کو توڑ کر اس سے ساز و مزامیر بنائیں۔		
ونحن	نخرق	المصحف
ونجعل	منہ	ذمارہ
اور قرآن کو پھاڑ کر اس کی بانسری بنائیں۔		
وننقف	لحیة	القاضی
ونجعل	منہ	اوتارہ
اور قاضی کی ڈاڑھی کو اکھاڑ کر اس سے تانت بنائیں۔		

(تاریخ دعوت و عزیمت: ص ۱۹۳ ج ۲)

بقول اقبال:

تمدن تصوف شریعت کلام  
بتان عجم کے پجاری تمام  
حقیقت خرافات میں کھو گئی  
یہ امت روایات میں کھو گئی

اس کا کوئی علاج نہیں ہے:

حکیم فیض عالم صدیقی: اختلاف امت کا المیہ کے صفحہ ۹۴ پر لکھتے ہیں:

میں آپ کے سامنے اپنا ایک واقعہ حلفیہ پیش کرتا ہوں۔ چند روز ہوئے میرے پاس ایک عزیز رشتہ دار آئے۔ میں نے باتوں باتوں میں کہا کہ فلاں پیر صاحب کے متعلق اگر چار عاقل بالغ گواہ پیش کر دوں، جنہوں نے انہیں زنا کا ارتکاب کرتے دیکھا ہو، تو پھر ان کے متعلق کیا کہو گے؟ کہنے لگے: یہ بھی کوئی فقیری راز ہوگا، جو ہماری سمجھ میں نہ آتا ہوگا۔ پھر ایک پیر صاحب کی شراب نوشی اور بھنگ نوشی کا ذکر کیا تو کہنے لگے بھائی جان یہ باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں وہ بہت بڑے ولی ہیں۔

صوفیاء کا کوئی مذہب نہیں ہوتا

صوفیاء کے ہاں مشہور معقولہ ہے کہ:

الصوفی لا مذہب له

صوفی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا کہ دن مسجد میں اور رات مے خانے میں۔

اس ضمن میں ایک مشہور واقعہ ہے کہ معروف کرخی نے جب وفات پائی تو یہود و نصاریٰ دعویٰ کرنے لگے کہ شیخ ہمارے مذہب پر تھے۔ مسلمانوں نے تردید کی۔ نزاع بڑھی۔ خدام کہنے لگے کہ ہمارے شیخ کی وصیت تو یہ ہے کہ: جو ہمارا جنازہ زمین سے اٹھائے گا، ہم اسی سے ہیں۔ اس پر یہود و نصاریٰ نے باری باری اٹھانے کی کوشش کی، مگر اٹھانہ سکے۔ پھر مسلمان آئے، انہوں نے جنازہ اٹھایا تو اٹھ گیا۔ پھر جس جگہ شیخ نے وفات پائی وہیں انہیں دفن کیا۔ شیخ

معروف تجرید و تفرید اور بے سروسامانی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ (خزینۃ الاصفیاء، ص ۱۲۹)  
کشف کی حقیقت:

کشف کی حقیقت کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:  
کشف کوئی بڑا کمال نہیں، اگر کافر بھی ریاضت و مجاہدہ کرے تو اس کو بھی ہونے لگتا ہے۔  
نیز مجاہدین (مجنونوں، مجذوبوں، دیوانوں) کو بھی کشف ہوتا ہے۔ صاحب شرع اسباب نے  
لکھا ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے ایک مجنون کو اس قدر کشف ہوتا تھا کہ بزرگوں کو بھی نہیں ہوتا  
تھا لیکن جب اس کا مسہل ہوا، تو مادہ کے ساتھ کشف بھی نکل گیا۔ (اشرف السوانح: ج ۲،  
ص ۸۷)

مشہور مستشرق مورخ و محقق مسٹر رچرڈ ایف برٹن نے اپنی کتاب (سندھ اور وادی مہران  
میں بسنے والی قومیں ص ۱۹۸) میں سندھ میں دو قسم کے صوفیائے کرام کا تصور پیش کیا ہے ایک  
جلالی اور دوسرے جمالی۔ (جو حسن و جمال کے پرستار ہوں)۔

جلالی صوفیائے کرام کی ایک جھلک

انوکھی ولایت:

ایک باباجی میں یہ کمال تھا کہ جو بات منہ سے نکالتا وہی ہو جاتی راجہ نے اس سے پوچھا کہ  
مہاراج آپ کو یہ کمال کیوں حاصل ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ میں بارہ برس سے اپنا پاخانہ  
پیشاب کھاتا پیتا ہوں اس کی بدولت میری زبان کو یہ تاثیر حاصل ہے کہ اگر کسی فقیر کو بادشاہ یا راجہ کہہ  
دوں تو فوراً ہو جائے۔ راجہ نے کہا پھر آپ کو کیا ملا؟ ایک تو بادشاہ بن گیا اور دوسرا راجہ اور تمہاری قسمت  
میں تو وہی پاخانہ پیشاب رہا۔ (تذکرہ غوثیہ: ص ۳۴۹ مطبوعہ ملک سراج دین اینڈ سنز لاہور)

ایمر جنسی ولی:

جناب احمد رضا فرماتے ہیں:

ایک صاحب پیر کامل کی تلاش میں تھے۔ بہت کوشش کی، مگر پیر کامل نہ ملا۔ طلب صادق

تھی۔ جب کوئی نہ ملتا تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا، اے رب تیری عزت کی قسم! آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا، اس سے بیعت کر لوں گا۔ صبح کی نماز پڑھنے جا رہے تھے، سب سے پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کے لیے آ رہا تھا۔ انہوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت بیعت لیجیے، وہ حیران ہوا، بہت انکار کیا نہ مانے۔ آخر کار اس نے مجبور ہو کر کہہ دیا حضرت میں چور ہوں، یہ دیکھئے چوری کا مال میرے پاس موجود ہے۔ آپ نے فرمایا! میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو بھی ملے گا بیعت کر لوں گا۔ اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے اور اس چور کو مراتب دیئے، تمام مقامات فوراً طے کر لیے، ولی کیا اور اس سے بیعت لی اور انہوں نے ان سے بیعت لی۔ (حکایات رضویہ: ص ۷۱-۷۲)

پیروی نہ شیریں و فرہاد کریں گے

ہم اور ہی اک طرز جنوں ایجاد کریں گے

اس طرح بھی ہوتا ہے؟

ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا، ایک روپیہ دے وہ نہ دیتا تھا، فقیر نے کہا: روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا۔ اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے اتفاقاً ایک صاحب دل کا گذر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دکاندار سے فرمایا جلد روپیہ اسے دے دو ورنہ دکان الٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے۔ فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی معلوم ہوا کہ بالکل خالی ہے۔ پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا۔ پھر اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا۔ انہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب ان کی زبان سے نکلے اور میں دکان الٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا۔ (ملفوظات احمد رضا: ج ۲ ص ۷۶-۷۷)

درد زہ سے مت چلا صبر بچہ قرآن پڑھ رہا ہے:

قطب الاقطات حضرت شاہ مراد شیراز سے مکتہ اولیاء یعنی ولیوں کے مکہ شہر ٹھٹھہ میں

تشریف لائے۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی حضرت لنگوٹی شاہ نے آپ کی بشارت دے دی تھی جس شب آپ کی ولادت ہو رہی تھی ان لمحات میں آپ کی والدہ شدید دردزہ میں مبتلا تھیں جب آپ کے والد گرامی سے ذکر کیا گیا تو انہوں نے وضو کر کے نماز شروع کی اور رفع تکلیف کے لیے بارگاہ خداوندی میں دعا کرنے لگے اسی اثنا میں ان پر اونگھ سی طاری ہو گئی دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے آپ کا بچہ اپنی ماں کے شکم میں پورا قرآن اور اس کے علوم پڑھ رہا ہے صرف ایک سبق باقی رہ گیا تھوڑی دیر صبر کرو وہ خود بخود اس جہاں میں جلوہ افروز ہونے والے ہیں۔

(بحوالہ مذہبی اور سیاسی باوے: صفحہ ۶۶-۶۵)

نومہ کا پروسیجر چند گھنٹوں میں مکمل:

ایک عورت حضرت بہاوالدین سے بچہ لینے آئی حضرت نے بچہ دینے سے انکار کر دیا تب عورت روتی جا رہی تھی راستے میں حضرت بہاول حق کے پوتے شاہ رکن عالم مل گئے انہوں نے عورت سے پوچھا روتی کیوں ہے؟ عورت نے کہا: بڑے حضرت نے بچہ دینے سے انکار کر دیا ہے تب حضرت رکن عالم جو کہ خود بچے تھے اور کھیل رہے تھے عورت کو لیکر دادا کے پاس آئے اور بچہ دینے کی فرمائش کی اب حضرت بہاول حق نے لوح محفوظ پر نظر ڈالی تو پتہ چلا کہ بچہ تو وہاں بھی اس کی قسمت میں نہیں ہے اس پر پوتے شاہ رکن عالم نے کہا:

دادا جان میں دعا کرتا ہوں آپ آئین کہیں اے اللہ جو دہلی میں فلاں ہندو عورت ہے اس کے پاس چھ بچے تو پہلے ہی موجود ہیں اور اب تو اسے اکٹھے دو (جڑواں) دے رہا ہے (ان میں سے) ایک ہندو عورت کو دے دے اور ایک اسے دے دے اب اس عورت کو کہا تو گھر جا رہی ہے تو اپنے ہمراہ دائی لے کر جانا چنانچہ وہ گھر گئی اور اگلے دن ہی بچہ پیدا ہو گیا۔ (مذہبی اور سیاسی باوے: ۱۸۳)

خواجہ محمد بن احمد:

مادر زادوی تھے حمل کے زمانہ میں والدہ کے پیٹ سے ذکر اللہ کی آواز آتی تھی۔ پیدا

ہوتے ہی سات مرتبہ کلمہ پڑھا۔ ایام رضاعت میں مشغول بذکر رہتے تھے اور پانچوں وقت (یعنی نمازوں کے وقت) آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر ان گنت کلمہ پڑھتے۔ جو شخص آزمانے آتا وہی مسلمان ہو جاتا۔ (تاریخ مشائخ چشت مولانا زکریا: ص ۱۵۵)

فرید الدین گنج شکر:

حضرت نظام الدین فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ (فرید الدین) کی والدہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ ایک چور چوری کرنے آیا۔ جب اس کی نگاہ والدہ پر پڑی، فوراً اندھا ہو گیا۔ اس نے آواز دی اگرچہ میں چوری کی نیت سے آیا تھا اور نابینا ہو گیا ہوں، مگر اب عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی چوری نہ کروں گا۔ حضرت شیخ کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ حضرت نے دعا کی اللہ کے فضل سے اچھا ہو گیا صبح جا کر بمعہ اہل و عیال مشرب بہ اسلام ہوا۔ عبداللہ نام تجویز ہوا اور اخیر تک حضرت شیخ کی خدمت میں رہا۔ (تاریخ مشائخ چشت مولانا زکریا: ص ۱۷۷)

لا جواب:

حضرت بشیر حافی قدس اللہ سرہ پاؤں میں جو تانہیں پہنتے تھے۔ جب تک زندہ رہے، جانوروں نے رستے میں لیدگو بر پیشاب کرنا چھوڑ دیا کہ بشیر حافی کے پاؤں خراب نہ ہوں۔ ایک دن کسی نے بازار میں لید پڑی دیکھی، کہا:

انا لله وانا اليه راجعون

پوچھا گیا کیا ہوا؟

کہا، حافی نے انتقال کیا۔ تحقیق کے بعد امر نکلا۔ (حکایات رضویہ: ص ۱۷۲)

اللہ کے بند و پیر صاحب کو دس روپے کی چپل لے دو بے چارے جانوروں کو کس مصیبت میں ڈال دیا ہے۔

طی الارض:

خواجہ مودود چشتی کو طی الارض حاصل تھا۔ چنانچہ جب طواف کوجی چاہتا ہوا کہ ذریعہ

مکہ مکرمہ پہنچ جاتے تھے۔ (تاریخ مشائخ چشت مولانا زکریا: ص ۱۵۹)

## شیخ کمال یا کمال کا شیخ؟

آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت کیونکر معلوم ہو کہ اب سلوک کا مرتبہ تمام ہو گیا اور یہ شیخ کمال کو پہنچ گیا؟ فرمایا: اگر وہ کسی مردہ پر دم کر دے اور وہ مردہ خدا کے حکم سے زندہ ہو جائے تو اس وقت سمجھ لو کہ وہ کمالیت کو پہنچ گیا۔ اتنے میں ایک ہندو عورت روتی ہوئی آئی اور قدموں میں سر رکھ دیا اور کہا کہ: میرا ایک ہی بچہ تھا جسے بادشاہ نے بے گناہ دار پر کھنچوا دیا آپ اپنے اصحاب کے ساتھ عصا ہاتھ میں لئے وہاں پہنچے اور فرمایا: الہی اگر اسے بادشاہ نے بے گناہ دار پر کھینچا ہے تو اسے زندہ کر دے۔ آپ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ لڑکا زندہ ہو کر ساتھ چلنے لگا۔ یہ کرامت دیکھ کر کئی ہزار ہندو مسلمان ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا کہ: مرد کی کمالیت اس سے زیادہ نہیں ہے۔

(ملفوظات خواجہ فرید الدین ص ۱۱۰-۱۱۱، مرتبہ بدر اسحاق۔ ترجمہ غلام احمد۔ شریعت و طریقت ص ۳۶۶)

## خواجہ ودود چشتی صاحب:

فوائد السالکین ص ۱۲۹-۱۲۸ پر لکھا ہے کہ جب خواجہ ودود چشتی کو اشتیاق کعبہ غالب ہوتا تو فرشتوں کو حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ کو چشت میں پہنچادیں اور خواجہ کے آگے کر دیں، جب خواجہ اسے دیکھتے طواف کرتے، نماز پڑھتے، پھر فرشتے اس کو اس کے مقام پر پہنچا دیتے۔

ہر وقت اللہ کے گھر کا طواف ہوتا رہتا ہے یہ حضرت چھٹی صدی ہجری میں تھے اتنا اہم واقعہ کہ کعبہ غائب ہو گیا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور اس وقت جو لوگ مکہ میں تھے وہ کس کا طواف کر رہے تھے؟

الٹا لٹک کر:

شیخ عبدالرحمن نوشاہی کا مجاہدہ یہاں تک بڑھا ہوا تھا کہ تمام رات بہ جس دم ذکر خفی کرتے اور بعض اوقات معکوس لٹک کر رات بھر ذکر میں مشغول رہتے۔ خلوت اختیار کرتے تو قبر کھدوا کر

اس میں بیٹھ جاتے اور اوپر سے بند کر دیتے۔ چالیس چالیس روز ایسی حالت میں مراقبہ اور ذکر و فکر میں محو رہتے۔ (خزینۃ الاصفیاء: ص ۳۰۵۔ شریعت و طریقت: ص ۴۳۲)

غوث پاک کی دھونس اللہ پر.....

ملفوظ الغیاثیہ میں ہے کہ غوث اعظم کے زمانہ میں ایک مقرب کی ولایت سلب کر لی گئی، سب چھوٹے بڑے اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگے، تو اس نے تین سو ساٹھ اولیاء اللہ سے دعا کی درخواست کی۔ ان سب اولیاء نے اللہ کی بارگاہ میں سفارش کی لیکن ان سب نے اس کا نام لوح محفوظ پر اشقیاء کی فہرست میں لکھا دیکھا اور اسے کہا: اب تم کامیاب نہیں ہو گے۔ اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا بالآخر وہ غوث اعظم کے پاس آیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: اگرچہ تم مردود ہو چکے ہو، تاہم میں تمہیں مقبول بنا سکتا ہوں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ندا آئی: کیا تم کو علم نہیں اس کے لیے میرے ۳۶۰ اولیاء سفارش کر چکے ہیں اور میں نے ان کی سفارش قبول نہیں فرمائی، کیونکہ یہ لوح محفوظ پر شقی اور بد بخت لکھا جا چکا ہے۔ غوث پاک نے عرض کیا: اے رب کریم تو مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود بنانے پر قادر ہے۔ اگر تیری منشاء یہی ہے کہ یہ مردود ہی رہے، تو تو نے اس کو مقبول بنانے کے لیے مجھ سے دعا کیوں کروائی؟ تو ندا آئی اے عبدالقادر اسے میں نے تیرے سپرد کر دیا، جو چاہو بنا دو۔ اور تمہارا مقبول میرا مقبول ہے اور تمہارا مردود میرا مردود ہے۔ بے شک میں نے تم کو معزول کرنے اور مقرر کرنے کے اختیارات عطا فرمادئے ہیں۔ بعد ازیں آپ نے اس کو منہ دھونے کا ارشاد فرمایا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نام اشقیاء کی فہرست سے مٹا کر اصفیاء کی فہرست میں لکھ دیا۔ (تفریح الخاطر: ص ۲۱۔ شریعت و طریقت: ص ۲۵۸)

احمد رضا بریلوی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف نسبت کر کے لکھتے ہیں:

آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک کہ مجھ پر سلام نہ کرے اور نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے۔ اس طرح نیا مہینہ نیا ہفتہ نیا دن مجھ پر سلام کرتے ہیں اور مجھے ہر ہونے والی بات کی خبر دیتے ہیں۔ (الامن و العلی ص ۱۰۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جمالی صوفیائے کرام کی ایک جھلک (اے کیٹگری)

جب لکڑشاہ صاحب جنت بی بی پر عاشق ہو گئے:

سائیں کا نام سمن سرکار ہے آپ شروع ہی سے حسن و جمال کے دلدادہ خوبصورت لباس کے رسیا میلوں ٹھیلوں میں شریک ہو کر ساز و سرور کی محفلوں میں شریک ہونے والے تھے پھر ایسا ہوا کہ سمن سرکار کی نظر ایک لڑکی پر پڑ گئی اس کا نام جنت بی بی تھا یہ جھڈو گاؤں کے قریب مٹی کے برتن بنانے والے ایک شخص کی بیٹی تھی یہ بڑی خوبصورت اور حسین تھی سائیں نے اسے جو نہی دیکھا پھر کیا تھا اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا کے مصداق ہوش و حواس کھو بیٹھے اب حضرت دن رات اس کی فکر میں مگن رہتے حتیٰ کہ کئی بار لوگوں نے حضرت کو جنت بی بی کے ساتھ دیکھا مگر یہ بات جنت بی بی کے ماں باپ اور اس کے عزیز واقارب کو ایک آنکھ نہ بھائی اور دنوں کا ملنا ملانا ناممکن بنا دیا حضرت بھی ہر طرح کے وسائل بروئے کار لا کر جنت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر جب جنت ہاتھ نہ آئی تو حضرت کا عشق جو مجازی تھا حقیقت کے روپ میں ڈھلنا شروع ہوا۔

حضرت لکڑشاہ کے معمولات مبارکہ:

چنانچہ آپ نے کپڑے اتار دیئے بالکل برہنہ اور ننگے ہو گئے جنگل میں پھر کرتے تھے اکثر و بیشتر آگ کا بڑا االاؤ روشن کرتے اس کے قریب بیٹھ جاتے کسی نے کچھ دیا تو کھا لیا وگرنہ کھانے سے بے نیاز رہتے البتہ مرغ شوق سے کھاتے اور آنے والے زائر اور مرید سے پہلا سوال یہ کرتے کہ لکڑ لائے ہو؟ اور پھر ان کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ وہ لکڑ کے سالن میں چرس کی جلی ہوئی راکھ ڈال کر زیادہ شوق سے تناول فرماتے حقہ خوب پیتے اور اس کا پانی بھی نوش فرماتے ان کے جسم کے سارے بال بڑھے ہوئے تھے انہیں بالکل نہ مونڈتے آپ مجذوب اور ابدال بن چکے تھے شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہو گئے تھے (مذہبی اور سیاسی باوے: ۸۹)

## حجروں کا صحیح مصرف:

جناب احمد رضا صاحب فرماتے ہیں:

سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑھی۔ وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے تو صاحب مزار نے ارشاد فرمایا:

عبدالوہاب وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟

عرض کیا ہاں: شیخ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہیے۔ ارشاد فرمایا: اچھا ہم نے وہ کنیز تم کو ہبہ کی۔ آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو ارشاد ہوا، انہوں نے وہ آپ کی نذر کر دی۔ (صاحب مزار) نے ارشاد فرمایا، اب دیر کا ہے کی ہے؟ فلاں حجرے میں جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔ (ملفوظات احمد رضا: ص ۲۷۵-۲۷۶)

## حضرت نوشاہ قوم گلگو کی وجہ شہرت:

مشہور یہ ہے کہ حضرت نوشاہ قوم گلگو (کبہار) سے تعلق رکھتے ہیں، مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ قوم کھکھر و (کھوکھر) سے تھے۔ اس قوم (گلگو، کبہار) سے مشہور ہو جانے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے بزرگوں میں سے کوئی بزرگ اس قوم (گلگو، کبہار) کی ایک حسین و جمیل لڑکی پر عاشق ہو گئے تھے اور اس کے عشق میں ایسے خود رفتہ ہوئے تھے کہ اسی قوم کے طور طریقے اختیار کر لیے۔ آخر عشق مجازی عشق حقیقی میں تبدیل ہو گیا اور آپ زمرہ اولیا میں آ گئے۔ (خزینۃ الاولیاء، ص ۲۶۹، شریعت و طریقت: ص ۲۰۷)

اس لڑکی کا بوسہ لو بگھا پیر کا جلالی حکم:

اسی طرح ایک نوجوان لڑکا جو کہ اپنی ماں کے ہمراہ لاہور سے آیا تھا وہ حضرت کو ہاتھ جوڑ کر اور منتیں کر کر کے تھک گیا آخر باباجی کو اس پر رحم آ ہی گیا اور اس نے اپنے پاس بیٹھی ہوئی

لڑکی کا بوسہ لینے کا حکم دیا اور پھر کہا کہ اس کی ٹانگوں کے نیچے سے گزرو اب یہ منظر اس قدر شرمناک تھا کہ جو دیکھنا نہ جاتا تھا مگر حضرت کے حکم سے دونوں کو یہ منظر کشی کرنا ہی پڑی یہ منظر دیکھ کر کئی لوگ وہاں سے چل دیئے۔ لڑکا شرم کے مارے ذرا جھجکا تو حضرت کی طرف سے کئی من و زنی غلیظ گالی نے لڑکے کو دھمکایا پھر وہ حکم بجالایا لڑکی کی شرم و حیا بھی آسمانوں کی بلند یوں کو چھو رہی تھی مگر پیر صاحب کی نافرمانی بقول لڑکی کی ماں کے ایک بڑی آفت و مصیبت کا باعث بن سکتی تھی۔

دوسری طرف ایک اس سے بھی عجیب صورت حال تھی اور وہ یہ تھی کہ یہ حضرت اپنے گرد بیٹھنے والے مرید اور مریدنیوں کو ایک دوسرے کے بوسے لینے کا حکم دیتے بابا اس بوسے کو (بگھا) کہتا تھا جو ایسا نہ کرتا بابا اس کو غلیظ گالیوں سے نوازتے اسی نسبت سے بابا کو بگھا پیر کہا جاتا ہے۔ (مذہبی اور سیاسی باوے: ۲۲۸)

### جمالی صوفیائے کرام کی ایک جھلک (بی کیٹگری)

شیخ مادھو حسین لاہوری کے خلفاء ارجمند اور محبوبان دل پسند میں شمار ہوتے ہیں۔ شاہدہ کے ایک برہمن کے لڑکے تھے بڑے صاحب جمال اور خوش شکل تھے۔ ایک دن گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ شیخ حسین کا دل موہ لیا بس پھر کیا تھا شیخ حسین لاہور چھوڑ کر شاہدہ آگئے ساری رات مادھو کے مکان کا طواف کرتے ان کے متعلق جہاں سے خبر ملتی کہ مادھو لال فلاں جگہ ہے، وہاں چلے جاتے۔ ان حالات نے شاہ حسین کے عشق کو زمانہ میں مشہور کر دیا۔ آخر عشق کے اثرات مادھو لال کے دل پر وارد ہونے لگے اور وہ بھی شیخ حسین کے پاس آنے لگا۔ والدین آڑے آئے مگر بے سود۔ آخر مادھو سے کہنے لگے ہم گنگا اشنان کرنے جا رہے ہیں، تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ مادھو لال، شیخ حسین کے پاس اجازت کے لیے گیا، تو شیخ حسین نے کہا۔ والدین سے کہہ دو۔ تم جاؤ، بوقت غسل میں موجود ہوں گا۔ مادھو اس کرامت کے مظاہرے کے لیے لاہور رہ گئے۔ جب غسل کا وقت تھا، تو شیخ حسین نے مادھو لال سے کہا آنکھیں بند کر کے میرے قدم پہ قدم رکھتے آؤ۔ تھوڑی دیر بعد شیخ حسین نے کہا، اب آنکھیں

کھول لو۔ مادھونے دیکھا وہ دریائے گنگا میں اپنے والدین کے ساتھ غسل کر رہے ہیں اور شاہ حسین بھی کنارے پر موجود ہیں۔ مادھو والدین سے ملاقات کے بعد اسی طرح شیخ حسین کے قدم پر قدم رکھ کر واپس لاہور پہنچ گئے اور مسلمان ہو گئے۔ دو ماہ بعد ہولی اور بسنت کے تہوار آئے، تو شیخ حسین نے مادھو لال کی دلجوئی کے لیے مجلس سماع منعقد کی اور عالم مستی میں ایک دوسرے پر بسنتی رنگ پھینکا، چنانچہ تاحال یہ رسم جاری ہے اور شیخ حسین کے معتقدین آپ کے مزار پر گلابی رنگ پھینکتے ہیں۔ اس مجلس میں مادھو لال، شیخ حسین کی بیعت ہوا اور شیخ کی نگاہ کیمیا اثر نے مادھو لال کو کمالات فقر پر پہنچا دیا۔ (خزینۃ الاصفیاء: ص ۲۵۰-۲۵۱، شریعت و طریقت: ص ۲۰۵، ۲۰۶)

میاں شیر محمد شرفوری آپ قطب العالم، غوث ربانی، شیر یزدانی اور مادر زاد ولی تھے خزینہ معرفت کا مصنف بیان کرتا ہے کہ: ایک مرتبہ آپ کو ایک نو عمر لڑکے غلام محمد کٹار یہ سے محبت ہو گئی۔ اس کے عشق میں اس درجہ محویت ہوئی کہ آپ ہر وقت اسے یاد کرتے رہتے، جب اسے نہ پاتے، تو بے چین ہو کر اسے ڈھونڈنے نکل جاتے اور تلاش کر کے لاتے اور جب کبھی وہ چلا جاتا، تو اکثر فرماتے۔ ادھر عشق ستارہا ہے ادھر غلام محمد یاد آ رہا ہے۔ بہت عرصہ دراز تک میاں صاحب اس نوجوان کے عشق میں مبتلا رہے اور آہ و فغاں کرتے رہے۔ پھر کافی مدت بعد آہستہ آہستہ اس سے کسی قسم کا تعلق نہ رہا۔ (صوفیائے نقشبند خواجہ قطب الدین بختیار کاکی) صوفیاء کے ہاں عبادت کا بھی اپنا ہی معیار ہے، کسی صوفی کا قول ہے۔

النظر الی وجہ الامرد عبادة

یعنی بے ریش لڑکے کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

ابوبکر شبلی صاحب فرماتے ہیں:

مجھے اس وقت تک سکون حاصل نہیں ہوتا، جب تک کسی بے ریش لڑکے کو نہ دیکھ لوں۔

(البلقات الشعرانی: ص ۱۰۴، بحوالہ شریعت و طریقت: ص ۲۰۰)

ابوبکر شبلی صاحب روایت کرتے ہیں کہ: میں نے ایک بار ایلینس کو دیکھ کر آواز دی، تو اس نے

کہا، مجھے تجھ سے کچھ کام نہیں، میں تمہاری گمراہی سے فارغ ہو چکا ہوں۔ میں نے پوچھا، وہ کیسے؟ ابلیس کہنے لگا، تم نوخیز لڑکوں کے ساتھ محبت کرتے ہو؟ شبلی نے بیان کیا کہ واقعاً یہ ایسی چیز ہے جس سے کوئی صوفی محفوظ رہا ہو۔ (البعثات الشعرانی: ص ۱۰۴، بحوالہ شریعت و طریقت: ص ۲۰۰)

اللہ پر دھونس:

وَتَخْلُقُ كُلَّ ذِي وَجْهِ جَمِيلٍ  
تَكَادِلُهُ تَصَلِيَّ الْعَابِدِينَ

صوفی عبدالغنی نابلسی

اور تو ہی خوبصورت چہروں کا خالق ہے۔ جن کی خوبصورتی کی وجہ سے عبادت گزاران کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

وَتَامِرْنَا بَغْضِ الْبَصْرِ مِنْهُمْ  
كَانَكَ مَا خَلَقْتَ لَنَا عَيْونَا

(الفتح الربانی للفيض الرحمانی: ص ۲۷)

پھر ہمیں حکم دیتا ہے کہ ان سے نگاہیں نیچی رکھیں کیا تو نے ان کو دیکھنے کے لیے ہمیں آنکھیں عطا نہیں کیں۔

جمالی صوفیائے کرام کی ایک جھلک (سی کیٹگری)

جمالی صوفیاء کا تیسرا درجہ یعنی (سی کیٹگری)، یہ درجہ خانقاہی دنیا کی معراج ہے اور اس میں منازل بہت جلد طے ہوتی ہیں لیکن اس کو لکھنے سے میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ میرا قلم اس فحاشی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ میں نے بہت کوشش کی ان واقعات کو توڑا مہذب انداز میں پیش کر دوں لیکن ناکام رہا۔

عضو مخصوص کی پوجا والا دربار:

میں ایک دفعہ بھنبھور (دھا بے جی ضلع ٹھٹھ) گیا کہ یہاں محمد بن قاسم کی آمد ہوئی وہاں پر

ایک میوزیم بھی تھا میں نے دیکھا کہ وہاں پر اس دور کے ہندوؤں کی ثقافت کو محفوظ کیا گیا تھا، کہ وہاں انسانی شرم گاہیں پتھر کی شکل میں محفوظ تھیں میں نے سوچا کس قدر نیچ ہے ہندو کہ وہ اعضاء جو چھپانے چاہیے تھے ان کی پرستش کرتا ہے۔

میرے ذہن میں ایک دھندلا سا عکس تھا کہ میرے کسی دوست نے بتلایا تھا کہ کمالیہ میں ایک ایسا دربار بھی ہے کہ جس کا نام نہیں لیا جاسکتا ہے۔ کمالیہ ہمارے گاؤں سے بائیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے میں نے سوچا یہ بندہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے یا مذاق کر رہا ہے۔ لیکن مذہبی اور سیاسی باوے پڑھی تو ایک دم چونک گیا کہ یہ کیا۔ کہ یہ سب تو واقعی لالہ اللہ کی اساس والے ملک میں ہو رہا ہے۔ اس کی تفصیل آپ بھی ملاحظہ فرمائیں: اور اب خانقاہی نظام شرم و حیاء کی حدود کو پھلانگتے ہوئے اس قدر آگے بڑھ چکا ہے کہ کمالیہ کے علاقے میں ایک ایسا مزار بنا دیا گیا ہے جہاں انسان کے اس عضو کی پوجا شروع کر دی گئی ہے جس کا نام کوئی بھی مہذب شخص اپنی زبان پر لانا پسند نہیں کرتا یہ اعضاء وہاں لکڑی کے بنا کے رکھے گئے ہیں اور دور دور سے عورتیں اولاد کے لیے یہاں آتی ہیں غور فرمائیے جب سرعام اور علانیہ صورتحال یہ ہو جائے تو پھر اندر کھاتے ان درباروں پر کیا ہوتا ہوگا اندازہ لگانا مشکل نہیں یقیناً شیطان قہقہے لگا کر ہنستا ہوگا کہ خانقاہوں اور درباروں پہ تقدس اور ولایت کا پردہ چڑھا کر جو کچھ میں کروا رہا ہوں اس پہ تو لاہور کا شاہی محلہ بھی شرم اٹھتا ہوگا کہ جہاں دن سوتے اور راتیں جاگتی ہیں۔ لیکن افسوس کہ یہ کام وہ لوگ کر رہے ہیں کہ جن پر اسلام کا لیبیل اور عشق اولیاء کا ٹھپہ لگا ہوا ہے۔ (مذہبی اور سیاسی باوے: ۲۳۳)

جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی:

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے انٹرویو سے دو واقعات پیش خدمت ہیں جو اپریل ۱۹۹۸

کو اردو ڈائجسٹ کو دیا گیا۔

اباجی قبلہ کے وصال کے دس روز بعد خواب میں ان کی زیارت ہوئی تو میں نے ان سے

تین سوال کئے وہ تین سوال یہ تھے:

پہلا سوال یہ کیا کہ جنازے کے بعد جب ہم نے آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کی تو آپ بے ساختہ مسکرا رہے تھے۔ آپ کی آنکھیں اس وقت کھل گئی تھیں۔ لب واہو گئے تھے اور چہرے پر اتنی بھرپور مسکراہٹ تھی کہ خود مجھے، واقعتاً یہ گمان ہو گیا کہ کہیں ہم نے غلطی تو نہیں کر دی شاید تکلیف کی شدت سے ڈاکٹرز کو مغالطہ ہو گیا ہو کہ آپ وفات پا گئے ہیں۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ وصال کے دس روز بعد آج آپ ملے ہیں، دس روز جو ملاقات نہیں ہوئی اس کی وجہ کیا تھی؟

تیسرا سوال یہ تھا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کسی کا انتقال ہو جائے تو قبر میں نکرین سوال کے لیے آتے ہیں وہ سوال پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو ابا جان! آپ یہ فرمائیے کہ جب نکرین یہ سوال کرنے کے لیے آئے تو آپ نے کیا جواب دیا؟ اور وہ معاملہ کیسے ہوا؟

پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا بیٹے! جب آپ لوگ جنازہ پڑھ کر فارغ ہوئے اور آپ نے کپڑا میرے چہرے سے ہٹایا اور مسکراتا ہوا پایا اس وقت پردے اٹھا دیے گئے تھے اور وہ عالم آخرت کے مقامات اور باغات جنت اور وہ علیین کی اعلیٰ سیرگاہیں اللہ پاک نے مجھے دکھانا شروع کیں اور میں جب ان کو دیکھنے لگا، تنکنے لگا تو ان خصوصی انعامات کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہا تھا اور مسکرا رہا تھا اور آپ میری مسکراہٹ کا تعلق ادھر سمجھ رہے تھے۔ میری مسکراہٹ کا سبب یہی تھا کہ اسی وقت عالم بالا کی سیر شروع ہو گئی تھی۔

دس روز تک نہ ملنے کا سبب یہ فرمایا کہ مجھے دس روز تک اس عالم کی سیر کرائی جاتی رہی۔ اور آج فارغ ہوا تو آپ کو ملنے کے لیے آ گیا ہوں۔

تیسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا بیٹے نکرین سوال کرنے کے لیے میری قبر میں آئے تو میں اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا انہوں نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس چلے گئے اور آج دس دن ہوئے میں انتظار کر رہا ہوں کہ آ کر سوال تو کریں لیکن وہ مڑ کر ہی نہیں آئے۔

یعنی فرشتے ڈر کر بھاگ گئے واقعی۔

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی  
جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

اپنے والد صاحب کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے: ایک شب سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ اس حالت میں خواب میں تشریف لائے کہ میں اپنے کلینک پہ بیٹھا ہوں اور آپ مغرب کی طرف سے کلینک میں داخل ہوئے اور آتے ہی ارشاد فرمایا: وہ وظیفوں والی کا پی لاؤ۔ ابا جی قبلہ فرماتے ہیں، میں نے وہ پانچ روپے والا وظیفہ اور دوسرے کئی وظائف ایک کا پی پر لکھے ہوئے تھے، میں وہ کا پی اندر سے اٹھالایا تو دوبارہ ارشاد فرمایا کہ وہ پانچ روپے والا وظیفہ نکالو۔ میں نے وہ صفحہ نکال کر پیش کر دیا۔ انہوں نے اپنی جیب سے قلم کھولتے ہوئے اور اس وظیفہ پر پھیرتے ہوئے فرمایا: یہ پڑھو گے تو ساری عمر پانچ روپے ہی ملیں گے، کبھی پانچ سو کی ضرورت پڑ جائے گی اور کبھی پانچ ہزار کی تو پھر کیا کرو گے؟ یہ وظیفہ آج سے پڑھنا چھوڑ دو اور زندگی میں ہزاروں اور لاکھوں کی ضرورت ہوگی تو۔ ابا جی فرماتے ہیں، میں صبح اٹھا، وہ کا پی دیکھی تو پانچ روپے کے وظیفہ والا صفحہ قلم زد تھا، وظیفہ کا ٹاٹا ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ بہ نفس نفیس تشریف لائے تھے اور اس کے بعد واقعتاً خزانوں کے منہ کھل گئے تھے۔

کرامات کیسے وجود میں آتی ہیں؟

مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت (جو بعد وفات واقع ہوئی) بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑے بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے آرام ہو جاتا پس لوگ اس کثرت سے مٹی لے جاتے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلو اوں تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا پریشان ہوا ایک دفعہ مولانا کی قبر پر جا کر کہا آپ کی تو کرامت ہوگی اور ہماری مصیبت بلائی۔ یاد رکھو اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہو گے لوگ جو تاپہنے تمہارے اوپر ہی چلیں گے۔ بس اسی دن سے کسی کو

آرام نہ ہوا جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہوگئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا۔ (ارواحِ ثلاثہ: ص ۳۳۹)

### ذاتی واقعہ:

ایک دفعہ میں اپنے سسرال جا رہا تھا میری بیگم بھی میرے ساتھ تھی ہم فیصل آباد پہنچے تو بس ناٹوٹی پل کے قریب ایک نالے کے پاس رک گئی یکا یک ایک شخص پکار اٹھا وہ دیکھو نالے میں پانی کے اندر سانپ ہے۔ لوگوں کے دو گروہ بن گئے کچھ کہنے لگے سانپ ہے کچھ نے کہا ایسے ہی جھاڑیوں میں کوئی چیز پھنسی ہوئی ہے۔

واقعی دور سے دیکھنے پر سانپ کا گمان ہوتا تھا لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلتا نہ تھا پانی اس کے اوپر سے اس طرح گذر رہا تھا کہ بالکل سانپ معلوم ہوتا تھا۔

اتنے میں کچھ لوگ کہنے لگے کہ بزرگ ہے بڑا کرنی والا ہے ہماری بھینس دودھ کم دیتی تھی ہم اس کے لیے دودھ لے کر آتے تو بھینس کے دودھ میں برکت ہو جاتی وہاں کرامات کا ایک چھپر کھل گیا لیکن وہ چیز جسے سانپ کہا جا رہا تھا اب بھی اسی جگہ تھی۔ لیکن سو فیصد یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا کہ سانپ ہے۔

لوگوں کے کرامات بیان کرنے سے واقعی باقی لوگوں کا بھی ذہن بن گیا تھا کہ سانپ ہے اتنے میں ایک نوجوان نیچے اتر اور ساتھ والی دکان سے ایک ڈانگ لی اور توحیدی سوٹا مارا تو پتہ چلا کہ عید قربان پہ کسی نے گائے ذبح کر کے اس کی لائشیں ایسے ہی نالے میں پھینک دیں جو کنارے پہ جھاڑیوں میں اس طرح پھنس گئیں کہ واقعی سانپ کا گمان ہوتا تھا۔

اگر نوجوان توحیدی سوٹے کا وار نہ کرتا تو پتہ نہیں اس بزرگ سانپ کی کرامتیں کہاں کہاں پہنچ جاتیں کیونکہ اس وقت بس میں سو کے قریب افراد سوار تھے۔ لوکل بس تھی آگے گاؤں کو جاتی ہے۔ اسکا پندرہ منٹ کے قریب سمن آباد کالج کے ساتھ جو نالہ ہے وہاں پر سٹاپ تھا جس میں یہ ساری کہانی ہوئی۔ جن لوگوں نے دور دراز دیہاتوں کو جانے والی بس میں دیکھی ہیں

انہیں پتہ ہے ایک بس میں چھت کے اوپر اور بس کے اندر سوا فرد سوار ہونا معمولی بات ہے۔

وصیت یا دعوت ولیمہ:

کوئی مر جائے ملا تیری عید ہو گئی

مردہ جنت گیا لو رسید ہو گئی

احمد رضا صاحب اپنی وصیت کچھ اس طرح لکھواتے ہیں:

۱۔ دودھ کا برف خانہ سازاگرچہ بھینس کا دودھ ہو۔

۲۔ مرغ کی بریانی۔

۳۔ مرغ پلاؤ خواہ بکری کا۔

۴۔ شامی کباب۔

۵۔ پراٹھے۔

۶۔ بالائی کی فیرنی۔

۷۔ ادرکی پھریری دال مع ادرک ولوازم۔

۸۔ گوشت بھری کچوریاں۔

۹۔ سیب کا پانی۔

۱۰۔ انار کا پانی۔

۱۱۔ سوڈے کی بوتل۔

۱۲۔ دودھ کا برف خانہ سازاگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کرو یا جیسے مناسب جانو۔

(وصایا شریف: ص ۹)

اس وصیت پر شورش کاشمیری اور مولانا ظفر علی خان نے کچھ تبصرہ کیا ہے جو پیش خدمت ہے:

مشرب احمد رضا میں مفتیان بد زبان

سامنے آکر بتاؤ کیا یہی اسلام ہے

حاشیہ ادراک کی چٹنی کا پھریری دال میں  
تورمہ فرنی پلاؤ کیا یہی اسلام ہے

شورش کاشمیری

تربت احمد رضا پر چڑھاوا ہے فضول  
جب تک اس میں ماش کی دال اور بالائی نہ ہو

مولانا ظفر علی خان

جب بندہ وصیت کرتا ہے تو اس کے ذہن میں ایک خوف آتا ہے کہ اب میں مر جاؤں گا اور حقیقی بادشاہ کے دربار میں میری حاضری ہونی ہے، پتہ نہیں میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے گا لیکن احمد رضا صاحب نے اوپر جو وصیت کی ہے اس میں ۲ قسم کی آئیٹم انہوں نے لکھوائی ہیں کہ یہ ان کی قبر پر حاضر کرنا۔ خان صاحب نے اس حد تک اسلام کو بدل ڈالا کہ مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ کو کہنا پڑا۔

کوئی ترکی لے گیا کوئی ایراں لے گیا  
کوئی دامن لے گیا کوئی گریباں لے گیا  
رہ گئی تھی فقط اک دولت اسلام کی  
وہ بھی چھین کر احمد رضا خان لے گیا

خانقاہی دنیا اور علم ایک دوسرے کی ضد ہیں:

منبر تے چڑھ وعظ پکاریں  
کیتا تینوں علم خوار  
پھوک مصلے بھن سٹ لوٹا  
نہ پھڑ تسبیح عاصا سوٹا  
عاشق کہندے دے دے ہوکا  
ترک حلالوں کھا مردار

مزید ارشاد ہوتا ہے:

علموں بس کریں او یار  
ساہنوں اکو الف درکار

کسی صوفی نے کہہ دیا:

الجهل احب الی من العلم  
یعنی جہالت مجھے علم سے زیادہ عزیز ہے۔

گپ شریف:

خانقاہی دنیا میں تحقیق غیر ضروری چیز ہے۔ تصوف کی بنیادی کتابوں میں لکھا ہے کہ سید الطائفہ جنید بغدادی اور دیگر مشائخ وقت نے منصور حلاج کے قتل کا فتویٰ لکھا اور اے سولی پر چڑھایا گیا۔

جنید بغدادی کا سن وفات بالاتفاق ۲۹۸ھ ہے اور منصور حلاج ۳۰۹ھ میں مقتول ہوا تو جنید بغدادی فتویٰ کس طرح لکھ سکتے ہیں۔ (بحوالہ شریعت و طریقت: ص ۵۳) منصور حلاج کہتا ہے:

کفرت بدین الله ولکفر واجب  
لدى وعند المسلمین قبیح

میں اللہ کے دین سے کفر کرتا ہوں اور یہ کفر میرے لیے واجب ہے جب کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک یہ برا ہے۔

بلکہ بھٹے شاہ نے تو خانقاہی دنیا میں داخلے (Entry) کے لیے ایک شرط رکھی ہے کہ:

چٹی چادر لا سٹ کڑیے پہن فقیراں لوئی  
چٹی چادر داغ لگیسی لوئی داغ نہ کوئی

اس پر امیر حمزہ صاحب نے ”اللہ موجود نہیں؟“ میں دلچسپ تبصرہ کیا ہے:

سفید چادر تو شریعت ہے وہاں خلاف شرع کام کیا تو فوراً داغ لگے گا مگر لوئی جو صوفیت کا

نشان ہے اس پر جو مرضی لگتا رہے اس داغ کا پتہ نہیں چلتا لہذا تصوف میں جو بھی کیا جائے اس کے بارے میں کہہ دیا جائے گا کہ جی یہ معرفت کی باتیں ہیں ظاہر کچھ نظر آتا ہے مگر باطن میں اس کا مطلب کچھ اور ہے لہذا اس پر مت بولو ولی صاحب کی توہین ہو جائے گی۔

خانقاہوں میں مریدوں کو نچانے والے

اک عجب چیز ہیں بدعت کے گھرانے والے

یہی وجہ ہے کہ جوتے کھانے والے عاشقوں کے مزارات سے تصوف کے چشمے پھوٹ رہے ہیں اور گھر سے بھاگنے والے پریکی جوڑوں کا پہلا سٹاپ حضرت مائی ہیر اور حضرت رانجھا صاحب کا مزار ہوتا ہے پھر وہاں سے فرانس اور برطانیہ کے سفارت خانوں کے ذریعے یورپ کے ویزے کا حصول ممکن ہوتا ہے۔

یہ تصوف ہی کے کرشمے ہیں کہ آج واجپائی اجمیر میں چڑھاوے چڑھاتا ہے تو ایڈوانی گھٹنے ٹیکتا ہے۔ بقول مومن خان مومن

اس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا کیا ذلیل

میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

اللہ کی توہین:

اللہ کی توہین تصوف کی دنیا کا خاصہ ہے اس کے بغیر آپ طریقت کی منزلیں طے نہیں کر سکتے، اسلام میں بنیادی چیز توحید ہے تو انہوں نے سب سے پہلے اس پر ہی ہاتھ صاف کیا۔

اہل حق کی توحید:

وفی کل شیء لہ اية

تدل علی انہ واحد

اور ہر ایک چیز میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ایک نشانی ہے، جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ ایک ہے۔

صوفیاء کی توحید:

وفی کل شیء له اية  
تدل علی انه عينه

اور ہر ایک چیز میں اس کے لیے ایک نشانی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اسی کا عین

ہے۔

صوفیاء کی توحید کا عملی مظاہرہ جس کی وضاحت ہم پیچھے کافی حد تک کر آئے ہیں:

بندرا بن وچ بین وجائے  
متھرا دے وچ گنواں چرائے  
چوچک دے گھر چاکر سدائے  
عرشاں تے رحمن کھائے  
گھر عبداللہ جائی دا

اگر ہاتھ میں بین پکڑ لے تو وہ رانجھا (جو تے کھانے والا عاشق) ہے اور اگر عبداللہ کے گھر پیدا ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عرش پر وہی رحمان کہلاتا ہے یعنی تینوں ایک ہیں۔

نعوذ باللہ من ذلک الخرافات

اور معین الدین اجمیری نے فرمایا کہ: اگر روز قیامت خدا تعالیٰ کا جمال میرے پیر کی صورت میں ہوگا، تو دیکھوں گا، ورنہ اس کی طرف منہ بھی نہ کروں گا۔ (ریاض السالکین: ۲۳۱)

اور بابا فرید الدین گنج شکر نے فرمایا: اگر قیامت کے دن خدا تعالیٰ میرے پیر کی صورت کے سوا کسی دوسری صورت میں اپنا جمال یا کمال دکھائے گا تو میں اس طرف آنکھ بھی نہ کھولوں

گا۔ (اقتباس الانوار: ص ۲۹۰، بحوالہ شریعت و طریقت: ص ۲۲۷)

ابوالحسن نوری نے ایک کتے کو بھونکتے دیکھا تو کہنے لگا: لیک و سعدیک: میں حاضر ہوں

اور تجھ سے سعادت چاہتا ہوں۔ (شریعت و طریقت)

یعنی کتے کے بھوکنے کو خدا کی پکار کہہ رہے ہیں کیا اب بھی تمہیں شک ہے کہ اللہ پاک نے ان لوگوں کو اپنے در سے دھتکار دیا ہے۔

بلھے شاہ اللہ پاک کی یوں توہین کرتے ہیں:

بلھیا پی شراب تے کھا کباب  
پر بال ہڈاں دی اگ  
چوری کرتے بن گھر رب دا  
ایس ٹھگاں دے ٹھگاں نوں ٹھگ

اس بے غیرت نے تو انتہا کر دی کہ عزتوں کے مالک رب کو ٹھگوں کا ٹھگ قرار دیا لعنت ہے ایسی سوچ پر ان جیسوں کا علاج عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کوڑا ہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں یا اللہ ایک اور عمر کو بھیج کہ آج کا دور اپنے عمر کی تلاش میں ہے۔

وہی دیرینہ بیماری وہی نا محکمی دل کی  
علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ساقی

اقبال

بایزید بسطامی سے مندرجہ ذیل روایات منسوب ہیں:

ما فی جبتی الا اللہ

میرے جبہ میں اللہ کے سوا کچھ نہیں۔

ملکی اعظم من ملک اللہ

میری بادشاہی خدا کی بادشاہی سے عظیم ہے۔

اللہ کی حیثیت صرف منشی کی ہے۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا

ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

(حدائق بخشش: ج ۱ ص ۲۰)

لفظ کن سے پیدا کرنا یہ صرف اللہ کا خاصہ ہے، لیکن خانقاہی دنیا میں یہ صفت اللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غوث پاک کو اور اب یہ آگے ٹرانسفر ہو چکی ہے۔

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو  
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

(حدائق بخشش: ج ۲ ص ۱۹)

کن اولیاء کی شان ہے اولیاء اللہ جس چیز کے لیے کن کہتے ہیں وہ فوراً پیدا ہو جاتی ہے اولیاء غیب دان ہیں اور مشکل کے وقت تشریف لاکر دستگیری فرماتے ہیں اور ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ (الجنہ لاہل السنہ: ص ۵۰۴)

احمد رضا کے صاحبزادے مصطفیٰ رضا اپنی کتاب شرح استمداد ص ۲۸ پر لکھتے ہیں اولیا میں ایک مرتبہ صاحب تلوین کا ہے جو چیز جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہوتی ہے جسے کن کہا وہی ہو گیا۔ جب اللہ نے یہ صفت آگے ٹرانسفر کر دی تو معاذ اللہ پھر وہ خود تو بے اختیار ہو گیا؟

اللہ بے اختیار؟

رب عزوجل نے غزوہ احزاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا چاہی اور شمالی ہوا کو حکم دیا کہ جا میرے حبیب کی مدد کرو اور کافروں کو نیست و نابود کر دے اور ہوانے انکار کر دیا اور کہا: یہ بیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں: اللہ تعالیٰ نے اس کو بانجھ کر دیا اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برسنا۔ (ملفوظات احمد رضا خان: ج ۴ ص ۹۳)

اللہ کو بے اختیار کرنے کا مقصد اللہ سے کشتی کرنا تھا:

حضرت ابو الحسن خرقانی نے فرمایا کہ صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں پچھا ڈیا۔ (فوائد فریدیہ: ص ۷۸)

اللہ کو موسیٰ علیہ السلام سے بڑا پیار تھا کہ اللہ پاک نے اس نبی کو اپنے پانچ پیاروں میں سے ایک کہا ہے۔ اللہ کا اس قدر لاڈ لانی، اللہ کی ایک تجلی برداشت نہ کر سکا، لیکن ابو الحسن صاحب اللہ

سے گشتی فرما رہے ہیں۔

اس کے بعد اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی توہین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کھلے جلوے ہیں اس در پر فقط اللہ اکبر کے  
ہمیں سجدے روا ہیں خواجہ اجمیر کے در کے  
خدا کی پاک صورت کو محمد میر کہتے ہیں  
محمد بے کدورت کو خدا یا پیر کہتے ہیں

(دیوان محمدی: ص ۱۳۱)

حقیقت جن کی مشکل تھی تماشہ بن کے نکلیں گے  
جسے کہتے ہیں بندہ قل ہو اللہ بن کے نکلیں گے  
بجاتے تھے جو انی عبد اللہ کی بنسری ہر دم  
خدا کے عرش پر انی انا اللہ بن کے نکلیں گے

(دیوان محمدی: ص ۱۱۹)

آج کل شیطان نے اللہ کی توہین کے لیے مسلمانوں کو ایک اور پلیٹ فارم مہیا کر دیا ہے  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کے نقشے پر اللہ کا نام کیا اللہ کی توہین نہیں ہے؟ جوتا تو جوتا ہی ہے  
بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہولیکن یہاں تو معاملہ بالکل برعکس ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا  
جوتا بھی نہیں کاغذ پر خود ایک عکس بنایا اور اس پر اللہ کا نام لکھ دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین:

اللہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے بغیر بھی طریقت کا تاج محل مکمل نہیں ہوتا۔  
بظاہر تو ان لوگوں نے عشق رسول کا کنٹریکٹ (Sign) کیا ہوا ہے کہ ان کے سوا سارے ہی  
گستاخ رسول ہیں اس کی حقیقت کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابلیس ہم مرتبہ ہیں (معاذ اللہ)

در مذہب عاشقان یک رنگ  
ابلیس و محمد ست ہم سنگ

(تذکرہ غوثیہ: ص ۲۵۵)

حشر کے دن اللہ کچھ خوش نصیب لوگوں کو اپنے سائے میں جگہ دے گا جس کی تفصیل حدیث میں آئی ہے اور حوض کوثر پہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کو پانی پلائیں گے اس کی خوش قسمتی کے کیا کہنے لیکن احمد رضا صاحب کا مرید اس خواہش کا اظہار کر رہا ہے۔

جب زبائیں سوکھ جائیں پیاس سے  
جام کوثر کا پلا احمد رضا  
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو  
اپنے سایہ میں چلا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت: ص ۴۸-۴۷)

نیا انکشاف (غوث پاک کی محفل واعظ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی آتے ہیں؟)

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں  
وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

(حدائق بخشش: ج ۷ ص ۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے اور عرفان شریعت والے کہتے ہیں کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نبی ہوتے (عرفان شریعت: ج ۳ ص ۸۳)

اس میں دو باتیں ہیں کہ ایک تو عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور دوسرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ نہیں کہ ان کے بعد اگر نبوت جاری رہتی تو نبی بننے کا حقدار کون تھا؟ حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمانا بھی صرف فضیلت کے لیے ہے۔

بایزید بسطامی سے مندرجہ ذیل روایات منسوب ہیں:

خصمت بحرا ووقف الانبیاء

میں نے تو سمندر میں غوطا لگا دیا۔ جب کہ انبیاء اس کے ساحل پر ہی کھڑے رہے۔

لواء ی ارفع من لواء محمد

میرا جھنڈا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے سے بلند ہوگا۔

لوجی قصہ پاک ہوا کہ اللہ پاک کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بھی کوئی نہیں جان

سکتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چکر ہی دیتے رہے۔ (استغفر اللہ)

حقیقت محمد دی پا کوئی نہیں سکدا

استھاں چپ دی جا ہے الہ کوئی نہیں سکدا

محمد دی صورت ہے صورت خداوندی

میرے دل توں نقشہ مٹا کوئی نہیں سکدا

(دیوان محمدی: ص ۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲)

تیڈے میم دے برقعے پاؤن توں صدقے

احد ہو کے احمد سڈاون توں صدقے

(دیوان محمدی: ص ۲۱۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم احمد رضا صاحب کا انتظار کر رہے ہیں؟

اعلیٰ حضرت بریلوی کے وصال کے وقت بیت المقدس میں شامی بزرگ کو خواب میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پر انوار میں حاضری نصیب ہوئی۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم

اور اولیاء اللہ دربار اقدس میں حاضر تھے لیکن مجلس پہ سکوت کا عالم طاری تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ

کسی آنے والے کا انتظار ہے شامی بزرگ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی میرے ماں باپ

آپ پر قربان ہوں کس کا انتظار ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احمد رضا کا انتظار ہے۔

(الشاہ احمد رضا: ص ۱۴۴)

مولوی برکات احمد کے انتقال کے بعد مولوی سید امیر احمد خواب میں زیارت حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ

مبارکہ میں نے پڑھایا۔ (ملفوظات احمد رضا خان بریلوی: ج ۲ ص ۲۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم احمد رضا کی امامت میں جنازہ پڑھیں تو بھی تو بہن نہیں ہوتی؟ کائنات کے سب سے افضل انسان ہونے کے باوجود کھڑے ہو کر احمد رضا صاحب کا انتظار کر رہے ہیں پھر بھی عاشقِ رسول؟ لیکن اہل توحید یہ کہہ دیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی لائق اتباع نہیں تو گستاخِ رسول۔

قرآن کی توہین:

قرآن بھی ان لوگوں کے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ ہے لہذا یہ لوگ قرآن پڑھتے یا اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ اس کے جواب لکھتے ہیں۔

حلاج کے متعلق ابن عربی نے اپنی فتوحات مکیہ میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ مشہور بزرگ شیخ ابو عمرو بن عثمان مکی، حلاج کے سامنے سے گذرے اور پوچھا کیا لکھ رہے ہو؟ حلاج نے جواب دیا قرآن کا جواب لکھ رہا ہوں یہ سن کر مکی نے دعا کی اور انہی کی بددعا کا نتیجہ تھا کہ حلاج قتل کر دیا گیا۔

مولانا جلال الدین رومی اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں:

من ز قرآن مغزراً برداشتم  
استخوان بیش سگان انداختم

میں نے قرآن سے مغز (اصل مطالب) اخذ کر لیے ہیں اور ہڈیاں جو بیچ گئیں میں نے (اہل ظاہر) کے آگے پھینک دی ہیں۔

قرآن میں توحید ہے؟

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: شیخ کمال الدین ابن المرغی کو ابتدا میں تلمسانی سے بڑی عقیدت تھی۔ وہ ان سے فصوص الحکم پڑھنے لگے۔ اثناء درس میں کمال الدین نے فصوص الحکم کی بعض قابل اعتراض باتوں پر گرفت کی اور کہا کہ قرآن اور حدیث کے صریح ارشادات کے خلاف ہیں، تو ایک مرتبہ تلمسانی کو سخت غصہ آ گیا اور کہا: بار بار قرآن اور حدیث کا کیا حوالہ دیتے ہو۔ ان کو اٹھا کر دروازے سے باہر پھینکوا اور یہاں صاف دل ہو کر آؤ تا کہ تمہیں خالص توحید ملے۔

شیخ کمال الدین ہی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ شیخ تلمسانی نے کہا: قرآن میں توحید ہے کہاں؟ وہ تو پورے کا پورے شرک سے بھرا ہوا ہے، جو شخص اس کی اتباع کرے گا وہ کبھی توحید کے بلند مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔ (امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ از کوکن عمری، زیر عنوان صوفیاء پر تنقید: ص ۳۲۱)

صوفیاء کی خالص توحید کی ایک جھلک:

شیخ کمال الدین نے ایک مرتبہ اعتراض کیا کہ: اگر عالم کی تمام چیزیں ایک ہیں جیسا کہ تمہارا عقیدہ ہے تو پھر تمہارے نزدیک جو رو، بیٹی اور ایک اجنبی عورت میں کیا فرق ہے؟ تلمسانی نے جواب دیا: ہمارے ہاں تو کوئی فرق نہیں۔ چونکہ ان مجبووں (اہل شریعت) نے ان کو حرام قرار دیا ہے تو ہم بھی کہہ دیتے ہیں کہ یہ چیزیں تم پر حرام ہیں ورنہ ہم پر کوئی چیز حرام نہیں۔ (امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ از کوکن عمری، زیر عنوان صوفیاء پر تنقید: ص ۳۲۱)

حضرت شاہ حسین:

حضرت شاہ حسین خانقاہی دنیا کا ایک تابندہ ستارہ اور ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے برصغیر میں بہت اسلام پھیلایا۔ حضرت شاہ حسین جن کو مادھوالال بھی کہتے ہیں 1539ء میں لاہور کے ٹیکسالی دروازے میں پیدا ہوئے اس کے والد کا نام شیخ عثمان تھا اور ان کے دادا کا نام کجس رائے تھا وہ راجپوت تھے اور کپڑا بننے کا کام کرتے تھے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر عبادت کرتے اور رات راوی دریا کنارے عبادت کرتے۔

ایک دن شاہ حسین ایک عالم حضرت شیخ سعد اللہ سے تفسیر پڑھ رہے تھے کہ اس آیت پر پہنچے:

وما الحیوة الدنیا الا لہو و لعب

اس کا مطلب ہے دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے جب مولانا نے اس کی تفصیل بتائی تو شاہ حسین پر مجذوبی کیفیت طاری ہوگئی اور چھلانگ لگا کر مدرسے سے باہر نکل آئے اور کہا کہ اگر یہ زندگی کھیل تماشہ ہے تو میں اسی طرح گزاروں گا جب اس بات کا پتہ شاہ حسین کے مرشد بہلول دریائی کو چلا تو وہ تشریف لے کر آئے اور شاہ حسین کو نماز پڑھنے کے لیے کہا جب اس

آیت پر پہنچے الم نشرح لک صدرک کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا تو قہقہہ لگا کر ہنس پڑے اور نماز درمیان میں توڑ کر مسجد سے بھاگ گئے اور ساری زندگی اسی حالت میں گزار دی داڑھی منڈادی اور ناچ گانے والے گروپ کے ساتھ شامل ہو گئے اور باقی ساری زندگی ایسے ہی گذاری۔

جب تک کوئی شخص داڑھی مونچھ کا صفایا نہ کرادیتا، اس وقت تک مرید نہ سمجھا جاتا وہ اپنے ہاتھ سے مرید کو شراب کا پیالہ پیش کرتے اگر وہ پی لیتا تو مریدوں میں سمجھا جاتا (گویا یہی اس کی بیعت تھی) ورنہ مجلس سے باہر نکال دیا جاتا۔

آپ کا تعلق ملامتیہ فرقے سے تھا۔ شاہ حسین کا انتقال ۱۵۹۹ء میں ہوا آپ کو راوی کنارے دفن کیا گیا اور پھر سیلاب آنے کی وجہ سے باغبانپورہ لاہور میں دفن کیا گیا۔ ہر سال بسنت میں آپ کا میلہ لگتا ہے جسے ”چراغاں دامیلا“ کہتے ہیں۔